انتساب

امت مسلمہ کی نوجوان نسل کے نام!

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (مسلم:1400۔بخاری:5066)

''اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہے تو اس کو ضرور نکاح کرنا چاہیے کیونکہ نکاح آنکھوں کو بہت نیچا رکھنے والا اور بدکاری سے بچانے والا ہے لیکن تم میں سے جو طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کو روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کچلنے کا ذریعہ ہے۔''

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہو بے داغ ضرب ہو کاری

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی رہے تری بے داغ

(اقبالؒ)

فہرست مضامین

پیش لفظ پروفیسر ڈاکٹر طاہر منصوری 9 تا 12
پیش لفظ ڈاکٹر مبین اختر 13 تا 14
آغاز سخن 15 تا 30
انسانی زندگی میں جنسیت کا کردار:
مسلم ممالک میں نوجوان نسل کی جنسی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت
اظہار تشکر 31 تا 34
باب اول: موجودہ دور میں جنسی تعلیم: ایک طائرانہ جائزہ 35 تا 51
جنسی تعلیم کا تاریخی پس منظر۔ جنسی تعلیم کا مربوط نظام۔ شادی سے قبل جنسی پرہیز کا نظام۔ جنسی تعلیم کے چند اہم ترین عوامل۔ جنسی تعلیم کے نظام پر عمومی تبصرہ۔ مغرب میں جنسی تعلیم پر ناقدانہ نظر۔ امریکہ میں یک صنفی سکولوں کا نظام۔ مخلوط طرز تعلیم کے نقصانات۔
باب دوم: جنسی تعلیم: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں 52 تا 71
موجودہ مسلم سوسائٹی میں جنسی تعلیم۔ اسلام کے دور اولین میں جنسی تعلیم کا نظام۔ اسلامی جنسی تعلیمات کی خصوصیات۔ قرآن کریم میں جنسی تعلیم دینے کی وجوہات۔ قرآن کریم میں مختلف جنسی امور کا اجمالی جائزہ
باب سوئم: جنسی تعلیم: احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں 72 تا 106
تعارف۔ زوجین کا انتخاب۔ شادی۔ مقاصد نکاح۔ بچوں کی پیدائش۔ حصول

لذت کے فطری جذبے کی تسکین۔ زوجین کے درمیان جنسی تعلق۔ مباشرت سے متعلقہ چند دیگر مسائلِ طہارت۔غسل جنابت۔جنسی انحرافات۔جانوروں کے ساتھ جنسی فعل کرنا۔جنسِ مخالف کا لباس پہننے کی عادت۔مشت زنی۔عمل قوم لوط۔عورتوں کے مابین ہم جنس پرستی

باب چہارم: جنسی تعلیم: فقہی قوانین کے تناظر میں 107 تا 127

چند کتب فقہ کا مختصر تعارف۔ قدوری۔ ہدایہ۔ نور الایضاح۔منتخب حسامی۔ فتاویٰ عالمگیری یا فتاویٰ ہندیہ۔فقہی قوانین کے تناظر میں جنسی تعلیم پر ایک عمومی تبصرہ۔جنسیت کے مختلف پہلوؤں پر فقہائے کرام کے خیالات کا ایک طائرانہ جائزہ۔امام باقرؒ۔امام جعفر صادقؒ۔امام موسیٰ کاظمؒ۔امام غزالیؒ۔ابن قدامہؒ۔امام نوویؒ۔امام ابن تیمیہؒ۔امام ابن قیمؒ۔علامہ آلوسیؒ

باب پنجم: جنسیت کے بارے میں مغالطے اور غلط فہمیاں 128 تا 143

مغالطوں کی عمومی حالت۔ ماہرین نفسیات کی نظر میں چند توہمات۔بچوں میں پائی جانے والی غلط فہمیاں۔تین سے آٹھ سال عمر کے بچے۔نوعمر بچے، بارہ تا سولہ سال کی عمر۔مشت زنی کی عادت

باب ششم: بچوں کی جنسی تعلیم: مسلم والدین کے مسائل 144 تا 166

امت مسلمہ کا اہم ترین مسئلہ۔ امت مسلمہ پر مغربی تعلیم وتہذیب کے مضمرات۔جنسی مسائل کے حل کی تدابیر۔

باب ہفتم: جنسی تعلیم: امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز 167 تا 195

چند اہم سوالات۔جنسی تعلیم کا دائرہ کار اور مفہوم ومعنی۔جنسی تعلیم کی ضرورت۔ بچوں کو جنسی تعلیم دینے کی ذمہ داری۔جنسی تعلیم اور والدین۔جنسی تعلیم میں عیسائی مذہبی راہنماؤں کا کردار۔ یورپ میں جنسی انقلاب۔جنسی تعلیم دینے میں سکولوں کا کردار۔

باب ہشتم: جنسی تعلیم کے لئے نصاب کی تیاری 196 تا 218
جنسی صحت کی تعلیم۔جنسی تعلیم کے وسیع تر موضوعات۔جسمانی اعضاء کی نشوو نما، تولیدی نظام کی ساخت اور افعال۔لڑکیوں کا نظام۔لڑکوں کا نظام تولید و تناسل۔بلوغت کی عمر سے پہلے لڑکوں میں بلوغت کا دور۔لڑکیوں میں بلوغت کا دور۔طہارت۔قرار حمل، رحم مادر میں بچے کی حالتیں اور وضع حمل۔جنسی امراض بالخصوص ایڈز۔سماجی اور دینی اخلاقیات۔زنا، نشہ اور شراب نوشی۔عورتوں کے حقوق و مسائل۔طلاق وخلع۔وراثت۔فیملی پلاننگ اور اسقاطِ حمل۔جنسی انحرافات۔شادی سے قبل مشاورت۔بعد از شادی مشاورت۔سماجی اور دینی اخلاقیات۔

باب نہم: مسلمان بچوں کی جنسی تعلیم: چند عملی سفارشات 219 تا 270
تعلیمی نصاب کی تیاری۔مسلمان بچوں کو جنسی تعلیم دینے کے مراحل۔پیدائش سے تین سے پانچ سال کی عمر۔پانچ سے سات سال کی عمر۔سات سال سے دس سال کی عمر۔تخلیہ۔غض بصر۔محرم وغیر محرم رشتے۔محرم رشتے داروں کی طرف دیکھنا۔اپنی منگیتر کو دیکھنا۔اپنی بیوی کو دیکھنے کی اجازت۔کافرہ عورتوں کا مسلمان عورتوں کو دیکھنا۔نوخیز لڑکوں (پندرہ سال سے کم عمر) کو دیکھنا۔بچوں کو عریاں حالت میں دیکھنا۔غض بصر کی چند استثنائی حالتیں۔دس سے چودہ سال کی عمر۔اندرونی نگرانی کی تدابیر۔بیرونی نگرانی کا نظام۔بالغ افراد کی جنسی تعلیم و تربیت۔بچوں کی پرورش کے اسلامی اصول۔بچوں کی اخلاقی تربیت۔امت مسلمہ کو درپیش چند اہم مسائل۔طلاق، مسلمان عورتوں کا اہم ترین مسئلہ۔مسلمان بچوں کے لیے عریانیت کا سد باب۔مسلم معاشرے میں عورتوں پر تشدد۔شادی سے قبل مشاورت۔شادی کے بعد مشاورت

باب دہم: جنسی تعلیم: مسلم اہل علم کی نظر میں 271 تا 306

سوالنامہ (ضمیمہ الف) کے جوابات۔ اسلامی مدارس میں تعلیم (بشمول جنسی تعلیم) کا نظام۔ لڑکوں کی تعلیم کا نظام، متوسط (مڈل کلاس)، ثانویہ عامہ (میٹریکولیشن)۔ ثانویہ خاصہ (انٹرمیڈیٹ/ ایف اے)۔ عالیہ (بی۔اے)۔ عالمیہ (ایم اے)۔ لڑکیوں کی تعلیم۔ ثانویہ خاصہ (انٹر میڈیٹ/ ایف اے)۔ عالیہ (بی۔اے) دوسالہ کورس۔ عالمیہ (ایم۔اے)۔ اسلامی جنسی تعلیم کے چند اہم موضوعات۔ طہارت۔ بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت۔ طلاق، خلع اور مصالحت۔ زنا۔ جنسی انحرافات۔ بالغ بچوں سے متعلقہ مسائل۔ لڑکوں کے مسائل۔ لڑکیوں کے مسائل۔ اسلامی جنسی تعلیم اور مذہبی راہنماؤں کا کردار۔ جنسی انارکی کے سدباب کی تدابیر۔

ضمیمہ جات: 307 تا 317

ضمیمہ الف۔ سوالنامہ

ضمیمہ ب۔ مسلمان بچوں کی جنسی تعلیم و تربیت کے لیے لٹریچر کی تیاری

ضمیمہ ج۔ مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت ---

حوالہ جات: 318 تا 328

حوالہ جات (اردو)

حوالہ جات (انگریزی)

❀❀❀

پیش لفظ

اسلام دین فطرت ہے، اس کی نگاہ میں رہبانیت، ترک دنیا، تجرد کی زندگی خلاف فطرت عمل ہے، جس کی وہ ممانعت کرتا ہے۔ تاہم نکاح کے دائرے سے باہر بے قید جنسی تعلقات کو بھی وہ ناجائز قرار دیتا ہے۔ زنا اور بدکاری اسلام کی نظر میں معاشرے کے خلاف ایک سنگین جرم ہے جس کے لیے وہ کڑی سزا تجویز کرتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں نکاح کے ذریعے قائم ہونے والی صنفی اور جنسی تعلق کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ نکاح جہاں زوجین کے درمیان مودت وسکینت کا باعث ہے وہاں جنسی تسکین کا ذریعہ بھی ہے۔ فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جنسی داعیے کی تسکین میاں بیوی کا شرعی حق ہے جس کا وہ ایک دوسرے سے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ شریعت کی رو سے مرد کے جنسی طور پر نااہل ہونے کی صورت میں عورت کو عدالت سے تفریق نکاح کا حق حاصل ہے۔

قرآن وسنت میں ہمیں متعدد ہدایات ملتی ہیں جو ایک مسلمان کی صنفی زندگی اور جنسی رویے کو منضبط کرتی ہے۔ ان تعلیمات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک حصہ ایسی تعلیمات کا ہے جو معاہدہ نکاح، مقدمات نکاح، عائلی زندگی اور آداب معاشرت سے متعلق ہیں۔ دوسرا حصہ زنا، بدکاری، اس کے مقدمات (آزادانہ اختلاط مرد وزن) جنسی انحرافات (ہم جنس پرستی، لواطت، استمناء بالید وغیرہ) جیسے امور سے متعلق ہدایات و تعلیمات کا ہے۔

ان امور سے تعارف وآگہی ہر مسلمان معاشرے کے نظام تعلیم وتربیت کا حصہ رہی ہے۔ اس سلسلے میں گھر، مکتب اور مسجد ومنبر اسلامی تاریخ کے تمام ادوار میں اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ ان اداروں نے صنفی رویے کے حوالے سے نوجوانوں کی تربیت کے ہدف کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ یہ بات درست ہے کہ اسلامی معاشرے میں جنسی تعلیم کبھی

بھی ایک مربوط نظام کا حصہ نہیں رہی۔ دینی تعلیم کی تاریخ کے کسی دور میں ہمیں جنس اور جنسیت نصاب تعلیم میں ایک علیحدہ مضمون کے طور پر نظر نہیں آتے۔ جنسی تعلیم کے عنوان سے جنسی مسائل و امور پر مسلمان بچوں کو کبھی علیحدہ سے تعلیم و تربیت نہیں دی گئی۔ اس کی وجہ مسلم معاشرے کی مخصوص دینی، اخلاقی اور روحانی ساخت ہے، جس میں جنسی موضوعات کو علانیہ زیر بحث نہیں لایا جاتا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مغرب کے برعکس اسلامی تہذیب و ثقافت میں جنسی عمل اور جنسی اعضاء کو صریح الفاظ کی بجائے کنایے اور استعارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ ہمارے دینی ادب میں جنسی اعضاء کو ''شرم گاہوں''، ''ستر'' اور ''عورات'' جیسے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جنسی عمل کے لیے مباشرت و مجامعت جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جو کہ حقیقی نہیں بلکہ مجازی استعمال ہے۔ قرآن و سنت اور فقہ میں جنسی عمل کے لیے صرف اسی مقام پر کنایے کو ترک کیا گیا ہے جہاں زنا اور بدکاری کو بطور حد ثابت کرنا مقصود ہو۔ ایسے موقع پر گواہ کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ زنا کے واقعے کو صراحت کے ساتھ بیان کرے۔ اس ایک استثناء کے علاوہ جنسی امور کے بیان میں ہمیں عموماً حیا اور شائستگی کا اسلوب نظر آتا ہے۔ اس تناظر میں جنسی تعلیم کو ایک باقاعدہ مربوط نظام تعلیم کا حصہ بنانے کی تجویز مسلم معاشرے میں پذیرائی حاصل نہیں کر سکتی۔

اس کے برعکس مغرب میں جنسی تعلیم کی ضرورت قابل فہم ہے۔ اس کا مقصد نوجوان نسل کو بے مہار اور بے قید جنسی زندگی سے روکنا نہیں بلکہ انہیں محفوظ جنسی (Safe Sex) سے آگاہ کرنا اور جنسی عمل کے ممکنہ مضر اثرات سے محفوظ کرنا ہے۔ اس میں ایڈز، حمل وغیرہ شامل ہیں۔ اس تعلیم کا مقصد جنس اور جنسیت سے متعلق معلومات فراہم کرنا ہے نہ کہ جنسی تعلق کو کسی اخلاقی معیار کے تابع کرنا ہے۔

اسلام میں ان امور پر تعلیم و آگاہی کا مقصد انسان کے جنسی داعیے کو کچھ اخلاقی اصولوں اور معیارات کا پابند بنانا ہے، اور اس کے جنسی رویے کو منضبط کرنا ہے۔ جنسی زندگی اور صنفی تعلق کے حوالے سے اسلام کی تعلیمات کو شاید ''اسلامی جنسی تعلیم'' کا عنوان

نہ دیا جاسکے۔جنسی تعلیم کا عنوان مغرب معاشرت میں تو شاید درست ہو کہ وہاں صنفی وجنسی تعلقات کے بارے میں معلومات ایک باقاعدہ جنسی تعلیم کے نظام کا حصہ ہیں۔ اسلامی معاشرت میں یہ معلومات یا تعلیمات مختلف عنوانات کے تحت قرآن، سنت، سیرت، فقہ اسلامی میں موجود ہیں۔ فقہ اسلامی میں طہارت کے باب میں غسل، حیض، نفاس، عائلی احکام کے باب میں منگنی، نکاح، حقوق زوجیت، طلاق وغیرہ، جنایات وعقوبات (جرم و سزا) کے باب میں زنا، لواطت، سحاق، ہم جنسیت غیر فطری فعل، جیسے موضوعات پر تفصیل سے احکام موجود ہیں۔

زیر نظر کتاب اس لحاظ سے بہت وقیع کاوش ہے کہ اس میں فاضل مولف نے مسلمان کی جنسی زندگی کو منضبط کرنے والے تمام اہم احکام کو مربوط انداز میں ایک جگہ اکٹھا کر دیا ہے۔ یہ احکام ہمارے دینی ادب یعنی قرآن، سنت اور فقہ میں مختلف ابواب میں بکھرے ہوئے ہیں۔ کتاب کے باب دوم میں مصنف نے ایسے تمام موضوعات کا مطالعہ کیا ہے جن کا تعلق انسان کی زندگی، تولید کا عمل اور جنسی امور سے ہے اور انہیں گوشوارے کی صورت میں بیان کیا ہے۔ بیس صفحات پر پھیلا ہوا یہ ایک بہت ہی جامع گوشوارہ ہے جس میں ان تمام آیات کا تفصیلی تعارف آ گیا ہے جو جنسی امور میں مسلمان فرد اور معاشرے کی راہنمائی کرتی ہیں۔ اسی طرح کی کوشش باب سوم میں احادیث کے حوالے سے کی گئی ہے جہاں صنفی زندگی سے مختلف احادیث کو مناسب تشریح وتوضیح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مصنف نے فقہ اسلامی میں جنسی امور پر اسلامی احکام کا بھی ایک جامع جائزہ پیش کیا ہے۔ اس میں انہوں نے مشہور فقہاء جیسے امام باقرؒ، امام جعفر صادقؒ، امام موسیٰ کاظمؒ، امام غزالیؒ، ابن قدامہؒ، امام نوویؒ، ابن القیمؒ، شوکانیؒ جیسے عظیم علماء کی جنس اور جنسیت پر آراء کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ آراء مصنف نے عموماً بغیر حوالے کے نقل کی ہیں ان آراء کو مستند حوالوں کے ساتھ دیا جانا چاہیے۔ بہتر ہوتا کہ باب سوم کی طرح یہ ترتیب موضوعات کے

اعتبار سے ہوتی۔ جیسے باب الطہارہ، باب النکاح، باب الزنا، وغیرہ اور ان موضوعات کے تحت فقہاء کی آراءنقل کی جاتیں۔

''جنسیت کے بارے میں مغالطے اور غلط فہمیاں'' غیر ضروری بحث ہے۔ یہ مغرب کا تصور جنسی تعلیم کا حصہ تو ہوسکتی ہے۔لیکن اسلامی تعلیم جنسیات کا حصہ قطعی طور پر نہیں بن سکتی۔جنسی اعضاء کی ساخت، سائز، جنسی لذت کے طریقوں کا ذکر اوراس سے ملتے جلتے دیگر موضوعات اسلامی تہذیب وثقافت سے مناسبت نہیں رکھتے۔

فاضل مصنف نے بچوں کی جنسی امور پر تعلیم وتربیت پر زور دیا ہے اوراس کا ایک اجمالی خاکہ بھی پیش کیا ہے وہ یہ تجویز کرتے ہیں کہ جنسیت کے موضوع پر مثبت اور مستند معلومات فراہم کرنے کے لئے مسلمان ممالک میں ایک میگا پراجیکٹ تیار کیا جائے جس میں جنس اور جنسیت پر اسلام کے موقف اوراس کی تعلیمات کو اجاگر کیا جائے۔اس کے ذریعے ہم نوجوانوں کو اباحت و بے راہ روی کے طوفان سے بچا سکتے ہیں۔ اس قسم کا لٹریچر تیار کرنے کی ضرورت ہے جس میں شادی اور نکاح کے ادارے کی اہمیت وافادیت اور زنا اور بدکاری کے مفاسد کو علمی و دعوتی انداز میں نمایاں کیا جائے۔قرآن وسنت، سیرت امہات؇ المؤمنین اور صحابیات؇ کی روشنی میں بچوں کی پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے تاکہ باعفت وکردار افراد پر مشتمل صالح معاشرہ وجود میں آ سکے۔

مجموعی طور پر یہ ایک بہت قابل تحسین کوشش ہے۔جنس اور جنسیت سے متعلق اسلام کے نقطہ نظر اور رویے کو اجاگر کرنے میں اس کا غیر معمولی کردار ہے۔ میں مصنف کو اس وقیع علمی کام پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر طاہر منصوری
وائس پریذیڈنٹ (ہائیر سٹڈیز اینڈ ریسرچ)
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

پیش لفظ:

جنسی تعلیم: مسلمان والدین کو درپیش مسائل اور ان کا حل

ڈاکٹر محمد آفتاب خان کی یہ دوسری کتاب ہے جسے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ پہلی کتاب کا عنوان تھا ''Sex and Sexuality in Islam'' اور یہ 2006ء میں چھپی تھی۔ [1] وہ سات آٹھ سو صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب تھی جس میں جنسیات اور اسلام کے ہر پہلو پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی تھی۔ زیر نظر کتاب اسی طرح ضخیم ہے اور تمام موضوعات پر تفصیل سے معلومات دی گئی ہیں اور ہر جگہ ضروری حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں!

نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی راہ نمائی کے لئے اس میں بہت مواد ہے۔ جنسی معلومات فقہی نکتہ نظر سے لکھی گئی ہیں۔ اس موضوع کے بارے میں یہ بھی درج کیا گیا ہے کہ سکول، کالج اور جامعات کا اس بارے میں کیا کردار ہونا چاہیے۔ مزید ایک تفصیلی نصاب بھی مرتب کیا گیا ہے جو بچوں کی عمروں کے مطابق ہے۔

زوجین کے خوشگوار تعلقات کے لئے بھی اچھی تجاویز دی گئی ہیں۔ دیگر ماہرین سے رائے حاصل کرنے کے لئے ایک سوالنامہ بھی مرتب کیا گیا ہے۔ لگتا ہے کہ اب اسلامی جنسی تعلیم پر جدید معلومات حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔ اس سلسلے کی پہلی کتاب جو میری نظر سے بیس سال قبل گذری وہ ''جنسی صحت'' تھی۔ اس کے بعد دو تین مزید کتابیں

[1] اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ''جنس اور جنسیت: اسلامی تناظر میں'' 2010ء میں چھپ چکا ہے۔

چھپیں اور پھر ڈاکٹر محمد آفتاب خان کی مفصل کتاب۔اب اس موجودہ کتاب سے مسلمان مردوں اور عورتوں کو اس موضوع پر کوئی تشنگی باقی نہیں رہے گی!

ڈاکٹر سید مبین اختر
چیف سائیکولوجسٹ (نفسیاتی ہسپتال کراچی)

❀❀❀

آغازسخن

انسانیت، اپنی تاریخ کے طویل دور میں جنس اور جنسیت کے لحاظ سے دو مختلف انتہاہوں کے درمیان سرگرداں رہی ہے۔ ایک انتہا کا تعلق بے لگام جنسی بے راہ روی سے ہے جبکہ دوسری انتہا تجرد کی زندگی بسر کرنے اور جنسی جبلت کو ختم کر دینے کی ہے۔ پہلی انتہا کے مویدین جنس برائے لذت کوشی (SEX FOR FUN)، جنسیت برائے جنسیت (SEX FOR ITS OWN SAKE) اور بے لگام جنسیت (FREE SEX) جیسے تصورات کے علمبردار ہیں۔ ان کے خیال میں ایک انسان اپنے جنسی جذبے کی تسکین جب چاہے، جہاں چاہے اور جس کے ساتھ چاہے کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہے اور انسان پر اس کے بارے میں کسی قسم کی کوئی پابندی یا قدغن بھی نہیں، کوئی مذہبی، اخلاقی یا معاشرتی پابندی اس جذبے کی تسکین اور تکمیل میں حائل نہیں ہونی چاہیے۔ واضح رہے کہ یہ کوئی ایسا انوکھا اور نیا نظریہ نہیں جو آج کے روشن خیال انسانوں کو پہلی مرتبہ سوجھا ہو بلکہ اس کے ڈانڈے ہزاروں سال قبل مصر کی قدیم تہذیب سے ملتے ہیں جس کی جانب قرآن کریم نے ہماری راہنمائی سورۂ یوسف (12:23-37) میں فرمائی ہے جبکہ مصر کے دولتمند طبقے کی ایک عورت نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ورغلانے کی کوشش کی تھی اور جس کی تائید بعد میں اسی طبقے کی عورتوں کے ایک بہت بڑے گروہ نے ایک دعوت میں کی تھی۔ تاہم موجودہ دور میں مغربی ممالک میں بے لگام جنسی عمل کی تاریخ کا تعلق عیسائیت کی اس تعلیم کا ایک بدیہی نتیجہ ہے جس کے ذریعے جنسی جبلت کو ختم کر دینے کے لئے راہبانہ تصورات (CELIBACY / MONASTICSM) سے ہے جو سخت گیر اور متعصب

عیسائی راہبوں نے بائبل کی تعلیمات کے برعکس وضع کی تھی اور جس پر وہ خود عرصہ دراز تک عمل بھی کرتے رہے۔ عیسائیت میں تجرد کی زندگی گزارنے کا تصور سب سے پہلے سینٹ پال (SAINT PAUL) نے دیا تھا جس کے تحت یہ قرار پایا کہ ''ایک انسان کی نجات اخروی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ عورتوں سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھے۔'' اس کے نزدیک بائبل کی تعلیمات کے تحت خدا کو خوش کرنا اور شادی ایک دوسرے کی ضد ہیں!

مختلف راہبوں کی درجنوں ایسی تصریحات موجودہ عیسائی لٹریچر میں پائی جاتی ہیں جو ایک مرد اور عورت کے باہمی تعلقات کو ناجائز قرار دیتی ہیں چاہے وہ شادی شدہ ہی کیوں نہ ہوں۔ عیسائی راہبوں کی ان تعلیمات کا یہ نتیجہ نکلا کہ یورپ میں تجرد کی زندگی بسر کرنے کا رواج صدیوں تک جاری رہا حتیٰ کہ وکٹورین عہد میں مرد و عورت کے درمیان جنسی تعلق بطور میاں بیوی کے صرف اولاد کے حصول کے لیے ہی مناسب گردانا جاتا تھا جبکہ اس عمل میں لذت کا حصول دونوں فریقین کے لیے کسی صورت بھی مناسب نہیں گردانا گیا بالخصوص عورت کے لیے تو گویا یہ ایک شجر ممنوعہ تھا کہ وہ اس عمل سے کسی قسم کا کوئی حظ اٹھائے!

عیسائی مذہب کی جنسی اخلاقیات کے اس بہت ہی مختصر جائزے سے یہ بآسانی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ عیسائیت نے انسان کی اس اہم ترین جبلت کو غیر ضروری طور پر دبانے کی وجہ سے ایک ایسی غلطی کا ارتکاب کیا جو انسانی نسل کو بڑھانے کا واحد ذریعہ ہے کیونکہ یہ بھی واضح ہے کہ انسانی جبلتوں کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جاسکتا۔ انسانی جبلت کو اس طریق پر ختم کرنے کا جو نتیجہ نکلتا ہے وہ برٹینڈ رسل (BERTREND RUSSEL.1970) کے الفاظ میں کہ ''مذہبی راہنماؤں کے عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات بدستور قائم رہے۔'' اسی طرح ایک دوسرے برطانوی دانشور اور مورخ لیکی (LECKY,1830-1903) اپنی کتاب ''تاریخ اخلاق یورپ (1897) میں یوں رقمطراز ہے ''چرچوں میں ننوں کی قیام گاہیں قحبہ خانوں کا منظر پیش کرتی تھیں اور اکثر چرچوں کے تہہ خانوں میں بے شمار بچوں اور عورتوں کے ڈھانچے پائے جاتے تھے۔ جہاں جنسی تشدد کے واقعات راہبوں کی

جانب سے ظہور پذیر ہوتے تھے''۔۔۔۔ظاہر ہے کہ غیر انسانی جنسی اقدامات کا فطری طور پر یہی نتیجہ نکلنا چاہیے تھا۔ مارٹن لوتھر (MARTIN LUTHER,1929-68) کی تحریک اصلاح کلیسا (REFORMATION MOVEMENT) بھی اسی امر کا شاخسانہ تھی جو کلیسا کے غیر اخلاقی جنسی تعلیمات اور رویے کے خلاف بغاوت کے طور پر اٹھی تھی۔ اس کا فطری نتیجہ یہ نکلا کہ مغربی دنیا کے سماجی، سیاسی حالات پر کلیسا کا اثر ونفوذ بطور ایک مذہبی ادارے کے ختم ہو کر رہ گیا جس کے بعد کلیسا اور ریاست (سیاست) کی راہیں ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئیں اور یوں کلیسا نے خود اپنے آپ کو ویٹی کن سٹی (روم) کی چار دیواری میں محصور کرلیا!

اس دوران (1765ء) میں یورپ میں جنسی انقلاب برپا ہوا جس کی وجہ سے یورپ کی عورت کو انسانی تاریخ کے ایسے بدترین حالات کا سامنا کرنا پڑا جس سے انسانیت کبھی بھی دو چار نہ ہوئی تھی۔ اگرچہ انقلاب فرانس (1799-1779) کی بناء پر عورتوں کو کلیسا کے اس غیر انسانی وغیر اخلاقی رویے سے کسی حد تک نجات تو مل گئی جو مذہبی راہنماؤں اور جاگیردارانہ نظام کے ناپاک گٹھ جوڑ (UNHOLY ALLIANCE) کی بنا پر رائج تھا (سیّد مودودی 2000) تاہم اس انقلاب نے عورت کو ایک دوسری انتہا کی جانب دھکیل دیا۔ یورپ میں دو عظیم جنگوں کے نتیجے میں لاکھوں کی تعداد میں مرد مارے گئے جن کی وجہ سے آبادی میں مرد و زن کے درمیان بہت عظیم تفاوت پیدا ہو گیا۔ چونکہ عیسائیت میں نکاح ثانی کی گنجائش نہیں پائی جاتی جس کی وجہ سے یورپین عورت ان غیر فطری جنسی اخلاقیات کی بھینٹ چڑھ گئی جس کا نتیجہ وہاں جنسی انارکی کی شکل میں رونما ہوا اور یوں اخلاقی اقدار اس سیلاب میں خس وخاشاک کی طرح بہہ گئیں جسے یورپی اور امریکن دانشور بجا طور پر جنسی خودکشی (SEXUAL SUICIDE) اور جنسی ٹریجڈی (SEXUAL TRAGEDY) کا نام دیتے ہیں۔(GILDER, G.F, 1975; ALBERT AND ELLIS, 1962)

انسانی زندگی میں جنسیت کا کردار: انسانی زندگی میں جنسیت صرف ایک

جبلت ہی نہیں بلکہ انسانوں میں یہ ایک قوت محرکہ اور زندگی کو رواں دواں رکھنے والا جذبہ بھی ہے۔ یہ ایک ایسی طاقت ہے جس سے انسانی کیریکٹر میں نظم وضبط پیدا ہوتا ہے۔ایک انسان اس جذبے کا کس طریق پر اپنی زندگی میں مظاہرہ کرتا ہے اوراس کے غلط یا صحیح استعمال سے اس کی زندگی میں یا تو بگاڑ پیدا ہوتا جاتا ہے یا وہ حسن عمل کا نمونہ بن جاتی ہے۔ جب جنسیت کا بے محابا اور غلط استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ مغربی مما لک میں عام طور پر ہورہا ہے،تو پھر ایسے حالات میں انسانی زندگی کا معیار اوراس کا سماجی تانا بانا روبہ زوال ہوجاتا ہے۔ تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جہاں اور جس دور میں بھی جنسی اعمال بے لگام ہوجاتے رہے تو اس کا لازمی نتیجہ اس قوم، ملک اور معاشرے کے لیے بحیثیت مجموعی بہت برے اور دوررس اثرات کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔(GILDER, GF-1975)۔ تاریخ میں روم ویونان اور قدیم مصری تہذیبوں کا معدوم ہوجانا اس امر کا واضح ثبوت ہے جبکہ ان تہذیبوں اور مما لک میں جنسی افعال کا چلن عام ہوگیا تھا، ان تہذیبوں کا ذکر اب صرف تاریخ کے صفحات میں ہی ملتا ہے اور ان کا کوئی نشان بھی اب موجودنہیں ----ایسے معاملات میں خاندان کا ادارہ سب سے زیادہ اور بہت بری طرح سے متاثر ہوکر تباہ ہوجاتا ہے کیونکہ بے محابا جنسی افعال میں ملوث ہونے سے شادی/نکاح کا تقدس ختم ہوجاتا ہے......واضح رہے کہ شادی/نکاح کی بناء پر صرف نسل انسانی ہی میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ اس کی وجہ سے انسانوں کے درمیان پائے جانے والی فطری خواہش اور جذبۂ محبت اور خیر سگالی جوایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی وتعاون کا ضرورت مند ہوتا ہے اور جو جنسی عمل (SEXUAL INTERCOURSE) کے علاوہ عورت ومرد کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑے رکھنے کے لیے ایک مستقل تعلق کی بنیاد بنتا ہے وہ بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ انسانی معاشرے اور بالآخر تہذیب وتمدن کے قیام کے لیے ایک مرد اور عورت (بطور شوہر اور بیوی) ایک ایسا مستقل اور دیر پا تعلق کو استوار رکھنے کی ضرورت مند ہوتے ہیں جس سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی رفاقت اور پیار محبت قائم رکھ سکیں۔

دونوں میں بچوں کی خواہش ایک ایسے جیون ساتھی کی متلاشی ہوتی ہے جس کے ساتھ وہ ایک خوشحال خاندان کی شکل میں زندگی گزار سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے درمیان ایک ایسی طلب اور محبت کے جذبات پیدا کر دیئے ہیں جو ہر وقت اس امر کے متقاضی ہوتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر ایک خاندان/معاشرے میں رہتے ہوئے زندگی بسر کر سکیں۔ زوجین کی حیثیت سے دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جڑے رہتے ہیں تاکہ وہ ایک مشترکہ مقصدِ زندگی (بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال) کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ مرد وزن کے درمیان جنسی محبت اور لذت کوشی ایک ایسا محرک ہے جو دونوں کے لیے ایک معاشرتی زندگی استوار کرنے کی بنیاد بنتا ہے اور تمام عمر ایک مستقل قوت محرکہ کا کام کرتا رہتا ہے (سید مودودی 2000)۔ تاہم اس کے برعکس، شادی/بیاہ کے ادارے کے باہر بے لگام جنسی تسکین اس خدمت اور مستقل تعلق قائم رکھنے کے جذبے کی نفی ہے جو شادی کے نتیجے میں دونوں فریقوں کے درمیان پیدا ہوتی ہے اور یوں معاشرہ شکست وریخت کا شکار ہو جاتا ہے۔ دنیا بھر میں طلاقوں کا بڑھتا ہوا رجحان، بن بیاہی ماؤں کی شرح میں اضافہ اور اسی طرح کے بیشمار دیگر سماجی مسائل، بے ہنگم اور آزادانہ جنسی تعلقات ایک ایسا بدیہی عمل ہیں جس سے دنیا کے بیشتر ممالک فی زمانہ دوچار ہیں اور جس کو ثابت کرنے کے لیے کسی قسم کے عقلی ونقلی دلائل کی شاید ضرورت نہیں!

موجودہ دور میں دنیا کے حالات کے پیش نظر شاید یہ کہنا غلط نہیں کہ اس بے محابہ جنسی طوفان نے دنیا کو ایک مہیب خطرے سے دوچار کر دیا ہے۔ اگرچہ ہمیں اس امر کا شعور ہے کہ مغرب میں نوجوان نسل عیسائی مذہب سے برگشتہ ہو گئی ہے تاہم اس امر سے بھی صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ مسلم ممالک کا نوجوان طبقہ (لڑکے/لڑکیاں) کی حالت بھی مغربی ممالک کی نوجوان نسل سے بہت زیادہ مختلف نہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں بھی مذہبی راہنماؤں نے عوام الناس اور بالخصوص نوجوان طبقے کو اس امر سے آگاہ کرنے کی کوئی مثبت کوشش نہیں کی جس کے ذریعے انہیں بتایا جاتا کہ ایک مسلمان کی زندگی میں

جنسیت کا کیا کردار ہونا چاہیے۔ اس راہنمائی کے نہ ہونے کی وجہ سے نوجوان طبقے کی تجسس پسند اور مہم جو طبیعت انہیں اس امر پر مجبور کرتی ہے کہ وہ اس بارے میں معلومات، غیر مستند ذرائع از قسم دوست، ٹی وی، انٹرنیٹ اور ڈش کے علاوہ عریاں لٹریچر سے حاصل کریں......تاہم اس حقیقت کا اظہار بھی بہت ضروری ہے کہ نوجوان نسل کے لیے صحیح اور مستند ترین ذریعہ معلومات صرف اور صرف دینی تعلیمات ہی ہوسکتی ہیں جو ان کے تمام مسائل کا پائیدار اور مستقل حل فراہم کرتی ہیں۔

جب ہم اس سوال پر غور کرتے ہیں کہ موجودہ دور میں مسلمان مذہبی راہنما کیوں نوجوان نسل کو صحیح ترین جنسی معلومات دینے میں ناکام رہے ہیں؟......تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مسلم ممالک میں اس کی اہم ترین وجہ دور حاضر میں اس موضوع پر تحقیقی کام اور کتب کی شدید کمی ہے جبکہ قرآن حدیث میں انسانی جنسیت کے بارے میں اسقدر گرانقدر راہنمائی موجود ہے کہ اس کا اندازہ کرنا بھی ایک عام انسان کے لیے نہایت مشکل ہے تاہم وہ تمام راہنمائی افادۂ عام کے لیے پیش نہیں کی جاسکی ـــــ گزشتہ چودہ صدیوں میں مسلم اہل علم اور فقہائے کرام نے قرآن وحدیث سے اخذ کردہ راہنمائی کی روشنی میں اس موضوع پر جس تفصیل کے ساتھ فقہی معلومات فراہم کی ہیں، ان کا ایک بہت ہی قلیل حصہ عوام الناس بالخصوص نوجوان طبقے کی راہنمائی کے لیے آسان انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ مزید برآں، جمعہ، عیدین اور دیگر بے شمار مواقع پر خطیب صاحبان اور دیگر مذہبی راہنما اپنے اپنے حلقوں میں نکاح/بیاہ، خاندانی نظام، میاں بیوی کے تعلقات، حقوق واختیارات، بچوں کی پرورش ونگہداشت، نیز دینی تعلیم وتربیت اور اس قسم کے دیگر بے شمار موضوعات جن کا تعلق ایک مسلمان کی زندگی کے اس اہم ترین پہلو (جنسیت) سے ہے، کے بارے میں راہنمائی دینے میں ناکام رہے ہیں ـــــ اس کی اہم ترین وجہ وہ مخصوص سماجی، معاشی، سیاسی، تعلیمی اور ثقافتی حالات رہے ہیں جن سے مسلمانان عالم گزشتہ تین چار صدیوں میں یورپین ممالک کی غلامی کی وجہ سے مبتلا رہے ہیں ـــــ جب

تک مسلمانوں نے قرآن وحدیث کی بنیادی تعلیمات کو حرز جان بنائے رکھا اور ان احکامات کی تعمیل کرتے رہے تو اس وقت تک وہ دنیا پر حکمرانی کرتے رہے اور علمی وتحقیقی امور میں دنیا کے راہنما رہے تاہم جونہی انہوں نے تعلیمات الٰہی سے روگردانی کی تو وہ غلامی کے شکنجے میں جکڑے گئے۔ اوائل اٹھاریں صدی عیسوی میں ہم مسلمانوں کو بتدریج روبہ زوال دیکھتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یورپین اقوام نے سر اٹھانا شروع کر دیا اور انیسویں صدی عیسوی میں وہ اقوام عالم کے سردار بن گئے جبکہ مسلمانوں کو دنیا کی امامت اور پیشوائی کے منصب سے ہٹنا پڑا۔

علمی وتحقیقی کاموں کی شدید قلت کی جانب درج بالا سطور میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔ گزشتہ دو تین صدیوں میں مسلمان نوجوان نسل کو زندگی کے اس اہم ترین پہلو (جنسیت) سے آگاہ کرنے کے لیے بہت کم کتب ورسائل تصنیف وتالیف ہوئیں۔ جبکہ عربی زبان میں متقدمین نے اس موضوع پر ڈھیروں علمی وتحقیقی کام سرانجام دیا۔ جب یورپی اقوام نے مسلمان ممالک کو فتح کر کے ان پر اپنا تسلط قائم کرلیا تو انہوں نے ان ممالک میں عربی/فارسی کی تعلیم پر پابندی عائد کردی۔ اس پالیسی کے نتیجے میں مسلم اقوام، اپنے اس قیمتی علمی ورثے سے نابلد ہو گئے جو ان دونوں زبانوں میں قرآن وحدیث اور دیگر فقہی لٹریچر میں موجود ہے۔ اگرچہ بیشتر ممالک بعد میں اس غیر ملکی اقوام کے قبضے اور تسلط سے آزاد بھی ہو گئے تاہم ذہنی غلامی اب تک ان کے گلے کا ہار بنی ہوئی ہے۔ اس صورت حال کے برعکس مغربی ممالک میں اس موضوع پر بہت سے ماہرین نے نہایت عالمانہ تحقیقی کام سرانجام دیا۔ مثلاً درج ذیل اصحابِ علم (SIGMUND FREUD, 1856-1939)۔ (ALFERD ELLIS HAVELOCK,1859-1939)۔ (KINSEY, 1966)۔ (MASTER AND VIRGINIA 1966)۔ ان تمام اور دیگر بے شمار محققین نے اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر بہت سی کتب ورسائل گزشتہ دو صدیوں میں شائع کیے۔ درج بالا تصریحات کی روشنی میں یہ بآسانی کہا جاسکتا ہے کہ مسلم

ممالک میں نوجوان نسل میں جنسیت کے مختلف پہلوؤں پر لٹریچر نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ دور میں مسلم ممالک میں بھی اس مضمون سے متعلقہ پہلوؤں پر بہت زیادہ تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ تاہم اس قسم کی تمام تحقیق، قرآن وحدیث کی بنیادی تعلیمات کی روشنی میں کی جانی چاہئیں۔ اس ضمن میں جنسی تعلیم وتربیت کے موضوع پر بھی تحقیق کرنے کی ضرورت ہے تاکہ موجودہ دور میں تمام مسلم ممالک میں نوجوان نسل کو درپیش جنسی مسائل کے حل کے لیے راہنمائی دی جا سکے۔

مسلم ممالک میں نوجوان نسل کی جنسی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت:

چونکہ مسلمانوں کے لیے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ تاہم یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کا دائرہ صرف نماز، روزہ اور دیگر عبادات تک ہی محدود نہیں۔ جو لوگ اپنی زندگی میں تمام احکامات الٰہیہ کی پابندی کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اسلام کی اس تعلیمات سے بھی آگاہ ہوں جو اسلام نے جنسی زندگی کے بارے میں دی ہیں۔ یہ اسی طرح ضروری ہے جس طرح کوئی مرد یا عورت روزانہ نماز کی ادائیگی کے لیے نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھتا ہے۔ چونکہ مسلمان نوجوان، موجودہ دور میں انٹرنیٹ، ڈش وغیرہ کے ذریعے غیر اسلامی حرکات سے آگاہ ہو رہے ہیں پس ان کے یے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ شریعت کی بتائی گئی جنسی تعلیمات سے بھی آگہی حاصل کریں تاکہ وہ اپنی زندگی کو ان تعلیمات کی روشنی میں گزار سکیں۔ مزید برآں، چونکہ مسلمانوں کی ایک معتد بہ تعداد مغربی ممالک اور امریکہ میں بھی رہائش پذیر ہیں اور ان کے بچے براہ راست ان ممالک کی تہذیبی وثقافتی روایات واقدار سے روشناس ہونے کے علاوہ وہاں کے تعلیمی اداروں میں تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں اس لیے ان کے لیے بالخصوص یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اسلام کی جنسی اقدار اور روایات اور تعلیمات سے بھی آگاہ ہوں۔ موجودہ زمانے میں ان ممالک میں رہنے والے والدین کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ مغربی ممالک کے جنسی تعلیم کے نظام کی خرابیوں سے بھی آگاہ

ہوں کیونکہ صرف ایسے والدین ہی ان خرابیوں کا صحیح طریق پر تدارک کر سکتے ہیں جنہیں ان خرابیوں کا بخوبی شعور اور ادراک ہو۔ زیر نظر کتاب بنیادی طور پر ان تمام چیلنجز اور مسائل کا جواب دینے کے نقطہ نظر سے تحریر کی گئی ہے جو مسلم ممالک میں نوجوان نسل کو درپیش ہیں۔ مسلم امہ کی اس نہایت اہم اور دیرینہ ضرورت کی تکمیل کے لیے اسلامک اکیڈمی کیمبرج (برطانیہ) نے راقم کو "جنسی تعلیم: مسلم والدین کو درپیش مسائل اور ان کا حل" (SEX EDUCATION: ISSUES AND CHALENGES TO PARENTS IN MUSLIM COUNTRIES) کے موضوع پر انگریزی زبان میں مقالہ تحریر کرنے کی دعوت دی۔ اس کا مقصد ان مسائل کی نشان دہی کرنے اور ان کے حل کے لیے مناسب تجاویز اور لائحہ عمل دینا تھا جو مسلم ممالک میں والدین کو اپنی اولاد کی جنسی تعلیم و تربیت کے ضمن میں درپیش ہیں۔ یہ کاوش مشرق و مغرب میں غیر مسلم نوجوانوں کے لیے بھی فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہے۔ یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ اسلام ایک ایسا طرز حیات ہے جو دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے بھیجا گیا ہے۔ نیز یہ تعلیمات کسی زمانے اور ملک کے ساتھ بھی مخصوص نہیں بلکہ یہ بین الاقوامی نوعیت کی ہیں نیز یہ تعلیمات ہر قسم کے تعصب از قسم جنس، عمر، رنگ و نسل، زبان، علاقے اور عقیدے سے بھی بالاتر ہیں۔ ہر وہ شخص جو ان تعلیمات پر کھلے ذہن کے ساتھ غور کرنے کا متمنی ہو، وہ اس صداقت کی گواہی دینے پر مجبور ہوگا کہ یہ تعلیمات ہر شخص کی عقلی و علمی پیاس کو بجھانے کی اپنے اندر بدرجہ اتم صلاحیت رکھتی ہیں۔ وہ لوگ جو مغربی ممالک میں رہتے ہیں، ان کے دل و دماغ میں جنسیت کے حوالے سے بہت سی غلط فہمیاں اور مغالطے پائے جاتے ہیں تاہم اس کتاب کے مندرجات سے انہیں اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس تمام تر پروپیگنڈے کے برعکس جو اسلام کے بارے میں یورپ اور امریکہ میں پایا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں انسانوں کے جنسی معاملات جیسے پیچیدہ مسائل کے بارے میں، جس میں انسانیت موجودہ دور میں مبتلا ہے، بہت ہی متوازن راہنمائی دی گئی ہے۔ اس امر کے قوی امکانات ہیں کہ

اس قسم کے لوگ ان تعلیمات کی صداقت اور اس میں پنہاں عقلی دلائل اور حکمت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جس انداز میں اسلامی تعلیمات میں ان جنسی مسائل کا حل تجویز کیا گیا ہے، انسانیت کو ان مسائل سے نجات مل سکتی ہے اور یوں وہ سب لوگ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی نہایت آسانی اور سکون و عافیت کے ساتھ گزار سکتے ہیں۔ وہ مسلمان والدین بھی جو یورپ اور امریکہ میں قیام پذیر ہیں، انہیں بھی ان مسائل سے چھٹکارہ مل سکتا ہے جس میں وہ مغربی معاشرے میں رہنے والے بچوں کے تعلیمی و تربیتی معاملات میں کمی کی وجہ سے پریشان ہیں۔ یہاں اس امر کی جانب اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ صرف ایسے والدین ہی ان مسائل سے بآحسن عہدہ برآ ہو سکتے ہیں جنہیں موجودہ زمانے میں جنسی بے راہ روی کا واضح طور پر علم ہے جو مغربی معاشرے بشمول مسلمان ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ (محمد آفتاب خان/ ریاض اختر 2012)

اسلامک اکیڈمی کیمبرج کی اس پیش کش کو قبول کرتے ہوئے مجھے اپنی علمی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا گہرا شعور ہے کیونکہ مجھے اس مضمون کے بارے میں کسی مہارت یا خصوصی علم کا کوئی دعویٰ نہیں۔ موضوع زیر بحث اس قدر متنوع اور وسیع ہے کہ میری کامیابی کے امکانات بہت محدود دکھائی دیتے ہیں۔ تاہم گزشتہ 30/25 سالوں میں اس موضوع پر لکھی گئی کتب اور رسائل کے مطالعے سے اس موضوع سے جو دلچسپی پیدا ہوئی ہے اور جس کے نتیجے میں بفضل ایزدی، چند کتب انگریزی/ اردو میں اندرون و بیرون ملک شائع بھی ہوئی ہیں جن کی تفصیل (حوالہ جات میں دیکھی جا سکتی ہے)، اس سے مجھے حوصلہ ملا کہ میں اسلامک اکیڈمی کیمبرج کی اس دعوت کو قبول کر لوں۔ اس امر کی شعوری کوشش کی گئی ہے کہ ہر بات کا مستند حوالہ ضرور درج کر دیا جائے تاکہ مزید کام کرنے والوں کے لیے آسانی ہو۔

زیر نظر کتاب کو دس ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ باب اول میں اس تاریخی پس منظر کو بیان کیا گیا ہے جو جدید مغربی دنیا میں جنسی تعلیم کے اجراء کا سبب بنا۔ اس میں نہایت

اختصار کے ساتھ امریکہ میں یک صنفی نظام تعلیم (SINGLE SEX EDUCAION SYSTEM) کے بارے میں بھی معلومات شامل کی گئی ہیں جس سے لڑکوں اور لڑکیوں کو تعلیم دینے کے علیحدہ علیحدہ سکول اور اداروں کی ضرورت واہمیت پر روشنی پڑتی ہے۔ وطن عزیز اور دیگر مسلم ممالک میں مغربی تعلیم کے زیر اثر مخلوط تعلیمی اداروں کا جو تجربہ گزشتہ نصف صدی سے کیا جا رہا ہے، مغرب میں اس کے بارے میں مندرج معلومات اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان میں صاحبان علم وفہم کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہونا چاہیے تاہم اس کے باوجود بھی اس ملک کا ایک بہت محدود طبقہ اگر مغرب کے اس ناکام تجربے سے استفادہ کرنے پر مصر ہے تو پھر اس کے نتائج بھی مغربی ممالک میں پیدا ہونے والے مسائل سے کسی صورت بھی کم خوفناک اور خطرناک نہیں ہوں گے!

باب دوم میں ہم نے جنسی تعلیم کے بارے میں اسلامی طرز فکر اور فلاسفی پر گفتگو کی ہے۔ اس باب میں مسلم ممالک میں موجودہ اور اسلام کے دور اولین میں جنسی تعلیم کے نظام پر بحث کی گئی ہے۔ مزید برآں، اس باب میں قرآنی تعلیمات کے ان موضوعات کو ایک گوشوارے کی شکل میں پیش کیا گیا ہے جن سے جنسی تعلیم کے اسلامی نقطہ نظر پر بہت واضح انداز میں راہنمائی ملتی ہے۔ ہمارے محدود علم کی حد تک شاید یہ پہلی کوشش ہے جس کے مطالعے سے ایک عام قاری کو اس امر کا اندازہ لگانے میں آسانی رہے گی کہ موضوع زیر بحث کے بارے میں قرآن کریم نے کس قدر تفصیل اور متنوع راہنمائی دی ہے۔ ان معلومات کی روشنی میں بجا طور پر یہ دعوی کیا جا سکتا ہے کہ دنیا میں موجودہ کسی بھی الہامی نظام میں اسقدر جامع اور وسیع معلومات نہیں پائی جاتیں جس قدر معلومات قرآن کریم نے انسانوں کی راہنمائی کے لیے دی ہیں۔ اس سے جہاں جنسی تعلیم کی ضرورت واہمیت پر روشنی پڑتی ہے وہاں یہ اس امر کا بھی ایک ناقابل تردید ثبوت ہے کہ موجودہ زمانے میں، اس تعلیم کی بنا پر جنسی انارکی کے بدترین حالات میں بھی مسلم ممالک اس قسم کے مسائل وآلام سے بہت حد تک محفوظ ہیں جو آج کی دنیا میں بالعموم اور مغربی ممالک/ امریکہ میں

بالخصوص پائے جاتے ہیں اور جن کی وجہ سے ایسے تمام ممالک کی نہ صرف خاندانی نظام کی چولیں ہل گئی ہیں بلکہ وہ دیگر بہت سے مفاسد از قسم جنسی امراض بالخصوص ایڈز کی وبا میں بھی بہت بری طرح سے پھنس چکے ہیں (محمد آفتاب خان 2013) تاہم یہ موضوع بھی مسلم مفکرین اور اہل علم کے لئے تحقیق کا ایک پہلو ہے جس پر قلم اٹھانے کی ضرورت ہے۔

کتاب کا باب سوئم بھی، دراصل جنسی تعلیم کے بارے میں قرآنی تعلیمات کا ایک تفصیلی پہلو ہے جس میں اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے۔ اگرچہ حدیث کے عظیم الشان علمی ذخیرے سے خوشہ چینی کی یہ بہت مختصر اور تشنہ کوشش ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں تعلیمات قرآنی کی روشنی میں اسقدر بھرپور انداز میں انسانوں کی راہنمائی کے لیے اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے کہ موضوع زیر بحث کا کوئی پہلو بھی تشنہ نہیں رہا۔ اس موضوع پر اس بھرپور انداز میں راہنمائی کی تفصیلات کسی کتاب کی صورت میں مدون و مرتب کرنا موجودہ مسلم اہل علم پر ایک قرض ہے جس کی موجودہ زمانے میں مناسب اور سہل انداز میں ادائیگی کا شرف دیکھئے کس کی قسمت میں آتا ہے؟

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟

اس موضوع کی مزید تفصیلی کڑیوں کی تلاش میں ایک اور کوشش ناتمام، فقہی لٹریچر سے بھی کی گئی ہے جو گزشتہ چودہ صدیوں میں فقہائے کرام اور دیگر اہل علم نے قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے بحرِ بے کراں کی غواصی کے نتیجے میں کی ہے اور جو فقہ کی ہزاروں کتب کے لاکھوں صفحات میں مختلف موضوعات کے تحت بکھرا پڑا ہے!۔۔۔۔فقہائے کرام، محدثین عظام نے اپنی کاوشوں کو مختلف ابواب (کتاب) عبادت، صوم وصلوۃ، نکاح، طلاق وخلع، خاندانی نظام، بچوں کی پرورش وتربیت، وراثت نیز زوجین کی نجی زندگی کے بارے میں اسقدر تفصیل کے ساتھ زیر بحث لائے ہیں کہ قانون کا ایک طالبعلم اس کی وسعت، ہمہ گیری اور باریکیوں کا مطالعہ کر کے حیران رہ جاتا

ہے—— اس موضوع پر باب چہارم میں گفتگو کی گئی ہے۔ اس ضمن میں ہماری شعوری کوشش رہی ہے کہ امت مسلمہ میں پائے جانے والے چار پانچ اہم ترین فقہی مکاتب فکر کی کتب میں قیمتی معلومات کا جو عظیم الشان ذخیرہ پایا جاتا ہے اس کا اشارتاً ذکر کر دیا جائے۔ چونکہ اسلامی نقطہ نظر سے جنسی تعلیم کا صرف ایک پہلو طہارت/ پاکیزگی کا حصول، جس کا تعلق عبادت اور دیگر مذہبی شعار کی ادائیگی سے ہے اور یہ پہلو تمام فقہی مکاتب فکر نے اسقدر تفصیل اور باریکی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اس ضمن میں دنیا کے کسی موجودہ مذہب میں اس قدر وسیع معلومات ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتیں۔ مزید برآں، یہ پہلو بھی بہت اہمیت کا حامل ہے کہ فقہاء و اہل علم کی یہ کاوشیں صرف کتب فقہہ کی حد تک محدود نہیں رہ گئیں بلکہ یہ تمام معلومات ایک نسل سے دوسری نسل تک نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتی گئیں جن پر دنیا کے مختلف خطوں/ ممالک میں رہنے والے مسلمان اپنی روزمرہ زندگی میں عمل پیرا رہے ہیں۔ اور یہ اس موضوع پر ان بیش قیمت علمی کاوشوں اور معلومات کا مبنی بر ہدایات ہونے کا ایک دوسرا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ اس موضوع کے حوالے سے بھی مسلم اہل علم کو موجودہ زمانے کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جدید ذہن کی ضرورتوں اور تقاضوں کے لحاظ سے تحقیقی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی مدارس اور یونیورسٹیوں میں تحقیقی و علمی کاوشوں میں مصروف اساتذہ کرام اور طلباء کو اس جانب توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

جنسیت کے موضوع پر دنیا بھر میں بہت سی غلط معلومات، اوہامات اور غلط فہمیاں، قدیم ترین زمانے سے پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ زمانہ حال کی تحقیقات کے نتیجے میں بہت سے امور واضح ہو گئے ہیں تاہم پھر بھی مغربی ممالک/ امریکہ میں نوجوان نسل بہت سی غلط فہمیوں اور مغالطوں کا شکار رہیں---- یہ موضوع باب پنجم میں آیا ہے۔ اس ضمن میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ موجودہ زمانے میں مسلم ممالک کی نوجوان نسل بلکہ کسی حد تک بالغ بھی، جنسیت جیسے انسانی زندگی کے اہم ترین پہلو کے بارے میں لاعلمی کا شکار ہیں۔ اگرچہ قرآن وحدیث اور فقہی لٹریچر میں اس موضوع پر بہت تفصیلی راہنمائی دی

گئی ہے تاہم بدقسمتی سے گزشتہ تین چار صدیوں میں مسلم ممالک، اغیار کی غلامی کے شکنجے میں جکڑے رہے، اس لیے امت مسلمہ کا سوادِ اعظم ان تعلیمات سے لاعلم رہا جو قرآن و حدیث میں عربی/فارسی زبان میں پایا جاتا ہے اور یوں جس کے نتیجے میں بہت سی غلط فہمیاں نوجوان نسل میں پھیل گئیں۔ اگرچہ مغربی ممالک کی نوجوان نسل بھی عیسائی مذہبی راہنماؤں کی جنسیت کے بارے میں منفی سوچ اور فکر کا شکار ہوئی تاہم مسلم مذہبی راہنما بھی بہت حد تک مسلم ممالک کے نوجوان طبقے کی ان غلط فہمیوں کے برقرار رہنے میں برابر کے شریک ہیں۔ اس بارے میں آئندہ ابواب میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی۔

مسلمان والدین کو اپنے بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت میں درپیش مسائل اور معاملات، باب ششم میں زیر بحث آئے ہیں۔ اس موضوع کے تاریخی پس منظر کا اس نقطہ نظر سے جائزہ کہ موجودہ زمانے میں مسلمان والدین کو کیوں اور کس طرح اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت میں وقت اور کن مسائل کا سامنا ہے، اس بارے میں چند اہم ترین مسائل کی نشان دہی کی گئی ہے۔ تاہم باب ہفتم میں موجودہ زمانے میں مسلم امت کو درپیش مہمات مسائل اور چیلنجز کو واضح کیا گیا ہے جو جنسی تعلیم وتربیت کے ضمن میں اسے درپیش ہیں۔ اس ضمن میں چند اہم ترین سوالات جن کا تعلق جنسی تعلیم کی تعریف، اس کا دائرہ کار اور ضرورت و اہمیت سے ہے، کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے۔ اس ضمن میں جنسی تعلیم دینے میں والدین، مذہبی راہنماؤں اور تعلیمی اداروں (سکول/کالج/یونیورسٹی) کے کردار پر بھی کسی قدر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

باب ہشتم میں جنسی تعلیم کے نصاب کی تیاری کے بارے میں معلومات درج کی گئی ہیں جن میں مختصراً انسانی صحت کے قیام اور بحالی میں جنسی تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں موضوع زیر بحث کے لیے وسیع تر بنیادوں کا تعین کرتے ہوئے، لڑکوں اور لڑکیوں کی جسمانی و جنسی نشوونما کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ لڑکے اور لڑکیوں کے بلوغت

کی عمر کو پہنچنے پر ان کی جسمانی حالت میں ایک تغیر ہوتا ہے اور بالغ ہونے پر وہ اندرونی جسمانی نظام میں تبدیلیوں کی وجہ سے بالترتیب احتلام (خواب میں مادۂ منویہ کا اخراج) اور ایام ماہواری (حیض) سے دوچار ہوتے ہیں۔ ان مراحل سے بہ احسن عہدہ برآ ہونے کے بارے میں اشارات بھی اسی باب میں کئے گئے ہیں۔ مزید برآں جسمانی نشوونما کی وجہ سے جو تبدیلیاں جسم میں پیدا ہوتی ہیں، ان کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں طہارت کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے کہ کن حالتوں میں دوچار ہونے پر وہ کس طریق پر پاکیزگی حاصل کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ، جنسی تعلیم کے نصاب کی تیاری میں شامل ہونے والے چند دیگر موضوعات کا ذکر کیا گیا ہے جنہیں بچوں کی جنسی تعلیم کے ضمن میں اسلامی نقطہ نظر سے بیان کرنا ضروری ہے۔

باب نہم، بچوں کے لیے ان کی عمر اور جسمانی و ذہنی نشوونما کو مدنظر رکھتے ہوئے جنسی نصاب کے خدوخال پیش کرنے کی ایک سعی ہے جس میں چند عملی تدابیر کا بھی ذکر ہے۔ اس گفتگو میں نصاب تعلیم کے اغراض و مقاصد کو بیان کیا گیا ہے جو اسلامی نقطہ نظر سے جنسی تعلیم و تربیت کے لیے ضروری ہیں۔ اس ضمن میں بچپن سے بلوغت کی عمر کو سات مراحل عمر میں تقسیم کرتے ہوئے، نہایت اختصار کے ساتھ ان کی عمر اور جسمانی نشوونما کے لحاظ سے تعلیم و تربیت کے خدوخال بیان کیے گئے ہیں۔ نیز سات سال سے دس سال کی عمر تک کے بچوں کے لیے چند خصوصی امور جن کا تعلق شرم و حیا، غض بصر، پرائیویسی سے ہے، کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ چودہ سال کی عمر کے بچوں کے لیے بھی مذہبی راہ نمائی دی گئی ہیں جن کا تعلق بچوں کی اندرونی و بیرونی نگرانی و تربیت جیسے اہم امور سے ہے۔ مزید برآں، چودہ سے سولہ سال کے بچوں نیز بالغ لوگوں کے لیے چند ہدایات بھی دی گئی ہیں۔ چونکہ بلوغت کے بعد لڑکے اور لڑکیاں شادی کے قابل ہوجاتے ہیں، اس لیے شادی کے بعد چند اہم ترین امور از قسم زوجین کے باہمی تعلقات، بچوں کی پرورش، ان کی اخلاقی تربیت سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔

امت مسلمہ کو درپیش چند اہم ترین مسائل جس میں عورتوں میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، لڑکے اور لڑکیوں کے لیے لباس کے لیے ستر کے حدود اور خاندانی نظام میں تشدد (جسمانی، ذہنی، نفسیاتی اور جنسی وغیرہ) کے بارے میں کسی قدر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ ان مسائل کے حل کے لیے شادی سے قبل اور مابعد مشاورت(PRE AND POST MARITAL COUNSELLING) کی اہمیت وضرورت اور اس میں زیر بحث موضوعات کا بھی ذکر کیا گیا ہے

مسلمان بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت کے بارے میں اہل علم کی رائے معلوم کرنے کے بارے میں ایک سوالنامہ (ضمیمہ الف) متعدد مذہبی راہنماؤں، اہل علم، پروفیسرز، میڈیکل ڈاکٹر اور ماہرین نفسیات، وکلاء اور میڈیا کے لوگوں کو بھیجا گیا تھا۔ ان میں سے چند حضرات سے بالمشافہ گفتگو نیز ٹیلی فونک رابطہ بھی کیا گیا۔ ان تمام اہل علم کی آرا پر مشتمل معلومات باب دہم کا حصہ ہیں۔ نیز اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لیے اہم ترین حوالہ جات کا ذکر بھی شامل کتاب ہے۔

اگرچہ یہ کہنا تو مناسب نہیں کہ یہ کتاب ان تمام اغراض ومقاصد کو کماحقہ پورا کر پائے گی جس کی خاطر یہ کوشش کی گئی ہے تاہم توقع ہے کہ اس مضمون سے متعلقہ دیگر موضوعات اور پہلوؤں پر آئندہ کام کرنے والوں کے لیے انشاءاللہ یہ بارش کا پہلا قطرہ ضرور ثابت ہوگی کہ اس میں مندرج متعدد پہلوؤں پر (جن کا نشان دہی کی گئی ہے) اور دیگر عملی اقدامات کے لیے آسانی پیدا ہوجائے گی۔ اہل علم سے درخواست ہے کہ اس میں اغلاط کی نشان دہی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے نیز تشنہ پہلوؤں کی جانب بھی اشارہ فرمادیں۔

❀❀❀

اظہار تشکر

مجھے ڈاکٹر شیخ عبدالمعبود، ڈائیریکٹر جنرل، اسلامک اکیڈمی کیمبرج (برطانیہ) کا شکریہ ادا کرنے کے لیے مناسب الفاظ نہیں مل رہے جو گہرے دلی جذبات کے اظہار کے لیے ضروری ہیں، اس اعتماد کے لیے جو انہوں نے مجھ پر کیا۔ مزید برآں، ان بہت سے حوصلہ افزا مشوروں اور نہایت بیش قیمت سات کتب کے ارسال کئے جانے پر بھی جو اس موضوع پر کام کرنے کے لیے بہت ضروری تھیں۔ اس طریق پر میں اپنے عزیز ترین شاگرد ڈاکٹر محمد احسن کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا اپنا خوشگوار فرض سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس کام کے لیے شیخ محمد عبدالمعبود صاحب کو میرا نام تجویز کیا نیز ان تمام گرانقدر مشوروں، معلومات اور مخلصانہ کوششوں کے لیے جو انہوں نے اس ضمن میں کیں۔ تاہم ہر دو حضرات نے انگریزی مسودے کی نوک پلک درست کرنے میں جس محبت اور محنت سے تعاون فرمایا اس کے لیے بھی میں ان کا شکرگزار ہوں۔

میرے دلی شکرے کے مستحق وہ تمام مصنفین، اہل علم اور پبلشر صاحبان بھی ہیں جن کی مفید اور بیش قیمت کتب سے استفادہ کیا گیا۔ قرآنی آیات کے معنی و تشریح کے لیے ہم نے سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی مشہور زمانہ تفسیر ''تفہیم القرآن'' (اردو چھ جلد) سے استفادہ کیا جو اس دور کے انسانوں کی راہنمائی کے لیے ایک بہترین تفسیر ہے۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بتایا گیا ہے کہ اصل کتاب انگریزی میں لکھی گئی تھی تاہم احباب کے اصرار پر اور مشوروں سے اس کا اردو ترجمہ بھی کیا گیا جس کی اصلاح اور نظر ثانی متعدد احباب نے کی جس کے لیے میں ان سب کا شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی

جناب سے فراواں جزائے خیر عطا فرمائیں۔

مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری، گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان کے استاد اور جید عالم دین نے متعدد فقہی کتب سے نہ صرف مواد اور حوالہ جات فراہم کرنے میں تعاون فرمایا بلکہ مختلف موضوعات پر ٹیلی فون اور تحریری شکل میں راہنمائی فرمائی جس کے لیے میں ان کا ذاتی طور پر بہت شکرگزار ہوں۔ اس طرح میرے محب محترم ریاض اختر ریٹائیرڈ ڈائریکٹر جنرل حکومت پاکستان اسلام آباد اور میرے عزیز بھائی عبدالرحمن عابد ریٹائیرڈ جوائینٹ سیکرٹری حکومت پاکستان اسلام آباد نے بھی سوالنامے کے جواب میں نہایت گرانقدر خیالات سے آگاہ فرمایا۔ ڈاکٹر سیّد مبین اختر چیف سائیکولوجسٹ کراچی نفسیاتی ہسپتال نے بھی سوالنامے کے جواب میں اپنی دو کتب ارسال فرمائیں جن سے استفادہ کیا گیا۔ اسی طرح میرے دیرینہ دوست پروفیسر ارشد جاوید، ماہر نفسیات لاہور نے بھی اپنے گرانقدر خیالات سے تحریری شکل میں آگاہ فرمایا جس کے لیے میں ان تمام حضرات کا شکرگزار ہوں۔

پروفیسر ڈاکٹر وسیم اکبر شیخ صدر شعبہ صحافت گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان جو ازخود ایک جید عالم اور صاحب تصنیف دوست ہیں اور پروفیسر غلام رسول تنویر، ریٹائیرڈ ڈین زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، ایک دانشور اور انگریزی زبان کے مشہور مصنف اور ماہر نے اردو اور انگریزی سوالنامے کے جوابات بہت تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائے باوجود اپنی خرابی صحت کے، ان ہر دو اصحاب علم کی راہنمائی نے باب دہم کے لکھنے میں بہت مدد دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

پروفیسر ڈاکٹر طاہر منصوری، وائس پریذیڈنٹ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، میرے دلی شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے نہ صرف مسودہ پر نظر ڈالی اور اغلاط کی نشان دہی فرمائی بلکہ ازرہ محبت ومہربانی کتاب کا پیش لفظ بھی تحریر فرمایا نیز احادیث کی تخریج اور حوالہ جات کی تصحیح کے لئے بھی مدد فرمائی۔

مسودے کی تکمیل کے مراحل سے قبل اردو روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی میں چند مقالہ جات کی اشاعت ہوئی جن کا تعلق موضوع زیر بحث سے تھا۔ اس میں غلام اکبر خان

چیف ایڈیٹر اسلام آباد، لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائیرڈ) عبدالقیوم، محترمہ عائشہ رباب، جناب سعید آسی ڈپٹی چیف ایڈیٹر نوائے وقت کے مقالہ جات سے استفادہ کیا۔ اسی طرح ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن لاہور میں پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد، وائیس چانسلر رفاہ یونیورسٹی اسلام آباد اور جناب انصار عباسی، مشہور کالم نگار اور دانشور کے مقالہ جات سے بھی راہنمائی حاصل کی۔ ہر دو حضرات نے جس اخلاص اور علمی انداز میں اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے، اس کے لیے ان دونوں حضرات کے لیے دل کی گہرائیوں سے جزائے خیر اور صحت وسلامتی کی دعا ہے۔

کتاب کے ابواب نہم اور دہم کی تیاری میں محترم رائے خدا بخش کلیار، ایڈووکیٹ اور عربی زبان کے مشہور مترجم اور متعدد کتب کے مصنف ومولف نے بھی اپنی ذاتی لائبریری سے ایک عربی کتاب ''تربیت الاطفال فی الاسلام'' فراہم کی جس سے ان ابواب کے مندرجات تحریر کرنے میں مدد ملی۔ اس ضمن میں پروفیسر (ریٹائیرڈ) سراج محمد صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ جواز خود عربی/ اسلامک سٹڈیز کی فاضل پروفیسر ہیں، نے اس عربی کتاب کے ایک باب کا آزاد اردو ترجمہ کرنے میں تعاون فرمایا۔ اللہ کریم ان دونوں کو اس کا صلہ دین ودنیا کی بھلائیوں کی شکل میں نوازیں۔

احادیث کی تخریج وحوالہ کی تصحیح کرنے میں بہت ہی قابل قدر خدمت سہیل خان صاحب لیکچرار بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد نے سرانجام دیں جس کے لئے میں ان کا دلی شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اس طرح محمد اسد صاحب نے بھی مسودات کی تکمیل میں مدد فرمائی جس کے لئے میں ان کا بھی شکرگزار ہوں۔

علمی کاموں میں میرے معاونین مدثر یونس اور عمیر حسن بٹ اور رشید سبحانی نے کمپوزنگ کا کام نہایت تندہی سے سرانجام دیا۔ میرے عزیز ترین نواسے عبداللہ گل ریز نے میرے کمپیوٹر سسٹم کو چالو حالت میں رکھنے میں اپنی تمام تر مہارت اور فنی معلومات سے بھرپور طریق پر مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو فہم دین کی دولت سے نوازیں۔ ان

گزارشات کو ختم کرنے سے قبل، نہایت ضروری ہے کہ میں اپنی اہلیہ محترمہ کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کروں جن کی دینی سمجھ بوجھ اور اسلامی تعلیمات سے شفیقگی اور محبت کی وجہ سے مجھے اپنے علمی کاموں کی تکمیل کرنے میں بہت آسانی رہتی ہے۔ میرے بچے بالخصوص پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں اور دیگر اہل خانہ بھی، ان کاموں میں مصروفیت کی بناء پر میری توجہ اور محبت سے کسی حد تک محروم رہتے ہیں۔ اگر میری کسی تحریر سے انہیں اپنی زندگی میں اللہ کے دین پر عمل کرنے میں کوئی آسانی ہو جائے تو شاید یہ امر میرے لئے نجات اخروی کا باعث بن جائے۔

اس کتاب کے پبلشر، ملک کے ممتاز حکیم عبدالوحید سلیمانی صاحب کے ہر دو صاحبزادگان (عزیزان عروہ وحید سلیمانی اور عمار وحید سلیمانی) نے بہت محنت اور محبت سے اس کی تکمیل اور کتاب کو ظاہری حسن وصورت سے مزین کرنے میں اپنی تمام تر مہارت اور حسن طباعت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان تمام کے لئے دل کی گہرائیوں سے دینی و دنیوی بھلائیوں کے لیے دعا ہے۔

کتاب کی تکمیل کے آخری مراحل مدینۃ الرسول ﷺ کے دو مختلف علاقوں (مہدالذہب اور وادیٔ فرع) میں طے ہوئے۔ وہاں کے تمام احباب (پاکستانی، ہندوستانی و دیگر ممالک) کی محبت وتعاون کے لئے بہت شکر گزار ہوں بالخصوص مدینۃ الرسول ﷺ کے احباب جناب طاہر لطیف صاحب، ڈاکٹر مجتبٰی صاحب، پروفیسر امتیاز احمد صاحب، عزیزی سعود صاحب، جناب انس حامدی صاحب و دیگر احباب کی محبت اور مخلصانہ جذبات کیلئے رب العزت کے حضور دینی و دنیوی بھلائیوں کے لیے دعا گو ہوں۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

ڈاکٹر محمد آفتاب خان

وادیٔ فرع، متصلہ مدینہ منورہ
سعودی عرب
رجب، 1435ھ/مئی 2014

❀❀❀

باب اول:

موجودہ دور میں جنسی تعلیم: ایک طائرانہ جائزہ

جنسی تعلیم کا تاریخی پس منظر:

انقلاب فرانس (1789-99) کے نتیجے میں یہ نظریہ جڑیں پکڑ چکا تھا کہ کسی آسمانی طاقت نے انسان کی جنسی جبلت کو قابو میں رکھنے کے لیے کوئی ضابطہ تجویز نہیں کیا اور دنیا میں کوئی ایسا مذہبی ادارہ بھی موجود نہیں جو جنسی امور پر کسی قسم کی پابندی عاید کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔ اسی نظریے کے تحت یورپین اقوام میں ''مادر پدر آزاد جنس (FREE SEX) کے تصور نے سر اٹھایا۔ تاہم نوعمر بچوں میں اس بے محابہ جنسیت کے خطر کے پیش نظر، تعلیم اور صحت کے ذمہ داران نے سکولوں میں جنسی تعلیم کو لازم قرار دیا۔ 1950ء میں سویڈن سے اس تعلیمی پروگرام کا آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ نظام تمام مغربی دنیا میں آگ کی طرح پھیل گیا۔ گزشتہ ایک صدی کے دوران، یورپ کے مختلف ممالک میں مختلف نظام ہائے جنسی تعلیم کا تجربہ کیا گیا جن سے مختلف نتائج حاصل ہوئے۔ ذیل کی سطور میں ہم ان مختلف نظاموں کا ایک بہت مختصر سا جائزہ پیش کریں گے جو یورپ اور امریکہ میں رائج ہیں۔ وقت اور جگہ کی قلت کے باعث یہ ممکن نہیں کہ ان مختلف تعلیمی نظاموں کا تفصیلاً جائزہ لیا جا سکے تاہم اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے تفصیلات جاننے کے لیے انگریزی کتاب (SEX AND SEXUAL ITY IN ISLAMI,2006)

اور اردو کتاب ''جنس اور جنسیت: اسلامی تناظر میں'' (2010) کا مطالعہ مفید رہے گا۔

1۔ جنسی تعلیم کا مربوط نظام
(COMPREHENSIVE SEXUALITY EDUCATION)

اس نظام کے چند اہم ترین کوائف درج ذیل ہیں۔

☆......اس تعلیمی نظام کا آغاز 1950ء میں سویڈن سے ہوا۔ 1970ء تک سرکاری سکولوں میں اس امر کی تشریح کی جاتی تھی کہ ''بچے کہاں سے آتے ہیں؟'' اور کسی انسان کو جنسی امراض کیسے لاحق ہوتے ہیں؟''

☆...... وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، اس تعلیم کا دائیرہ وسیع ہو گیا اور بچوں کو انسانی پیدائش کے عمل کی تشریح کرنے کی بجائے یہ بتایا جانے لگا کہ ''شادی/ بیاہ سے باہر، جنسی عمل (مباشرت) میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں!''

☆...... 1970ء کے اواخر اور 1990ء کے اوائل میں ایک ایسی نئی نسل (Baby Boom Generation) معرض وجود میں آ گئی جس کے ذہن میں یہ خیال جڑ پکڑ چکا تھا کہ ''وہ کسی کے ساتھ بھی جنسی عمل (مباشرت) کر سکتے ہیں...... جب بھی چاہیں اور جہاں کہیں بھی چاہیں''......اور اس عمل کے نتائج کی پرواہ کئے بغیر!''

☆......نئی نسل کے ان بچوں نے 1970ء میں اپنے والدین کی نسبت بہت جلد جنسی عمل میں شرکت کرنی شروع کر دی۔ نتیجتاً اس نسل کے نوعمر بچے ''بہت جلد جنسی طور پر بالغ ہونے لگ گئے'' وہ بہت زیادہ افراد کے ساتھ جنسی عمل میں شریک ہونے لگ گئے''......اور جلدی جلدی جنسی عمل میں شرکت کرنے لگ گئے۔''

(BARBARA DAFOE WHITEHEAD,1994)

☆......گزشتہ دو تین دہائیوں سے امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کے سکولوں میں جنسی تعلیم کے مختلف نظاموں کے بارے میں بحث جاری ہے۔ اس بحث مباحثہ میں خاص طور پر اس وقت زیادہ گرمی پیدا ہوئی جبکہ ان ممالک میں نوعمر لڑکیوں میں حمل کی

شرح میں زیادتی ہونی شروع ہوئی اور نوجوان نسل پر جنسی امراض بالخصوص ایڈز کا جان لیوا حملہ ہونا شروع ہوا۔ اس بحث کی وجہ سے معاشرے کے مختلف طبقات ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو گئے اور عوام الناس دو مختلف طبقوں میں تقسیم ہو گئے......اس تقسیم میں ایک بڑا طبقۂ خیال ان لوگوں کا تھا جو جنسی تعلیم کے مربوط تعلیمی نظام کے حامی اور مؤید ہیں جبکہ مذہبی خیالات رکھنے والے لوگ اس اخلاقیات سے عاری جنسی تعلیم (VALUE FREE) کے مخالف ہیں۔ عوام کی ایک بہت بڑی تعداد شادی سے قبل جنسی اعمال سے پرہیز (ABSITNENCE BEFORE MARRIAGE) کرنے کی حامی ہے۔

☆...... یہ امر باعث دلچسپی ہے کہ دونوں طبقے ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں اور مختلف دلائل اور حربوں سے کام لے رہے ہیں......جنسی اعمال سے پرہیز کی داعی بہت سی تنظیمیں معرض وجود میں آ گئی ہیں جو امریکہ میں اپنے موقف کے حق میں بہت تندہی سے کوشش کر رہی ہیں۔ اس قسم کی تمام تنظیمیں جنسی عمل کے مربوط نظام کے حامیوں پر مختلف اعتراضات /الزامات لگا رہے ہیں جن میں سے چند اہم ترین درج ذیل ہیں:

☆ مربوط جنسی تعلیم کے مویدین کے لیے یہ روزی کمانے کا ایک ذریعہ ہے!

☆ مربوط جنسی تعلیم کے حامی تمام تر لوگوں کو محفوظ جنسی عمل کے ''گرو'' ہونے اور ''کنڈوم فروخت کرنے والوں'' کے نام سے پکارا جاتا ہے!

☆ مخالفین کی نظر میں جنسی تعلیم کا مربوط نظام، مخرب اخلاق (SMUT) اور مذہبی عقائد وخیالات کے خلاف ہے۔

☆ اس تعلیمی نظام کے مویدین، عیسائی / یہودی مذہبی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

☆ یہ نظام امریکن نوجوان نسل کے اخلاقی اقدار کو ختم کر رہا ہے۔

☆ اس کی وجہ سے لوگوں کا عیسائیت پر سے ایمان ویقین ختم ہو جائے گا۔

☆ اس نظام کے حامی لوگ قوم لوط کے اعمال کو دوبارہ لانے کا سبب بن رہے ہیں۔(ITS SODOM AND GOMORRAH ALL OVER AGAIN)

☆......ان تمام تر الزامات کی بوچھاڑ اور شوروغل کے باوجود، جنسی تعلیم کا مربوط نظام 1980ء کے اوائل سے قبولیت حاصل کرتا رہا ہے، امریکی عوام بالخصوص والدین کی حمایت اسے حاصل ہے۔

☆...... 1980ء کے وسط میں ایڈز کے انکشاف کی وجہ سے جنسی نظام تعلیم ایک دوسرا رخ اختیار کر گیا۔ اکتوبر 1982ء میں سرجن جنرل امریکہ کی رپورٹ

(ACQUIRD IMMUNE DEFICENCY SYNDROM ----- AID'S)

کی وجہ سے اس کا زیادہ تر رخ صحت کی جانب ہو گیا۔

☆......اس رپورٹ نیز اس قسم کے دیگر پروگراموں کی کامیابی کی وجہ سے امریکہ میں مربوط جنسی تعلیم کے نظام کو کافی حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔

2۔شادی سے قبل پرہیز کا جنسی نظام

(ABSTINENCE ONLY PROGRAME)

اس جنسی نظام تعلیم کے نہایت اہم پہلو ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

☆......اس قسم کے تمام پروگراموں کو وفاقی حکومت سے کروڑوں ڈالر سالانہ کی امداد مل رہی ہے۔

☆......ان پروگراموں کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ شادی سے قبل تمام جنسی اعمال سے پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ اخلاقی طور پر نوجوانوں کے لیے یہی بہترین طریق کار ہے۔

☆......اس قسم کے تمام پروگراموں میں اس امر کی تلقین کی جاتی ہے کہ "مرد و زن کے درمیان شادی کے نتیجے میں وفادارانہ تعلق یک زوجگی نظام(MONOGAMOUS

SYSTEM) انسانوں کے لیے ایک معیاری/مثالی جنسی تعلقات سمجھے جاتے ہیں اور شادی سے باہر (یا قبل) جنسی تعلقات کی وجہ سے بہت سے جسمانی اور نفسیاتی امراض لاحق ہونے کے غالب امکانات ہوتے ہیں'' (ANON 1996a)

☆......امریکہ بھر میں تمام چرچ اور یہودی اپنے ماننے والوں کے لیے ایسی جنسی تعلیم فراہم کر رہے ہیں جس کی بنیاد مذہبی عقائد پر رکھی گئی ہے۔ اس قسم کے تمام پروگراموں کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ''انسانوں کو جنسیت'' اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ ہے جو انسانی زندگی کا ایک جز ولاینفک ہے''......مذہبی راہنما، نوجوان نسل کی جنسی صلاحیتوں کو روحانی بنیاوں پر منضبط اور منظم کرنے کے لیے کوشاں ہیں (LOUIS PALMER,2001)۔ ایسے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جب نوجوان نسل کو اس امر کا شعور ہوجائے گا کہ ان کی جنسیت ایک خدائی انعام ہے نہ کہ ایک ممنوعہ اور گناہ کا فعل تو پھر اس امر کے قوی امکانات ہیں کہ وہ اس کا غلط استعمال کرنے سے باز آجائیں۔ انسانی جنسیت کو ایک روحانی نظام کے تابع کرنے سے اس کے بارے میں نوجوان نسل زیادہ ذمہ دارانہ طرزِ عمل اختیار کرسکتی ہے (CARLTON, W.V.,2000)

جنسی تعلیم کے مربوط پروگرام کی طرح اس پروگرام کی بھی درج ذیل بنیادوں پر مخالفت کی گئی ہے۔

☆ شادی سے قبل پرہیز کرنے کے تمام پروگراموں پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ پروگرام بہت محدود نوعیت کے ہیں کیونکہ اس قسم کے تمام پروگراموں میں جنسی امراض اور ناجائز حمل کے قیام سے بچنے نیز مانع حمل طریقوں کی ناکامی کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ اور ان نکات پر زور دیتے ہوئے اس امر کی تلقین کی جاتی ہے کہ شادی سے قبل جنسی افعال سے پرہیز کیا جائے۔

☆ اس قسم کے تمام پروگرام بنیادی جنسی معلومات کے بارے میں جنسی اعضاء اور ان کے افعال وغیرہ کے بارے میں فراہم نہیں کرتے تا کہ بچے ان کی روشنی میں ان کا غلط

استعمال کرنے سے باز آجائیں۔

☆ اس قسم کے تمام پرگراموں کو یہ کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے کہ ان میں زیادہ تر زور ڈر اور خوف کے ذریعے سے بچوں کو پرہیز کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ ان کے ذریعے بچوں کو ڈرانے دھمکانے، شرم وحیا دلانے اور گناہ میں ملوث ہونے سے ڈرایا جاتا ہے۔ بچوں کو بتلایا جاتا ہے کہ جنسی افعال میں ملوث ہونے سے وہ اندھے ہو جائیں گے۔ انہیں مختلف امراض ہونے کا امکان ہے اور آئندہ عمر میں انہیں کوئی اولاد نہیں ہوگی اور بالآخر وہ مرجائیں گے۔

درج بالا گفتگو کے بعد یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ان چند عوامل کا بھی ذکر کیا جائے جو اس بحث کی وجہ سے واضح انداز میں سامنے آئے ہیں۔ ان میں سے چند اہم ترین درج ذیل ہیں:

جنسی تعلیم کے چند اہم ترین عوامل:

☆...... یہ امر واضح ہو کر سامنے آیا ہے کہ جنسی تعلیم میں نوجوانوں کے لیے جہالت یا لاعلمی (IGNORANCE) کوئی مسئلہ نہیں تاہم کسی امر کی معلومات (جنسی معلومات) کا ہونا بھی کافی نہیں (KIRBY,D,2000)۔ اس امر کی تصدیق ایک دوسرے محقق نے یوں کی کہ "کسی چیز کا جان لینا اس امر کی ضمانت نہیں کہ وہ نوجوانوں کے طرز عمل میں تبدیلی لاسکے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ انسان کو کسی عمل پر اکسانے یا عمل پر آمادہ کرنے والی چیز صرف کسی چیز کا جان لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے لیے کسی قوت محرکہ کی ضرورت ہے جو اسے معلوم شدہ حقائق پر عمل کرا سکے۔ وہ قوت محرکہ کسی الہامی دین (اسلام) کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی!

☆...... ایک دوسری اہم وجہ، والدین کی جانب سے اولاد پر ڈسپلن قائم کرنا ہے۔ ایک تحقیقی مطالعے سے جو والدین کی جانب سے بچوں کے ڈسپلن کے بارے میں بچوں

کے ذاتی خیالات پر مبنی تھی، یہ پتہ چلا کہ ایسے بچے جن کے والدین درمیانی حد تک ڈسپلن قائم کرنے والے تھے، ان کے بچوں میں جنسی افعال میں ملوث ہونے کی شرح سب سے کم تھی۔ اس کے برعکس، جو والدین کسی حد تک سخت گیر تھے، تو ان کے بچوں میں جنسی افعال میں ملوث ہونے کے واقعات زیادہ تھے جبکہ بہت زیادہ سخت گیر والدین کے بچوں میں جنسی افعال میں شمولیت کی شرح سب سے زیادہ تھی (BARBARA, D. WHITEHEAD 1994)...... اس تحقیق سے پتہ چلا کہ بچپن میں بچوں کی حرکات وسکنات پر کنٹرول کرنا بہت ضروری ہے۔

☆...... اس ضمن میں ایک دوسرا اہم فیکٹر جو معلوم ہوا کہ کسی گھرانے میں بہتر روایات اور والدین کا طرز عمل، بچوں کے طرز عمل کو بہتر بنانے میں بہت مدد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔ ایسے گھرانے، جہاں میاں بیوی کے درمیان تعلقات خوشگوار ہوں اور جو ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی پیار ومحبت کا سلوک کرنے والے ہوں، ان کے بچے بالعموم بہت اچھے اور مہذب ثابت ہوتے ہیں بہ نسبت ایسے والدین کے جن کے درمیان اکثر لڑائی جھگڑا ہوتا ہو۔ بچے اپنے ماں باپ کے خوشگوار تعلقات سے اپنی زندگی میں مثبت اثر قبول کرتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ شادی شدہ زندگی کو بہت اچھے انداز اور خوشگوار طریق پر گزارتے ہیں۔

☆...... خاندانی نظام کے ضمن میں، خاندان کی ہیئت ترکیبی (FAMILY SYSTEM) بھی ایک اہم وجہ ہے جو بچوں کی تربیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ایسی لڑکیاں جو صرف ماں پر مشتمل گھرانے (SINGLE PARENT FAMILY) میں پرورش پا رہی ہوں، وہ اپنی عمر میں بہت جلد ہی جنسی افعال میں ملوث ہو جاتی ہیں بہ نسبت ان لڑکیوں کے جو دونوں ماں باپ کی نگرانی میں پرورش پاتی ہیں......اس امر کی وضاحت شاید ضروری نہیں کہ باپ کی عدم موجودگی یا جن خاندانوں میں بچوں کی پرورش کی تمام تر ذمہ داری ماں پر ہی ڈالی جاتی ہے، ایسے گھرانوں کی لڑکیوں کے خراب ہونے کے

امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ ایسے حالات میں انہیں باپ کی نگرانی کا خطرہ نہیں ہوتا...... مسلم ممالک میں بالخصوص یہ صورت حال اس طرح واقع ہوتی ہے کہ باپ، اپنے کام کاج کے سلسلے میں بیرون ملک گیا ہو یا کسی شہر میں کام کرتا ہوں اور مائیں اپنے بچوں کے ساتھ اکیلے رہنے پر مجبور ہوں۔

☆...... یہ امر بھی کسی شخص کے لیے باعث حیرت ہوسکتا ہے کہ بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کے جنسی افعال میں ملوث ہونے کے امکانات کا بہت زیادہ تعلق، ان کے گھروں میں دینی تعلیم کے نہ ہونے سے ہے۔ مغرب میں پائے جانے والے مذاہب (جن کا بیشتر تعلق الہامی ہدایات سے واجبی قسم کا ہی ہے) پر عمل کرنے والے بچے بھی، بہت حد تک جنسی افعال میں ملوث ہونے سے بچے رہتے ہیں، بہ نسبت ان بچوں کے جنہیں کسی قسم کی کوئی مذہبی/ اخلاقی تعلیم حاصل نہیں ہوتی۔ تحقیقات سے پتہ چلا کہ ایسے بچوں (لڑکے/لڑکیوں) میں شادی سے قبل جنسی فعل (مباشرت) میں شمولیت کی شرح سب سے زیادہ تھی جن کا کوئی تعلق کسی بھی مذہب سے نہیں تھا بہ نسبت ایسے لڑکے/ لڑکیوں کے جن کا کوئی تعلق کسی مذہبی تعلیمی/ گھرانے سے تھا۔ تاہم اس ضمن میں علت ومعلول کا نظریہ (CAUSE AND EFFECT THEORY) بھی مخالف سمت میں کام کرسکتی ہے یعنی جو بچے اوائل عمر میں جنسی افعال میں ملوث ہوجاتے ہیں، ان کے مذہبی/ اخلاقی جذبات سرد پڑ جاتے ہیں۔

اس ضمن میں کنزے رپورٹ (KINSEY, et al 1953 a.b) کی تحقیق جو انہوں نے مختلف مذہبی اعتقاد رکھنے والے مختلف عمر کے لڑکے/ لڑکیوں اور بالغ افراد پر کی، ان سے بہت دلچسپ حقائق کا علم ہوا۔

☆......ان کی تحقیق سے پتہ چلا کہ ایسے نوعمر لڑکے (ADOLESCENTS) جو بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچے تھے اور جو پندرہ سال کی عمر کے تھے یا وہ جو سولہ سال سے بیس سال کی عمر کے درمیان تھے اور جو ابھی کالج میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے، یا پہلے سے ہی

کالج میں زیر تعلیم تھے اور جو کٹر یہودی مذہب کے پیروکار تھے، وہ جنسی افعال میں سب سے کم ملوث تھے جبکہ کٹر کیتھولک اور پروٹسنٹ عقیدے پر کاربند لڑکے بالترتیب جنسی افعال سے پرہیز کرتے تھے۔ اس کے برعکس، جنسی افعال میں سب سے زیادہ ملوث ہونے والے ایسے لڑکے تھے جو کیتھولک چرچ نہیں جایا کرتے تھے۔ اس کے بعد بالترتیب وہ لڑکے تھے جو پروٹسنٹ عقائد اور یہودی مذہب پر کاربند نہیں تھے یعنی وہ ان کے درمیان تھے......اسی قسم کی صورت حال لڑکیوں کے بارے میں بھی تھی۔ ایسی لڑکیاں جو پروٹسنٹ عقیدے پر سختی کے ساتھ کار بند رہنے والی تھیں، انہیں جنسی اختلاط (مباشرت) میں انتہائی لذت (ORGASM) سب سے کم حاصل ہوتی تھی جبکہ پروٹسنٹ عقیدے پر کاربند نہ رہنے والی لڑکیوں نے اس عمل میں سب سے زیادہ لذت/حظ حاصل کیا (مذہبی خیالات ان کے رویے پر اس حالت میں بھی حاوی رہے جبکہ وہ ایک گناہ کے فعل میں ملوث ہوتی تھیں اور اس فعل کے انتہائی حظ ولذت کے لمحات آخری میں بھی) قریباً یہی صورت حال بڑی عمر کی عورتوں میں بھی پائی گئی تھی۔

جنسی تعلیم کے نظام پر عمومی تبصرہ: امریکہ میں مختلف جنسی تعلیمی پروگراموں کے بارے میں معلومات حاصل ہونے کے بعد، مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ:

☆......امریکی سکولوں میں جنسی تعلیم کا نظام، امریکن عوام کے احوال یا مطالبے پر شروع نہیں کیا گیا تھا کیونکہ امریکن عوام/ والدین کی جانب سے اس امر کا کوئی ثبوت تاریخ کے صفحات میں نہیں پایا جاتا......دراصل اس تعلیم کا اجرا ایک ایسی مضبوط لابی کے نتیجے میں ہوا جس میں محققین کے علاوہ ایک بڑی تعداد تجارت پیشہ افراد اور صنعت کاروں کی تھی (VELERIC RICHES,1998)۔ ظاہر ہے کہ اس طریق پر یہودی کاروباری لوگوں نے جو کمائی کی، اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہی نہیں!

☆امریکہ جیسے ملک میں اس قسم کی مضبوط لابی سوائے یہودیوں کے اور کوئی نہیں ہوسکتی کیونکہ صنعت وتجارت پر بھی ان کا کنٹرول ہے۔

☆......مغربی ممالک میں جنسی تعلیم کی افادیت جانچنے کا کوئی صحیح یا غلط طریقہ نہیں پایا جاتا۔

......اس ضمن میں دو متحارب طبقے پائے جاتے ہیں۔ ایک طبقہ ان لوگوں پر مشتمل ہے جو اس یقین کا اعادہ کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے بچوں/ نوجوان نسل کے اخلاق اور کردار کو بگاڑ دیا گیا ہے۔ ان کے جنسی جذبات کو برانگیختہ کردیا گیا ہے جس کے نتیجے میں نوجوان نسل ہر قسم کے جنسی افعال نیز جنسی انحرافات(SEXUAL PERVERS IONS) میں مبتلا ہوگئی ہے۔ سکولوں میں اس قسم کی تعلیم بہت بڑی سازش ہے جس کی وجہ سے بہت سے گناہوں نے جنم لیا ہے(RANDY ENGAL,1998)

☆......اس کے علاوہ ایک اور نقطہ نظر وہ ہے جو(TOM COBURN,2000) نامی محقق نے پیش کیا ہے کہ بچوں/ نوجوان نسل کو یہ بتانا کہ ''جنسی افعال میں اس طریق پر ملوث ہونا کہ وہ مانع حمل ادویات اور مانع امراض طریقوں(گولیوں/ کنڈوم) سے محفوظ رہیں۔ ایک نہایت نامکمل، مبہم اور موہوم پیغام'' ہے(INCONSISTENCE MESSAGE)۔ کیونکہ دیگر ممنوعہ افعال از قسم سگریٹ نوشی اور دیگر نشہ آور اشیاء کے بارے میں ہمیشہ یہی کہا جاتا ہے کہ(بچے) ان اشیاء کو قطعاً استعمال نہ کریں۔ ہم انہیں بتاتے ہیں کہ سگریٹ پینا مضر صحت ہے اور نشہ آور اشیاء کا استعمال جان لیوا ہوسکتا ہے۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہم کس طرح ان سے یہ توقع کرسکتے ہیں کہ وہ ان اشیاء کو استعمال نہ کریں لیکن جنسی افعال کے بارے میں کیوں ایسا نہ ہوگا؟ وہ لوگ جو بچوں کو یہ کہتے ہیں کہ جنسی افعال سے اجتناب کرنے میں اپنی ذات پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائیں، وہ دراصل ایک اخلاق باختہ معاشرے کی حالت کو جائز کرنے کے لیے کوشاں ہیں''

(RATIONIZATION OF MORALLY BANKRPT SOCIETY)

مغربی معاشرے کے اس منافقانہ رویے نے ان ممالک کو جنسی انارکی کی اس حالت میں مبتلا کردیا ہے جسے مغربی دانشور جنسی خودکشی(SEXUAL SUICIDE)

اور جنسی ٹریجڈی (SEXUAL TRAGEDY) کے نام سے پکارتے ہیں۔ اسی طرح ایک دوسرے دانشور نے یہ کہا کہ ''بدقسمتی سے ہماری نوجوان نسل کی معصومیت اور ان کے اخلاق و کردار کو خراب کرنے کے لیے جنسی تعلیم پر زور دیا جاتا ہے جبکہ عصمت وعفت (VIRGINITY) کے تصور کی نظر انداز کر دیا جاتا ہے بلکہ اس سے بھی بدتر یہ صورت ہے کہ ان امور کا نہ صرف مذاق اڑایا جاتا ہے بلکہ انہیں نوجوان نسل کے ذوق اور عمر کے منافی باور کرایا جاتا ہے(WILLIAM,A,MARRA 1998) مزید براں، چند دوسرے اہل علم اور دانشوروں (ULANOSKY CAROLE,1998-VALERIC RICHES,1998) نے سکولوں میں دی جانے والی جنسی تعلیم کے بارے میں یہ تبصرہ کیا ہے کہ ''برطانوی معاشرے میں واقع ہونے والی تبدیلیوں نے نوجوان نسل کو اخلاق باختہ بنا دیا ہے۔ مزید انہوں نے فوری طور پر ایک ایسے جنسی اخلاق کی تشکیل پر زور دیا ہے جو بیک وقت جنسیت کے ذہنی، روحانی، جذباتی اور جسمانی پہلوؤں کا احاطہ کرنے والا ہو۔''

مغرب میں جنسی تعلیم پر ناقدانہ نظر: امریکہ میں رائج الوقت جنسی تعلیم کے نظاموں پر ایک تنقیدی نظر ڈالنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امریکہ میں یہ تمام پروگرام اپنے مطلوبہ مقاصد اور اہداف حاصل کرنے میں ناکام ثابت ہوئے ہیں جن کے حصول کے لیے یہ پروگرام گزشتہ ایک صدی سے بھی زائد عرصے سے کام کر رہے ہیں۔ جنسی تعلیم کے پروگراموں کی افادیت کو جانچنے کے لیے جو مختلف معیارات (PARAMETERS) از قسم جنسی امراض اور ایڈز سے بچنے اور طلاقوں کی بڑھتی ہوئی شرح مستعمل ہیں، انہیں کسی حد تک نظر انداز کرتے ہوئے اگر ہم صرف ایک معیار یعنی فی ہزار عورتوں کے حاملہ ہونے کی شرح (PREGNANCY RATE PER 1000 FEMALES) کا ہی خیال کریں تو پتہ چلتا ہے کہ امریکہ میں اس کی شرح 95 فی ہزار خواتین ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ ہے جبکہ نیدرلینڈ میں یہ شرح 10 خواتین فی ہزار ہے۔ اسی طرح جاپان میں، نوعمر لڑکیوں میں قرار حمل کی شرح بہت ہی کم ہے کیونکہ وہاں لڑکیاں جنسی افعال (مباشرت) کو

ایک گناہ کا فعل سمجھتی ہیں اور اول قدم پر ہی اس سے اجتناب کرتی ہیں۔ مغربی یورپ کے تمام ممالک جنسی افعال کے ملوث ہونے میں بہت حد تک آزاد خیال (PERMISSIVE) ہیں تاہم وہ محفوظ طریقے استعمال کرنے کی ہدایت پر سختی سے کاربند ہیں تاکہ بچوں کی پیدائش کو روکا جاسکے لیکن امریکی عوام اخلاقیات اور جنسی اختلاط کرنے کے دونوں طریقوں پر بیک وقت عمل پیرا ہیں۔ وہ کسی ایک طریقے پر عمل پیرا نہیں جس کی وجہ سے وہ ہر دو مقاصد میں ناکام ہونے کی وجہ سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ یورپی ممالک کے بچے جنسیت کے بارے میں حقائق کا شعور اس طریق پر حاصل کرتے ہیں جس طرح ایک بچہ اوائل عمر سے دانتوں کی صفائی کرنے کے لیے روزانہ انہیں برش سے صاف کرتا ہے جبکہ امریکن بچہ آغاز عمر سے ہی اس طرح نشوونما پاتا ہے کہ وہ جنسیت کے بارے میں ایک گومگو کی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے۔ وہ مستقلاً دو ایسی متضاد باتوں کے درمیان رہتا ہے جو از خود جنسیت کے بارے میں حقائق سے دور ہوتے ہیں۔ ایک غلط نقطۂ نظر والدین کی جانب سے دیا جاتا ہے جب وہ بچوں کو جنسیت کے بارے میں مثبت تعلیم دینے کی برعکس اسے یہ سبق ذہن نشین کراتے ہیں کہ جنسیت ایک نقصان دہ، شرمناک فعل ہے یا بچے کے بارے میں کسی غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی بناء پر یا انہیں معصوم سمجھنے کی وجہ سے انہیں بروقت صحیح اور مناسب تعلیم نہیں دے پاتے جبکہ دوسری جانب معاشرے میں پائی جانے والی ایسی قوتیں بھی ہیں جو جنسیت کو ایک کاروبار سمجھتی ہیں، وہ انہیں غلط سمت میں دھکیلنے میں ہر وقت مصروف عمل رہتی ہیں (بالخصوص میڈیا، پرنٹ اور الیکٹرانک دونوں)۔ اگر والدین جنسیت کے بارے میں صحیح معلومات روکنے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں تو دوسری جانب یہ کاروباری لوگ جنسی معلومات کی ایک بہت حسین اور جاذب نظر تصویر پیش کرتے ہیں۔ جنسی امور کے بارے میں امریکی معاشرے کی یہ وہ دورخی پالیسی ہے جس سے ایک طرف انہیں روکا جاتا ہے اور دوسری جانب انہیں اس کی ترغیب وترہیب کے ذریعے اس کام میں پھنسا کر انہیں خراب کیا جاتا ہے جس کی بنا

پرنوجوان نسل، زندگی کے اس اہم پہلو کے بارے میں ژولیدہ فکری کا شکار ہے اور یوں وہ صحیح قوت فیصلہ سے بھی محروم ہے اور اسی وجہ سے وہاں نوعمر لڑکیوں میں حاملہ ہونے کی شرح بھی بہت زیادہ ہے اور جنسی امراض بھی عام ہیں۔

(BARBARA, D. WHITEHEAD, 1994)

ان گزارشات کے پیش نظر یہ نتیجہ اخذ کرنا مناسب ہے کہ انسان کی جنسی جبلت بنیادی طور پر ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا تعلق اخلاقیات اور انسانی صحت کے ساتھ منسلک ہے۔ اس لیے ہماری اولین ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ ہم شادی کے ادارے کو اخلاقی اور ہر قسم کی امداد فراہم کریں جس کے نتیجے میں زوجین/ والدین پر مشتمل خاندان وجود میں آئے۔ کیونکہ خاندانی نظام کی تباہی دراصل بنیادی وجہ ہے غربت، پسماندگی، جرائم میں اضافے، تشدد نیز تعلیمی کارکردگی کی تنزلی اور دیگر بہت سے سماجی مسائل کی جن سے آج کے دور میں امریکہ اور دیگر مغربی ممالک دوچار ہیں۔ جدید دنیا میں جنسی تعلیم کے پروگراموں کے بارے میں ان مختصر گزارشات کے بعد یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب ہم امریکہ میں یک صنفی سکول (SINGLE SEX SCHOOLS) کے بارے میں بھی کچھ معلومات حاصل کریں۔

امریکہ میں یک صنفی سکولوں کا نظام: کسی بھی مذہب اور معاشرے میں عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ جس قدر اہم ہے، اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں، دراصل طبقہ اناث کا کردار کسی معاشرے کے لیے مہذب اور تعلیم یافتہ افراد (مرد وزن) تیار کرنے میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ مغربی ممالک میں سب سے پہلے تعلیم یافتہ عورتوں کی نسل نے یک صنفی سکولوں اور کالجوں میں ہی تعلیم حاصل کی تھی۔ انیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی میں سیون سسٹرز سکول (SEVEN SISTERS SCHOOLS) نے مخصوص طبقے کی لڑکیوں کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سکول سے تعلیم یافتہ لڑکیوں نے انیسویں صدی عیسوی میں عورتوں کی آزادی کی مہم (WOMEN'S EMANCIPATION) کے

لیے راستہ ہموار کیا۔ ان لڑکیوں نے نہ صرف طبقہ اناث کو حوصلہ دیا بلکہ انہیں اس امر کے لیے بھی تیار کیا کہ وہ بالخصوص غیر شادی شدہ لڑکیاں، سکولوں میں بطور ٹیچر کام کر کے روزی کمانے کے ایک باعزت طریقے کو اختیار کریں۔ یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ انیسویں صدی عیسوی میں مغربی ممالک میں لڑکے اور لڑکیوں کا علیحدہ علیحدہ رہنا ایک فطری اور تہذیبی اقدار کے تحت لازم سمجھا جاتا تھا۔ اس طرح لڑکیوں کے لیے علیحدہ سکول قائم کئے گئے تاہم عورتوں کی تحریک آزادی (FEMINISTS MOVEMENT) جو انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں شروع ہوئی تھی، کے زیر اثر لڑکے اور لڑکیوں کے لیے مخلوط سکول (CO-EDUCATION) سسٹم شروع ہوا۔

لڑکے اور لڑکیوں کے مخلوط سکولوں کے اجراء کو بہت عرصہ نہیں گزرا تھا کہ خواتین اور والدین کی جانب سے ہر سطح پر اس مخلوط طرز تعلیم کے فوائد پر سوال اٹھنے شروع ہو گئے، بالخصوص والدین کو سیکنڈری سکولوں میں مخلوط نظام کی افادیت پر بہت زیادہ اعتراضات تھے، اس قسم کے تمام لوگوں کا یہ خیال تھا کہ مخلوط تعلیمی سکول/ ادارے بالخصوص لڑکیوں کی عزت نفس (SELF ESTEEM) کے لیے بہت زیادہ نقصان دہ ہیں۔ بیشتر والدین اس امر کا مطالبہ کرنے لگے کہ ان کی لڑکیوں کو لڑکوں کی دست درازی سے بچایا جائے...... یہ امر کس طرح اور کیوں کر واقع ہوا، یہ ازخود ایک دلچسپ کہانی ہے، آیئے اس کا کسی قدر تفصیل سے مطالعہ کریں۔

مخلوط طرز تعلیم کے نقصانات: امریکہ میں تعلیمی نظام، لڑکیوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے میں کامیاب ثابت نہیں ہوا۔ تعلیم کی تمام سطحوں میں لڑکیوں کے خلاف ایک عمومی تعصب سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ والدین کا خیال ہے کہ سکولوں/ کالجوں میں لڑکیاں، جنسی تشدد سے دوچار ہوتی ہیں اور سکول اساتذہ، جن کی بیشتر تعداد خواتین پر مشتمل ہوتی ہے، وہ لڑکوں پر جنسی کشش کی بناء پر خاص توجہ دیتی ہیں جس کے نتیجے میں لڑکیاں، اپنے کلاس فیلو لڑکوں کی نسبت بہت پیچھے رہ جاتی ہیں۔ ایک محقق

(ANON,1999) کے بقول ''لڑکے اور لڑکیاں سکول میں تقریباً ایک جیسے ذہنی اور تعلیمی معیار کے مطابق داخل ہوتے ہیں تاہم بارہ سال کے بعد، لڑکیاں لڑکوں کی نسبت حساب اور دیگر ذاتی اوصاف (عزت نفس) کے لحاظ سے بہت پیچھے رہ جاتی ہیں۔''

لڑکیاں تعلیمی میدان میں پیچھے رہ جاتی ہیں اگر چہ وہ سکول کا کام بہت محنت اور تندہی سے سرانجام دینے والی ہی کیوں نہ ہوں۔ ایک دوسرے محقق نے یوں تبصرہ کیا کہ ''چوٹی کھینچتے رہنا (TUG ON PONY TAIL) لڑکیوں کے لیے مستقلاً عذاب اور دردسر ثابت ہوتے ہیں''(CHRITINE WHEALAN, 1999)۔ اسی قسم کے متعدد واقعات کا ذکر اکثر و بیشتر تعلیمی ماہرین امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں کرتے ہیں۔ تاہم دو مزید تحقیقی نتائج کا ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو اس موضوع سے متعلق ہیں۔

گلڈر (GILDER,GF,1975) نامی محقق نے لڑکے اور لڑکیوں کے لیے علیحدہ سکولوں کے اجراء کے نظام پر گفتگو کرتے ہوئے کہا ''لڑکیوں کا لڑکوں کے ساتھ کسی بھی میدان میں مقابلہ کرنا بہت خطرناک ہے۔ تاہم نوعمر بچوں میں تو یہ بہت ہی خطرناک ہے جو اوائل عمر میں بہت زیادہ اثر قبول کرنے والے ہوتے ہیں اور بالخصوص عمر کے اس حصے میں بھرپور جنسی صلاحیتوں سے بہرہ مند بھی''......اسی دانشور نے مزید کہا کہ'' آیئے ہم اس مسئلے پر ایک نہایت ہی سادہ تاہم بہت اہم لیکن غیر محسوس حقیقی مثال پر غور کریں کہ ایک ہائی سکول کے کلاس روم میں کیا صورت حال ہوتی ہے، اس جگہ سب سے اہم ترین امر یہ ہوتا ہے کہ تمام لڑکوں اور لڑکیوں کی ایک معتد بہ تعداد جنس مخالف کے افراد کے بارے میں ہر وقت سوچنے میں مصروف رہتے ہیں اور اگر آپ کو اس پر یقین نہیں آتا تو پھر آپ کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ آپ خوابوں کی دنیا میں رہتے ہیں''......اسی طرح ایک دوسری دانشور خاتون (PATRICIA CAYOSEXTON 1969) کے خیالات بھی توجہ کے لائق ہیں۔ وہ رقمطراز ہیں کہ ''لڑکوں اور لڑکیوں کے جسم اور دماغ، کنڈر گارٹن سے لے کر گریجوایشن تعلیم تک، ایک دوسرے کے ساتھ مس کرتے رہتے ہیں (RUB

TOGATHER) یعنی ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اس صورت حال سے نتائج اخذ کرنا چنداں مشکل نہیں۔ دونوں صنفوں میں جنسی خیالات اور افعال اوائل عمر سے ہی شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے گھرانوں میں جہاں بچوں کو ڈسپلن کا پابند نہیں کیا جاتا، وہاں حرامی/ ناجائز بچوں کی پیدائش ایک عام سی بات ہے۔ **کلاس رومز، جنسی اکھاڑے کا بدترین نمونہ بن جاتے ہیں جہاں لڑکے اور لڑکیاں، ایک دوسرے کو رجھانے/ لبھانے اور توجہ دلانے کے لیے آرائش وزیبائش کرتے ہیں اور جہاں کند ذہن لڑکے، سکول کی کتابوں کو اپنی مردانگی کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں"**......**وہ مزید رقمطراز ہیں کہ "ان جگہوں پر ایسے لڑکے جو بہت حد تک نرم ونازک، خوبصورت اور متعدد زنانہ خصوصیات (FEMININE BOYS) کے حامل ہوتے ہیں، وہ سکول میں ہمیشہ پیش قدمی کرتے ہیں۔ وہ کلاس میں بہت معصومیت اور تابعداری کا مظاہرہ کرتے ہیں تاہم ان کی جارحانہ طبیعت دیگر میدانوں میں گل کھلاتی ہے۔ مثلاً وہ کالج کیمپس میں غدر مچا دیتے ہیں اور دوسری جانب وہ مستقلاً اور ہر وقت مشت زنی (MASTURBATION) کرتے رہتے ہیں اور اس بارے میں اپنے گریڈ سے زیادہ فکرمند رہتے ہیں اور بالعموم اپنی تمام تر توانائیاں اسی قسم کے دیگر اندرونی خرابیوں میں صرف کرتے ہوئے بدترین اخلاقی برائیوں میں ملوث رہتے ہیں۔ لواطت (HOMOSEXUALITY) اور جنسی تشدد ان کے لیے بہترین مشغلہ اور نشہ آور اشیاء کا استعمال تفریح طبع کا باعث ہوتا ہے"**...... **یہ حقیقت اگر تمام تر نہیں تو بہت حد تک مسلم ممالک کے ان بچوں کے بارے میں سو فی صد حقائق کی عکاسی کرتے ہیں جن کا تعلق کھاتے پیتے گھرانوں سے ہے!**

اس قسم کے تمام واقعات سے ہم اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ غیر منضبط جنسی افعال میں ملوث ہونا، لڑکے اور لڑکیوں کا آزادانہ میل جول، سکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر ہر

جگہ اسی قسم کے نتائج ظاہر کریں گے جیسے امریکہ اور دیگر یورپی ممالک میں ماضی قریب میں غیر شادی شدہ لڑکیوں میں بچوں کی ولادت (UNWED MOTHERS) اور ایڈز جیسے مہلک امراض کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پس اس امر کو ثابت کرنے کے لیے مزید کسی قسم کے دلائل کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ مسلم ممالک میں بھی مخلوط تعلیم کو کنڈر گارٹن سے لے کر اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ختم کیا جائے۔[1]

❀❀❀

[1] پاکستان کے مخلوط تعلیمی اداروں میں بھی اس قسم کے واقعات عام طور پر دیکھے جاتے ہیں جبکہ دیگر ممالک میں بھی حالات شاید اس سے بہت زیادہ مختلف نہ ہوں! (دیکھئے حوالہ جات میں لیفٹیننٹ جنرل عبدالقیوم ((2012، انصار عباسی ((2012 محمد آفتاب خان اور ریاض اختر ((2012)

باب دوم:

جنسی تعلیم: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

موجودہ مسلم سوسائٹی میں جنسی تعلیم: قبل ازیں کہ ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جنسی تعلیم کا جائزہ لیں، یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ہم موجودہ مسلم سوسائٹی میں جنسی تعلیم کی حالت کا مطالعہ کریں۔ قریباً تمام مسلم ممالک میں، جنسیت کے بارے میں اکثر لوگ بہت سے مغالطوں اور غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔ مسلمان والدین اس موضوع پر بات کرنے کو گناہ کی حد تک شائستگی اور اخلاق کے منافی سمجھتے ہیں۔ اس کے بارے میں گفتگو کرنے والوں کے کردار پر شک وشبہ کا اظہار کیا جاتا ہے اور انہیں مختلف القابات سے نوازا جاتا ہے۔ آج سے قریباً نصف صدی قبل، نوجوان لڑکے اور لڑکی کو شادی سے چندروز قبل ہی یہ بتلایا جاتا تھا کہ انہیں ایک دوسرے کو کس طریق پر خوش کرنا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے سے کن امور کی توقعات رکھنی چاہئیں۔ اگر چہ فی زمانہ ایسی صورت حال نہیں رہی کہ بالغ لڑکے اور لڑکیاں ان امور سے آگاہ نہ ہوں جو شادی کے بعد پیش آتے ہیں تاہم پھر بھی نوجوان نسل اور والدین کے دل ودماغ میں بہت سے مغالطے پائے جاتے ہیں۔ [1]

مسلمان والدین، اپنے بچوں کے ساتھ جنسیت کے موضوع پر گفتگو کرنے سے

[1] ہندو پاکستان میں، مسلمان اور ہندو قریباً ایک ہزار سال تک اکٹھے رہے۔ موجودہ مسلمانوں کے پردادا بھی ''نومسلم'' تھے۔ اس بناء پر غیر ارادی طور پر ان کے درمیان وہ تمام رسوم و روایات ازقسم شادی بیاہ، ذات برادری کی روایات برقرار رہیں جس کا مظاہرہ آج بھی ان تمام رسومات سے بآسانی کیا جاسکتا ہے جو موجودہ مسلمانوں میں رائج ہیں!

کیوں گریز کرتے ہیں، کی سب سے بڑی وجہ وہ سماجی، ثقافتی اقدار ہیں جو اس ملک میں عرصہ دراز سے رائج ہیں اور جن کا کوئی دور کا تعلق بھی اسلامی تعلیمات وروایات سے نہیں، چونکہ وہ خود بھی ایک ایسے معاشرے میں پلے بڑھے تھے جہاں ایسے موضوعات پر گفتگو کرنی مناسب خیال نہیں کی جاتی تھی گویا لاعلمی کی کیفیت پائی جاتی تھی۔ اس لیے وہ اپنے بچوں کے ساتھ اس موضوع پر بات کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے تھے۔ اس قسم کے والدین اپنے بچوں کو حیرت واستعجاب کے عالم میں سرگرداں رہتے چھوڑ دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں موجودہ نوجوان نسل دیگر سستے لیکن غیر مستند ذرائع معلومات از قسم انٹرنیٹ، ٹی وی، فلم، ڈش اور فحش لٹریچر و دیگر دوستوں سے اس قسم کی معلومات لینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ایسے حالات میں نوجوان نسل کو اس امر کا احساس نہیں ہوتا کہ ان کی جنسی زندگی میں صحیح معلومات کا حاصل کرنا کس قدر ضروری ہے اور اس لاعلمی کی وجہ سے وہ جسمانی صحت اور جنسی صلاحیتوں کی مناسب طریق پر حفاظت کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے، یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانے میں اخبارات اور رسائل اس قسم کے اشتہارات سے بھرے ہوتے ہیں جن میں جنسی امراض کا علاج کرنے اور دیگر قوت باہ کی ادویات کی فروخت (مغربی ممالک میں ویاگرا نامی گولیاں) کا اعلان ہوتا ہے۔ یہ اس امر کا ناقابل تردید ثابت ہے کہ ایسے معاشروں میں جنسی امور کے بارے میں صحیح معلومات کا فقدان ہے اور جس کی وجہ سے نوجوان نسل کو مناسب معلومات حاصل نہیں ہوتیں اور وہ بہت سے نیم حکیم لوگوں کے ہتھے چڑھ کر اپنی صحت کو خراب سے خراب تر کر لیتے ہیں۔ اس موضوع پر مزید گفتگو آئندہ ابواب میں کی گئی ہے۔

دوسری جانب، امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں، جب نوجوان مسلم لڑکے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم کے حصول کے لیے جاتے ہیں تو وہ اپنے والدین/ خاندان کی جانب سے عائد کردہ پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں۔ ایسے حالات میں وہ عجیب وغریب اور متضاد قسم کی حرکات کرتے ہیں۔ وہ نماز نہیں پڑھتے، وہ لڑکیوں کے

ساتھ ڈیٹنگ (معاشقہ) کرتے ہیں تاہم کبھی کبھار مذہبی اعمال بھی سرانجام دے لیتے ہیں۔لیکن شراب خانوں/ جواءخانوں (PUBS) میں بھی جاتے ہیں۔

(AMAT-ULLAH ISLAM, 1993, HUMA AHMAD, 1999)

مسلمان نوجوان نسل میں اس قسم کے متضاد رویے کی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کا علم نہیں رکھتے۔ موجودہ دور میں اعلیٰ مقام (GOOD STANDARD) کا حصول ایک ایسا مقصد زندگی بن گیا ہے جس نے اچھے اور برے کی تمیز ختم کر دی ہے کہ وہ اس بارے میں سوچتے تک بھی نہیں۔نوعمری میں، دوسرے لوگوں کی ریس کرنے میں ہر اخلاقی قدر پیچھے رہ گئی ہے۔ دوست احباب اور ہم جولیوں جیسا بن جانے کے تصور سے مسلمان لڑکے اور لڑکیاں مجبور ہیں کہ سکول/ کالج کی تقریبات از قسم میوزک، ڈانس پارٹیاں، سینئر پروم[1] (SENIOR PROM) اور دیگر پکنک پارٹیوں میں شرکت کریں۔مخلوط تعلیمی ماحول ہونے کی بناء پر وہاں بے شمار مواقع ایک دوسرے کے ساتھ آزادانہ اختلاط کے ہوتے ہیں جہاں غیر اسلامی حرکات کا ارتکاب بآسانی کیا جاسکتا ہے حتیٰ کہ زنا بھی!

ایسے حالات میں مسلم مذہبی راہنماؤں کا کردار بہت افسوس ناک ہے۔ مذہبی راہنما اپنی گفتگوؤں، تقاریر میں بے شمار موضوعات پر اظہار خیال کرتے ہیں سوائے خاندانی نظام، عزت نفس اور خود آگہی، ذمہ دارانہ طرز عمل اور زندگی کے مقاصد عالیہ کا حصول ـــــ ظاہر ہے کہ ایسے موضوعات پر معلومات نہ ہونے کی وجہ سے شادی کی صورت میں زوجین کو ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض کا واضح طور پر علم نہیں ہو پاتا اور نکاح کی صورت

---

[1] امریکہ میں سکول کی تعلیم ختم ہونے پر آخر سال میں ایک تقریب منعقد ہوتی ہے جس میں نوجوان لڑکے/ لڑکیاں شراب نوشی کرتے ہیں اور اپنی عصمت/ کنوارپن کو پہلی مرتبہ داغدار کرتے ہیں (LOOSING VIRGINITY) اور اس طرح کے دیگر مخرب اخلاق افعال سرانجام دے کر اگلے تعلیمی دور کا آغاز کرتے ہیں۔

میں وہ اس محبت ومودت ورحمت اور حسن سلوک کا تصور بھی نہیں کر سکتے جو اسلامی گھریلو/ خاندانی زندگی کا خاصہ ہے۔(سورۃ الروم 21:30)

ایسے حالات میں بالعموم ایسا ہوتا ہے کہ شادی کے کچھ عرصہ بعد زوجین محسوس کرنے لگتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور موانست کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ نو بیاہتا جوڑوں بالخصوص دلہن کو سسرال کے طور طریقوں کے ساتھ مفاہمت اور سمجھ بوجھ پیدا کرنے میں بے شمار معاشرتی مسائل اور الجھنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بالخصوص ساس/ سسر اور دولہا کے بھائی بہنوں کا رویہ اکثر اوقات اسقدر جارحانہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کی زندگی اجیرن ہو کر رہ جاتی ہے جس کا نتیجہ اکثر و بیشتر لڑائی جھگڑوں کی شکل میں نکلتا ہے، جو بلآخر طلاق پر منتج ہو کر عدالتی کارروائیوں، مار پیٹ اور قتل وغارت تک پہنچ جاتا ہے۔ مسلم ممالک اور امریکہ بشمول دیگر یورپی ممالک میں طلاقوں کی بڑھتی ہوئی شرح دراصل اس امر کی غماز ہے کہ مسلمان لڑکے/لڑکیاں حتیٰ کہ ماں باپ بھی ان اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہوتے ہیں جن کا تعلق خاندانی نظام سے ہوتا ہے اور جس کو بہت حد تک تشکیل دینے میں مذہبی راہنماؤں (مولوی صاحبان وپیران عظام) کا ایک بہت اہم کردار ہوتا ہے تاہم جو اس کو ادا کرنے میں مجرمانہ حد تک غفلت کے ذمہ دار بھی ہیں الا ماشاء اللہ۔ مسلم معاشروں میں اس قسم کی صورت حال سے نبٹنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ شادی سے قبل اور مابعد انہیں ان تمام امور سے آگاہ کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ اس بارے میں مزید گفتگو باب نہم میں کی گئی ہے۔

اسلام کے دور اولین میں جنسی تعلیم کا نظام: اللہ کے رسول ﷺ نے مسلمانوں کو نہ صرف نماز، روزہ ادا کرنے کی ہدایت فرمائی بلکہ مسلمانوں کو ان کی زندگی کے جملہ پہلوؤں بشمول جنسی زندگی کو بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنے کا طریقہ سکھایا۔ احادیث کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ دور اولین کے مسلمان (مرد وعورت) نہایت اطمینان اور اعتماد کے ساتھ مختلف سوالات، اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا

کرتے تھے تا کہ وہ دینی معلومات سیکھ کر ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت اسماءؓ بنت یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حیض کے بعد غسل کرنے کے طریقے بارے سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب دیا کہ ''تم میں سے جس عورت کو حالتِ حیض کے بعد پاکی حاصل کرنی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ پاک پانی سے اپنے جسم کو مناسب طریق پر صاف کرے۔ پھر تمام جسم پر پانی ڈالے۔ اس کے بعد ایک کپڑے کے ٹکڑے (روئی کے پھایہ) کو مشک (عطر) سے بھگو کر اپنے جسم کو اس کے ساتھ صاف کرے'۔.....اسماءؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کیسے صاف کرے؟''......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب دیا ''سبحان اللہ' تم لوگ اس کے ساتھ اکثر صاف کیا کرتی ہو'......اس پر حضرت عائشہؓ نے آہستگی سے انہیں سمجھایا کہ ''اس سے خون کے نشانات کو صاف کرو'......اس کے بعد حضرت عائشہؓ صدیقہ نے فرمایا: ''کہ انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہوتی ہیں کہ دینی امور سیکھنے کے لیے شرم وحیا ان کے درمیان، حائل نہیں ہوتی'' (مسلم 332/c)

ذیل کے صفحات میں ہم ان احکامات الٰہی کا مطالعہ کریں گے جو اللہ کریم نے مسلمانوں کی جنسی زندگی میں راہنمائی کے لیے عطا فرمائے ہیں تاہم اس سے قبل مزید ایک مثال، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اپنی زندگی سے دانتوں/ منہ کی صفائی کے بارے میں دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس امر کا کس قدر خیال کرتے تھے۔ بخاری کی روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ یہ امر میری امت کے لئے گراں ہوگا تو میں ہر نماز سے پہلے انہیں دانت صاف کرنے (مسواک کرنے) کا حکم دیتا'' (بخاری 887) حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ''اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دن یا رات میں کسی وقت بھی نیند سے بیدار ہونے کے بعد وضو کرنے سے پہلے دانتوں کو مسواک سے صاف کیا کرتے تھے...... یہاں اس امر کی وضاحت شاید ضروری نہیں کہ ایک انسان کی شادی شدہ زندگی میں دانتوں/ منہ کی صفائی کس قدر اہمیت کی حامل ہے اس حقیقت کے

علاوہ کہ اس کے انسانی صحت پر بحیثیت مجموعی کیسے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

اسلامی جنسی تعلیمات کی خصوصیات: ایک مسلمان کی خوشحال شادی شدہ زندگی کے لیے مثبت جنسی تعلیم کی بہت اہمیت اورضرورت ہے۔ اسلام نے اس نعمتِ خداوندی سے بہرہ مند ہونے کے لیے ایک بہت ہی مناسب اور متوازن فریم ورک فراہم کیا ہے۔ درحقیقت اگرایک مسلمان، ان ہدایات خداوندی اور اللہ کے رسول ﷺ کے ارشادات کے مطابق اپنی ازدواجی زندگی بسر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے جذباتی اطمینان، لطف وانبساط اور بچوں کی پیدائش کے ذریعے امتِ مسلمہ کی تعداد میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ تاہم اسلامی جنسی تعلیمات کے تصور اور مغرب میں پائے جانے والے تصور جنسی میں بعدالمشرقین ہے۔ ذیل کی سطور میں اسلام میں جنسی تعلیم کے تصور کی چندنمایاں ترین خصوصیات کا ذکر کیا جارہا ہے۔

☆...... اسلام میں جنسیت ایک نہایت سنجیدہ اور پاکیزہ تصور ہے اور اسے کسی صورت میں بھی عیش وعشرت یامحض لذت کوشی کا ذریعہ نہیں سمجھا گیا۔ جنسیت کا معاملہ، ہمیشہ ازدواجی/ شادی شدہ زندگی کے حوالے سے زیر بحث آتا ہے جس کا تعلق ایک بہترین انسانی تعلق کی حیثیت سے گردانا گیا ہے اورجس کا بالآخر مقصد زوجین کے درمیان محبت مودت، شفقت اور ہمدردی کے جذبات کوفروغ دے کرایک خوشحال خاندانی نظام کی بنیاد ڈالنی ہوتی ہے(سورہ الروم: 21:30)۔ عبداللہ یوسف علی(1979)، سورہ الاعراف(189:7) کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ''جنسیت، جو انسانی زندگی میں ایک نہایت اہم کردارادا کرتی ہے، کا ہماری جذباتی زندگی اور فطرت کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ یہ امر اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم اس سے خوفزدہ نہ ہوں، نہ ہی اس کو حقارت کی نظر سے دیکھیں یا اس میں صرف لذت کوشی کی خاطر شرکت کریں بلکہ اس تمام کے برعکس، یہ جبلت ہمارے جذبۂ تشکر وامتنان کی مستحق ہے اس اصطلاح کے بہترین مفہوم کی بہترین حد تک۔''

☆......جنسیت، زوجین کے مابین ایک نہایت انفرادی تعلق ہے جسے کسی دوسرے شخص یا اشخاص کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کی متعدد احادیث وارد ہیں۔

☆......دیگر قرآنی تعلیمات کی طرح، جنسی تعلیم سے متعلقہ قرآنی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث نہ تو کسی عہد/ وقت (AGE) کے ساتھ مخصوص اور محدود ہیں اور نہ ہی کوئی فرد یا جماعت/ ادارہ (AUTHORITY) انہیں تبدیل کرنے کا مجاز ہے۔ اسی طرح یہ تعلیمات جنس (Gender)، رنگ ونسل، عقیدے یا جغرافیائی علاقے کے ساتھ بھی مخصوص نہیں بلکہ ان کی نوعیت آفاقی ہے۔ (Khan, M.A; And A.H. Siddiqui, 1989)

قرآن کریم میں جنسی تعلیم دینے کی وجوہات: قبل ازیں کہ ہم ان قرآنی آیات کا مطالعہ کریں جو جنس اور/ جنسیت کے مختلف پہلوؤں سے متعلق ہیں، یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ہم اس سوال کے جواب کا مطالعہ کریں کہ قرآن کریم جو ایک الہامی کتاب ہے، اس میں تولید و تناسل اور جنسیت سے متعلقہ موضوعات، معاملات کے بارے میں اتنی تاکید کیوں کی گئی ہے؟

اس ضمن میں امر حقیقی یہ ہے کہ قرآن کریم، تولیدی فزیالوجی (REPRODUCTIVE PHYSIOLOGY) کے موضوع پر کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا مقصد اس سائنس کی تعلیم دینا ہو۔ تاہم قرآن میں بہت سی آیات آدمؑ وحواؑ کی پیدائش کے بارے میں موجود ہیں۔ اسی طرح یہ کائنات کس طرح معرض وجود میں آئی اور اس میں پہاڑ، سمندر کی تخلیق کے معاملات بھی زیر بحث آئے ہیں۔ اسی طرح قرآن حکیم میں انسان کی سماجی، معاشی، سیاسی، خاندانی زندگی کے دیگر پہلوؤں کے بہت سے معاملات اور مسائل بھی بیان ہوئے ہیں تاہم اس سے یہ اخذ کرنا چنداں درست نہیں کہ قرآن کریم ان مضامین کو بیان کرنے کی کوئی کتاب ہے یا قرآنی تعلیمات کا مقصد کسی سائنس یا دیگر علوم کو پڑھانا ہے بلکہ اس کا مقصد اولین صرف اور صرف یہ ہے کہ انسان کو باور کرایا جائے کہ اس کائنات کا کوئی

خالق (اللہ) ہے جس نے اپنے انبیاءؑ اور رسلؑ دنیا میں بھیجے تھے جو انسانوں کے لیے ایک نمونے کا کردار تھے اور جو اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر اپنی زندگی میں عمل پیرا ہو کر ہمارے لیے ایک نمونہ ہیں اور جس کی آخری کڑی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ انسان کو بطور ایک نائب (خلیفہ) اس کائنات میں بھیجا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو دنیا میں نافذ کرنے کا ذمہ دار ہے۔

قرآن حکیم میں انسانی تولید وتناسل کے عمل کو زیر بحث لانے (اور اسی طرح دیگر سوشل یا سائنسی مضامین کے بارے میں معلومات فراہم کرنے سے) یہ مقصد ہے کہ انسان کو اپنی زندگی کے بارے میں سوچنے کی دعوت دی جائے اور اسے اس امر کا احساس دلایا جائے کہ اس کائنات میں اس نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہے جو اس کا خالق و مالک ہے۔ تاہم اس امر کی صراحت بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم میں آج سے ۱۴۰۰ سال قبل جو معلومات، انسانی تولید وتناسل کے بارے میں دی گئی تھیں، زمانۂ حال کے سائنس دانوں کی کاوش سے صرف دو سو سال قبل ہی دریافت ہوئی ہیں: (MUAZZM, M, G, 1962, COLE AND CUPPS 1969, K MOORE AND AZANDANI 1983, SHAHID AHMAD, 1995)۔ یہاں اس امر کی صراحت بھی ضروری ہے کہ ۱۴۰۰ سال کے طویل دور میں انسان نے بہت سے مختلف نظریات انسانی تولید وتناسل کے بارے میں پیش کئے تھے مثلاً (THEORY OF SPERMATITS/ OVIST THEORY, THEORY OF PARENTAL IMPRESSIONS, THEORY OF SPONTANEOUS GENERATION) وغیرہ۔ بالآخر 1839ء میں دو سائنس دانوں (SHELDIEN AND SCHWANA) نے یہ ثابت کیا کہ انسانی جسم اور دیگر ذی روح اجسام بشمول پودوں کی تخلیق خلیات (CELLS) سے ہوئی ہے جسے (CELL THEORY) کہتے ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کہ ایک مکان کی تعمیر میں بنیادی طور پر اینٹیں استعمال ہوتی

ہیں۔ اسی طرح ہیپ (HEAPE) نامی سائنس دان نے 1900ء میں اس کی وضاحت کی کہ ممالیہ جانوروں (M A M M A L S) میں جنسی ہیجان کا دور (ESTROUS CYCLE) واقع ہوتا ہے اور وہ اصطلاحات جو اس نے اس زمانے میں وضع کی تھیں، آج بھی میڈیکل سائنس میں مستعمل ہیں۔ مارشل (MARSHAL, F, 1910) نامی سائنس دان نے ایک کتاب (PHYSIOLOGY OF REPRODUCTION) 1910ء میں لکھی جو اس مضمون پر لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب ہے جبکہ قرآن کریم میں تولید وتناسل سے متعلقہ بیشتر معلومات بہت پہلے سے ہی بیان کر دی گئی تھیں (KHANAND AMINA AFTAB 2010)۔

درج بالا مختصر بیان سے یہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ انسانیت ان سائنسی حقائق سے لاعلم رہی جو قرآن کریم میں ۱۴۰۰ سال قبل بیان ہوئے تھے گویا مغربی سائنس دان اس طویل عرصے کے دوران اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہے اور اس طرح انسانیت کو بیماری اور دکھ کے لاتعداد مسائل سے دوچار ہونا پڑا صرف اس لئے کہ عیسائی/ یہودی مذہبی راہنماؤں کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈے کی وجہ سے انہیں اسلام کے بارے میں غلط معلومات دی گئی تھیں۔ اس جگہ اس امر کی صراحت بھی ضروری ہے کہ مارس بکیلے (MAURICE BUCAILLE 2000) نامی سائنس دان نے اس امر کی تصدیق کی کہ قرآن کریم میں انسانی تولید وتناسل کے بارے میں متعدد انکشافات بہت سی آیات میں کئے گئے ہیں۔ ان آیات میں اس سائنس سے متعلق بے شمار حقائق اسقدر آسان اور بہترین انداز میں پیش کئے گئے ہیں جس میں کوئی ایک بھی غلطی نہیں پائی گئی اور ان انکشافات کو نہایت سادہ انداز میں اس طریق پر بیان کیا گیا ہے کہ وہ بآسانی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ مزید برآں، وہ حقائق موجودہ سائنس کے انکشافات کے عین مطابق بھی ہیں''......(یاد رہے کہ یہ صاحب فرانس کے رہنے والے ایک ڈاکٹر/سرجن تھے اور قرآن کریم میں بیان کردہ متعدد سائنسی حقائق بالخصوص تولید وتناسل کے بارے میں تحقیق

کرنے کے بعد مسلمان ہو گئے تھے!)

سورہ مریم (19:17 تا 24) کی درج ذیل آیات میں ایسے حقائق سے پردہ اٹھایا گیا ہے جو قرآن کریم میں جنسی تعلیم کی ایک نمایاں مثال ہے:

{فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾}

''......اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا، مریم یکا یک بول اٹھی کہ ''اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں۔'' اس نے کہا ''میں تو تیرے رب کا فرشتہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔'' مریم نے کہا ''میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں'' فرشتے نے کہا ''ایسا ہی ہوگا، تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہو کر رہنا ہے'' مریم کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے

مقام پر چلی گئی۔ پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا۔ وہ کہنے لگی "کاش میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میرا نام ونشان نہ رہتا"......فرشتے نے پائنتی سے اس کو پکار کر کہا "غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا، تیرے اوپر تروتازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی۔ بس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔"

ان آیات سے بآسانی یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں تولید وتناسل سے متعلقہ درج ذیل امور کی راہنمائی دی گئی ہے:

☆...... بچے کی ولادت مرد وعورت کے جنسی ملاپ کے نتیجے میں واقع ہوتی ہے سوائے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے۔

☆......عصمت وعفت کا تصور حضرت مریمؑ کے زمانے میں بھی پایا جاتا تھا اور کنوارپن اس کی علامت تھی جسے آج کل مغرب میں قابل اعتناء نہیں سمجھا جاتا۔

☆......وضع حمل سے پہلے بچے کی پرورش ماں کے رحم میں ہوتی ہے۔

☆...... ولادت کے وقت عورت کو دردزہ، کی حالت سے گزرنا پڑتا ہے اور اس حال میں چونکہ ولادت فطری طریق پر واقع ہوئی تھی جس کے لیے کسی دائی (عورت) کی ضرورت نہیں پڑی۔

☆...... وضع حمل کے بعد ایک عورت بہت زیادہ نقاہت اور کمزوری محسوس کرتی ہے۔ اس نقاہت کو دور کرنے کے لیے فوری طور پر حضرت مریمؑ کو میٹھی تازہ کھجوریں اور چشمے کا پانی جس میں بہت سے قدرتی نمکیات ہوتے ہیں، پینے کا حکم دیا گیا۔

☆......ان آیات سے بچے کی جنس (GENDER) یعنی لڑکا/لڑکی کے بارے میں بھی پتہ چلتا ہے۔ نیز ان آیات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بدکار عورتیں (طوائفیں) زمانۂ قدیم سے ہی زنا کے کام میں ملوث رہتی تھیں۔

گوشوارہ نمبر 2.1 میں ایسے تمام متنوع موضوعات کی فہرست درج کی جارہی ہے جو قرآن حکیم کی مختلف سورتوں میں بیان ہوئے ہیں اور جن کا تعلق انسان کی زندگی میں جنسی وتولیدی عمل سے ہے۔ خیال رہے کہ چند موضوعات پر ایک سے زائد مرتبہ تاکید آئی ہے۔ واضح رہے کہ ایسے چند موضوعات کے دہرائے جانے کو کسی قسم کا نقص نہیں سمجھا جانا چاہیے کیونکہ تدریس تعلیم کا یہ ایک بہت اہم طریقہ ہے کہ جس امر کو ذہن نشین کرانا ہوتا ہے اس کی اہمیت کی بناء پر، اسے بار بار دہرایا جاتا ہے تاکہ سننے والے کو ذہن نشین ہوجائے......مزید کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں صرف ایک مرتبہ بتلانے سے کوئی بات سمجھ نہیں آتی اوراس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اسے دہرایا جائے۔

گوشوارہ نمبر ۲ء۱: قرآن کریم میں مختلف جنسی امور کا اجمالی جائزہ

موضوعات	سورتوں کا نام/ آیات کا نمبر
۱۔۱۔۲۔آدم وحوا کی تخلیق	
i) آدم کی مٹی سے تخلیق	سورہ الاعراف 1:7، سورہ الحجر 15:26، المومنون 12:23، الرحمن 14:55
ii) آدم علیہ السلام بطور وائسرائے/ خلیفۃ اللہ کا نائب	البقرہ 2:3-38، الاعراف 7:11-25، الحجر 26:15
iii) نوع انسانی کا فروغ	النساء 1:4، الفرقان 25:54، الشوری 11:42، الحجرات 13:49
۲۔۱۔۲۔نکاح/ شادی/ زوجین	
i) مرد وعورت کا جوڑا ہونا	ہود 40:11 اور 71، النحل 72:16، یٰسین 36:36، الشوریٰ 11:42

ii) مقاصد نکاح	النساء 1:4، الاعراف 189:7، الفرقان 74:25، الروم 21:30
iii) زوجین کے مابین محبت	الفرقان 74:25، الروم 21:30
iv) جنت میں بیویوں/حوروں کی خصوصیات	البقرہ 25:2، آل عمران 15:3، النساء 57:4، الصافات 48:37، الدخان 54:44، الرحمٰن 56:55 اور 72، الواقعہ 22:56‘ 23‘ 36، التحریم 5:66، الطور 21:52، النباء 33:78
v) تعدد ازواج	النساء 3:4‘ 129
vi) حرمت/حلت شادی/نکاح	البقرہ: 221:2، النساء 3:4، 22 تا 23، المائدہ 5:5، المومنون 6:23، النور 3:24‘ 32، الاحزاب 49:33 تا 50، الممتحنہ 10:60 تا 11، المعارج 30:70
vii) حضرت موسیٰؑ کی شادی	القصص 27:28‘ 29
viii) زانی اورزانیہ کی شادی	النور 3:24
۳۔ا۔۲۔زوجین کے درمیان جنسی تعلقات	
i) زوجین، ایک دوسرے کے لئے لباس	البقرہ 187:20
ii) بیوی کا حاملہ ہونا	الاعراف 189:7
iii) رمضان کی راتوں میں بیوی کے ساتھ مباشرت کی اجازت	البقرہ 187:2
iv) دوران اعتکاف، حج اورحیض بیوی کے ساتھ مباشرت کی ممانعت	البقرہ 187:2‘ 196 اور 222

v) تجرد/ تارک الدنیا کی ممانعت	الحدید 27:57
۴۔ا۔۲۔حمل اور مدت حمل	
i) قیام حمل/ مدت حمل	آلعمران 6:3، 35، 37 تا 38، الاعراف 189:7، الرعد 8:13، النحل 78:16، الحج 1:22، 5، لقمان 14:31، 34، الفاطر 11:35، الزمر 6:39، حم سجدہ 47:41، الاحقاف 15:46، النجم 31:53، المرسلات 20:77
ii) عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش/ بغیر باپ	آل عمران 45:3، 59، النساء 170:4، مریم 20:19 تا 26، التحریم 12:66
۵۔ا۔۲۔بچے کا رحم مادر میں نشوونما اور مختلف حالتیں	
i) مادہ منویہ	یٰسین 77:36، الدھر 2:76، المرسلات 20:77، الطارق 6:86 تا 7
ii) رحم مادر میں جنین کی حالتیں	آل عمران 6:3، الکہف 18، 37، الحج 5:22، المومنون 13:23 تا 14، الروم 30: 54، الزمر 6:39، المومن 67:40، القیامہ 37:75 تا 38
iii) بانجھ پن/ بڑھاپا ایک اہم وجہ	آل عمران 38:3 تا 40، ہود 71:11 تا 72، الحجر 53:15 تا 55، مریم 5:19 تا 8، الانبیاء 89:21 تا 91، الصافات 112:37، الزاریات 28:51 تا 29

٦۔ا۔٢۔نکاح/شادی سے متعلقہ معاملات	
i) مہر	النساء 4:4 اور 19 تا 21 اور 24، المائدہ 5:5
ii) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ٨/١٠ سال کے لئے سسرال میں رہنا بطور مہر	القصص 26:28 تا 28
iii) نکاح کے بعد خلوت نہ ہونا لیکن طلاق دینا تاہم حق مہر کا کچھ حصہ دینا	البقرہ 236:2۔237، الاحزاب 49:33
iv) طلاق اور عدت	البقرہ 226:2 تا 240، الاحزاب 49:33، الطلاق 1:65 تا 6
v) نشوز	النساء 35:4
(الف) بیوی کی جانب سے	النساء 35:4
ب) شوہر کی جانب سے	النساء 128:4 تا 129
٧۔ا۔٢۔جنسی معاملات میں صفائی/طہارت	
i) جنابت کی حالت میں غسل کرنا	النساء 43:4
ii) کپڑوں کی پاکی	المدثر 4:74
iii) عورتوں کے لئے طہارت کے مسائل/ حیض کے دوران مخالفت مباشرت	البقرہ 222:2
iv) تیمم کا کرنا اگر پانی نہ ملے	النساء 43:4، المائدہ 6:5
٨۔ا۔٢۔عورتوں کے حقوق	
i) مرد وزن کے مساوی حقوق	النساء 124:4

ii) ایک سے زائد بیویوں میں عدل وانصاف کا قائم کرنا	النساء4:129
iii) بیوی کے مہر کی ادائیگی	النساء4:24
iv) بیویوں کے ساتھ نرمی اور وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنا	البقرہ2:236
v) ثالث کا تعین بصورت اختلاف	النساء4:35
vi) بچوں کو دودھ پلانا / پرورش	البقرہ2:233، القصص 7:28 ' 12 تا13، الاحقاف 15:46
vii) عورتوں کا احترام	النساء4:156، النور 24:1 تا16 ' 23 ' 26، الاحزاب 58:33
viii) مطلقہ کو رہائش دینا اور عدت کے بعد شادی کرنا	البقرہ2:240-241
ix) مطلقہ کے ساتھ فراخدلی کرنا	البقرہ2:241
x) مطلقہ کا دوران عدت شوہر کے گھر میں رہنا	الطلاق 65:1 تا7
۹۔ا۔۲۔والدین اور بچوں کے حقوق	
i) والدین کے حقوق: ان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرنا اور ماں کی تابعداری	الانعام 6: 1 5 1، بنی اسرائیل 17:23-24، مریم 19:32، العنکبوت 8:29، لقمان 14:31، الاحقاف 15:46
ii) بچوں کے حقوق: محبت وشفقت کا سلوک اوران کے لئے دعا کرنا	الانعام 6: 1 5 1، ہود 1 1: 5 4، الاحقاف 15:46
iii) یتیموں کے حقوق	النساء4:6 ' 10 ' 127، الانعام 6:152، بنی اسرائیل 17:34

iv) بچوں کا متبنّٰی بنانا	الاحزاب 4:33 تا 5
۱۰۔ا۔۲۔قانون وراثت	
i) وراثتی قوانین	النساء 10:4، 13، 176
۱۱۔ا۔۲۔معاشرتی اصلاحات	
i) غضِ بصر، شرم و حیا اور زیورات کی نمائش کی ممانعت	النور 35:24 تا 31، 59، الاحزاب 59:33، المعارج 29:70
۱۲۔ا۔۴۔جنس اور مساوات مرد و زن	
i) مرد و زن کا خالق اللہ تعالیٰ ہیں	المومنون 27:23، الفاطر 11:35، الحجرات 13:49، الذاریات 49:51، النجم 45:53، القیامہ 39:75، النباء 8:78، الیل 3:92
ii) زوجۂ عمران کو لڑکی (مریم علیہا السلام) کی پیدائش	آل عمران 35:3
iii) مریم علیہا السلام کو بیٹے کی پیدائش (پیدائش عیسیٰ علیہ السلام)	مریم 19:19 تا 24
iv) لڑکا/لڑکی، دونوں والدین کی اولاد	آل عمران 195:3
v) ایمان والے مرد و عورتیں برابر ہیں	التوبہ 71:9 تا 72، الرعد 23:13، النحل 97:16، الاحزاب 35:33 تا 36، المومن 40:40، الفتح 4:48 تا 5، الحدید 18:57، النوح 28:71
vi) منافق مرد اور عورتیں سزا ملنے میں برابر ہیں	التوبہ 67:9
vii) قیامت میں جزا بلا استثنیٰ جنس	النساء 124:4

viii) لڑکیوں کی پیدائش پر افسوس کرنے والوں کی مذمت	النحل16:58 تا59، الزخرف43:16 تا17
ix) عورت ایک ملکی حکمران	النمل27:23
x) وراثت میں عورت کا حصہ اللہ کا عطا کردہ حق	النساء4:11 تا14، 176
۱۳۔ا۔۲۔ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن	
i) امہات المسلمین	الاحزاب33:6، 28 تا34
ii) احکامات الٰہی ان کی وساطت/ معرفت نازل ہوئے	الاحزاب33:28 تا34، 53، 59
۱۴۔ا۔۲۔ضبط ولادت	
i) فرعون کا لڑکوں کو قتل کرنا	البقرہ 2:49، ابراہیم 14:6، القصص 28:4، المومن 40:25
ii) عربوں کا بچیوں کو مار دینا	الانعام6:137
iii) بچوں کے قتل کی ممانعت کیونکہ اللہ تعالیٰ رازق ہیں	الانعام 6:151، ہود 11:6، بنی اسرائیل 17:31
iv) والدین کو نظر انداز کر کے جان سے مار دینے والی لڑکیوں سے اللہ کا براہ راست سوال	التکویر81:8۔9
۱۵۔ا۔۲۔زنا	
i) عورتوں کے شر سے بچنے کے لئے یوسف علیہ السلام کا اللہ کو پکارنا	یوسف12:23 تا32، 50 تا51

ii) زنا کے قریب جانے کی بھی ممانعت	بنی اسرائیل 32:17
iii) زنا کی ممانعت	الفرقان 68:25
iv) زنا کی سزا	النساء 15:4 تا 17، 25، النور 2:24، 4 تا 5
v) مرد وزن پر الزام/ اتہام لگانے کی سزا	النور 4:24 تا 5، الاحزاب 58:33
۱۶۔۱۔۲۔عریانیت و فحاشی	
i) ظاہر و پوشیدہ برائیوں سے باز رہنے کا حکم	الانعام 151:6، الاعراف 33:7
ii) یوسف علیہ السلام کو پھسلانے کی کوشش	یوسف 23:12 تا 32، 51
iii) جسم کے پوشیدہ اعضا کو چھپانا	الاعراف 26:7
iv) آدم و حوا کا اللہ کی نافرمانی پر، پردہ پوشی کا خاتمہ	طٰہٰ 121:20
v) دنیا میں فحاشی پھیلانے والوں کو سزا	النور 19:24
vi) قصے کہانیاں سنا کر اللہ کی راہ نمائی سے ہٹانے کی سزا	لقمان 6:31
۱۷۔۱۔۲۔جنسی انحرافات	
i) ہم جنس پرستی/ لواطت کی ممانعت	الاعراف 80:7 تا 84، ہود 77:11 تا 81، الحجر 70:15 تا 74، النمل 54:27 تا 58، القمر 33:54 تا 34
۱۸۔۱۔۲۔شراب نوشی کی ممانعت	
i) نشہ کی حالت میں نماز کا نہ پڑھنا اور ہر قسم کے نشے کی حرمت	البقرہ 219:2، النساء 43:4، المائدہ 90:5 تا 91

۱۹۔ا۔۲۔تشدد	
i) بچوں پر تشدد کی ممانعت	البقرہ49:2
ii) لڑکیوں کے قتل کی ممانعت	التکویر81:8تا9
iii) عورتوں پر تشدد کی ممانعت بلکہ ان کے ساتھ محبت کا سلوک کرنا	الروم21:30
iv) دوران حیض مباشرت کی ممانعت	البقرہ222:2

اس گوشوارے کے مطالعے سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم میں کس قدر متنوع اور مختلف موضوعات پر راہنمائی دی گئی ہے جس کا تعلق انسان کی جنسی زندگی سے ہے اور جو مسلمان بچوں کے لیے جنسی تعلیم کے نصاب میں شامل کئے جانے ضروری ہیں۔

ایک مسلمان بچہ جو اوائل عمر میں ناظرہ قرآن پڑھتا ہے اور اسے اگر ذہنی وعقلی نشوونما کے ساتھ ان کے معنی اور تشریح سے بھی اسے آگاہ کیا جائے۔تو اسے ان تعلیمات کا ایک واضح شعور حاصل ہو جاتا ہے۔ مزید برآں، بچوں کو اگر پیغمبرﷺ اسلام کی احادیث اور فقہی قوانین بھی بتائے جاسکیں تو پھر ایسے مسلمان بچوں کو زندگی کے اس اہم ترین پہلو سے خودبخود آگاہی ہوتی چلی جاتی ہے جو اسے بالغ ہونے اور شادی کے بعد، ایک مسلمان کی سی زندگی گزارنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔اس ضمن میں مذہبی/دینی تعلیم کے انسانی زندگی پر اثرات کے بارے میں دورِحاضر کے جنسی امور کے بہت بڑے ماہر (Kinsey) کی رپورٹ کا حوالہ دیا جاچکا ہے جو مردوزن کی جنسی عادات وخصائل کے بارے میں دوجلدوں میں شائع شدہ ہے۔اس سے پتہ چلا کہ مذہبی عقائد (عیسائی/یہودی) کی بناء پر لڑکیوں/لڑکوں میں جنسی اعمال میں شرکت کی شرح بہت کم تھی۔

❀❀❀

باب سوئم:

جنسی تعلیم، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ "مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ".

(بخاری 6474، جامع ترمذی 2004، 2409)

''وہ شخص جو مجھے ان دو چیزوں کی ضمانت دے جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان (یعنی جنسی اعضاء) اور جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) تو اسے میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

تعارف:

گزشتہ باب میں ہم نے ان موضوعات کا ذکر کیا ہے جو جنسی تعلیم کے ضمن میں قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں۔ جیسا کہ بتایا گیا کہ قرآن کریم میں ان موضوعات کا تذکرہ نہایت سنجیدہ اور شائستہ انداز میں کیا گیا ہے، اس کے برعکس، یہودی اور عیسائی کتب میں متعدد ایسی عبارات پائی جاتی ہیں جو کسی طور پر بھی الہامی ہدایات سے لگا نہیں کھاتیں۔ ان میں متعدد ایسے الزامات کا اعادہ کیا گیا ہے جن سے مختلف انبیائے کرام بلکہ تمام انبیاء، جو ان قوموں کی جانب مبعوث ہوئے تھے، ان کے بارے میں نہایت گھٹیا باتوں کا ذکر ہے۔ اس قسم کے الزامات/ اتہامات کو پڑھ کر ایک شخص حیران رہ جاتا ہے اور وہ ان الزام لگانے والوں کی گندی ذہنیت پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا (سورہ طہ 20، النحل 27، القصص 28)۔ قرآن کریم نے نہ صرف ان تمام الزامات کی تردید کی بلکہ صحیح

تاریخی واقعات کو بیان کر کے انبیائے کرام کے دامن سے ان تمام جھوٹے واقعات کی اس انداز میں قلعی کھول دی کہ ان کا مکمل طور پر قلع قمع ہوگیا۔ اسی طرح احادیث کے بہت بڑے ذخیرۂ علمی بشمول فقہی لٹریچر نے، انسانی زندگی کے تمام جنسی مسائل کے بارے میں اس قدر فصاحت و بلاغت کے ساتھ معلومات فراہم کی ہیں کہ ایک عام آدمی اسے پڑھ کر حیران رہ جاتا ہے اور اسے ان تعلیمات کا الہامی ہدایت پر مبنی ہونا واضح طور پر سمجھ آجاتا ہے۔ اس کی ایک بہت واضح مثال درج بالا حدیث سے ملتی ہے جو انسانی زندگی کے دو اہم ترین پہلوؤں جس میں جنسی اعضاء اور زبان کے مناسب استعمال کی ہدایت کی گئی ہے کہ دنیا میں تمام فساد کی جڑ یہی دو اعضائے انسانی ہیں۔

اسلام کے نزدیک، جنسیت انسانی زندگی کا اہم ترین پہلو ہے جس کے ذریعے نہ صرف نسل انسانی کو زمین میں فروغ حاصل ہوتا ہے بلکہ اس کے ذریعے مرد وزن کے درمیان (نکاح کے ادارے کے اندر) جنسی تعلق استوار ہوتا ہے جس سے خاندانی نظام وجود میں آتا ہے۔ مزید برآں، احادیث نبویہ ﷺ میں نہایت تفصیل کے ساتھ ہدایت دی گئی ہیں۔ ایک مسلمان کو پاکباز زندگی بسر کرنے کے لیے مشت زنی، عمل قوم لوط اور دیگر جنسی انحرافات سے بچنے کے احکامات دیئے گئے ہیں۔ محدثین کرام نے متعدد ایسی احادیث روایت کی ہیں جن سے فقہائے کرام نے نہایت تفصیل کے ساتھ فقہی احکامات کا استنباط کیا ہے جس سے ضبط ولادت، جنسی تشدد اور اسقاط حمل وغیرہ کی ممانعت کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ ان تمام احکاماتِ دینیہ کا ایک نمایاں ترین پہلو یہ ہے کہ ان امور کو نہایت سنجیدہ اور شائستہ انداز میں اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ اس میں کسی قسم کی لذتیت یا جنسی اشتعال کا شائبہ تک بھی نہیں پایا جاتا۔

اس ضمن میں اس امر کی جانب علمائے علم حدیث وعربی لٹریچر کی توجہ مبذول کرانے کی ضرورت ہے کہ وہ جنسی امور کے ان پہلوؤں پر خصوصی توجہ دیں اور تحقیقی انداز میں قرآن وحدیث نیز فقہ سے مثالیں لے کر اس شائستہ انداز کی وضاحت کریں

جو اسلامی لٹریچر میں پایا جاتا ہے کیونکہ موجودہ زمانے میں ان موضوعات پر جس قدر لٹریچر (پرنٹ یا الیکٹرانک شکل میں) پایا جاتا ہے، اس میں سوائے جنسی اشتعال اور عریانیت کے کسی قسم کا کوئی خیر کا شائبہ تک بھی نہیں پایا جاتا۔ ❶

ذیل کے صفحات میں، ہم اپنی علمی بے بضاعتی کے باوجود، ایک بہت محدود سی کوشش کر رہے ہیں کہ حدیث کے وسیع ذخیرہ علمی سے خوشہ چینی کرتے ہوئے، جنسی امور سے متعلق ہدایات کو واضح کریں۔ درج بالا سطور میں بتایا گیا کہ اسلام، جنسیت کو شادی/ نکاح کے ادارے کے تحت مرد و زن کے درمیان جنسی تعلق کو ایک اخلاقی اور قانونی دائرے میں لاتا ہے، اس لئے ضروری محسوس ہوتا ہے کے اس موضوع کے متعلق چند امور جن کا تعلق اس ادارے کی تشکیل سے ہے، کہ بارے میں مختصر سی معلومات درج کریں۔ اس میں شادی سے قبل زوجین کا انتخاب ایک اہم موضوع ہے۔

ا۔ زوجین کا انتخاب: شادی بیاہ کے سلسلے میں موجودہ مسلم ممالک میں مناسب رشتوں کا حصول ایک گھمبیر مسئلے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ دینی تعلیمات کے نہ ہونے کی وجہ سے اخلاقی انحطاط اس حد تک ہوگیا ہے کہ لڑکیوں کے رشتے ملنا، جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگیا ہے۔ بالخصوص درمیانے طبقے کے والدین اس مسئلے سے بہت بری طرح دو چار ہیں۔ لڑکیاں دولت کی ہوس، ایک دوسرے کی ریس اور غلط دنیوی رسم ورواج کی بھینٹ چڑھ رہی ہیں۔

اسلامی نقطہ نظر سے مناسب رشتوں کی اہمیت اس قدر ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کی زندگی اس دنیا میں اور خدا نہ کرے آخرت میں بھی تباہ ہوسکتی ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر یہ بہت ضروری ہے کہ مسلمان نوجوان لڑکے اور لڑکیاں (اور ان کے والدین بھی) ان

---

❶ آلوس زیدہ نے رسول اللہ ﷺ کی روایت بیان کی ہے کہ ''پیغمبر اسلام نے فرمایا'' کہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا برے الفاظ ہیں، ہاتھ کا زنا (حرام اشیاء کا چھونا ہے) اور پاؤں کا زنا ان گناہ کے کاموں کی طرف چل کر جانا ہے'' (ABDUL WAHAB BUDHIBA, 1998)

صفات سے آگاہ ہوں جو زوجین کے انتخاب کے لیے ضروری ہیں، قرآن حکیم نے ایک بہت ہی بنیادی حقیقت کی جانب سورالنور (۲۶:۲۴) میں توجہ دلائی ہے۔

{اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ }

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے، پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیےاور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے۔''

احادیث کی رو سے جو صحیح بخاری اور مسلم میں روایت کی گئی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''ایک عورت سے شادی/ نکاح اس کی دولت، خوبصورتی یا دین کی وجہ سے کی جاتی ہے، تمہیں چاہیے کہ تم دین کی بنیاد پر شادی کرو''

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ " تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ ". (بخاری:5090، مسلم:1466)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال کی وجہ سے، اس کی حیثیت کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے، اس کی دینداری کی وجہ سے۔ پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لاکر کامیاب ہو جا تیرا بھلا ہو۔''

☆......زوجین کے انتخاب میں ایک اور وصف جس کا اہتمام کرنے کی ہدایت کی گئی ہے وہ باکرہ/کنواری لڑکی کا انتخاب ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم " أَتَزَوَّجْتَ ". قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ " بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا ". فَقُلْتُ ثَيِّبًا . قَالَ " أَفَلاَ

بِكْرٌ تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ ". (سنن ابی داؤد:2048)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے شادی کی ہے میں نے کہا ہاں، فرمایا کہ باکرہ ہے یا ثیبہ ہے میں نے کہا ثیبہ ہے فرمایا کہ باکرہ سے کیوں نہیں کی کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی۔''

☆......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شادی کے بعد کنواری لڑکی کے ساتھ ہنسی مذاق اور دل لگی کی باتیں کر کے ایک شوہر زیادہ لطف حاصل کر سکتا ہے بہ نسبت کسی بوڑھی عورت کے......اس ضمن میں لڑکیوں کے لیے بھی کنوارے/خوبصورت لڑکوں کے انتخاب کی ہدایت کی گئی ہے۔

مزید ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنواری لڑکی سے شادی کرنے میں اس حکمت کا بھی اظہار فرمایا کہ کنواری لڑکی جلد ہی بارآور (حاملہ) ہوجاتی ہے، وہ خوش طبع ہوتی ہے اور تھوڑا دینے پر بھی راضی ہوجاتی ہے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ وَإِنَّهَا لاَ تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا قَالَ "لاَ". ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ " تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ ". (سنن ابی داؤد:2050)

''محبت کرنے والی اور بچے جننے والی عورتوں سے شادی کرو، تمہارے ساتھ میں دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔''

☆......مزید برآں، ایک اور حدیث میں مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ہونی والی بیوی کو ایک نظر دیکھ لیں تا کہ مستقبل میں کسی جسمانی عیب کی بناء پر کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو......تاہم ''دیکھنے کی حد تک اجازت'' کو اس مروجہ کورٹ شپ/ڈیٹنگ کے مترادف قرار

نہیں دینا چاہیے جو مغربی ممالک میں رائج ہے اور بہت حد تک مسلمان ممالک میں بھی اس کا رواج جڑ پکڑتا جارہا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم "إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ "۔(سنن ابی داؤد:2082)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو منگنی کا پیغام بھیجے تو اگر اس کی استطاعت میں ہو کہ جس کو نکاح کا پیغام دیا ہے اس کو دیکھے تو وہ ضرور ایسا کرے۔"

☆......کنوار پن کے علاوہ، رسول اللہ ﷺ نے عورت کی خوبصورتی کے بارے میں بھی تاکید فرمائی ہے۔ایک حدیث میں جس کا تعلق انسانی زندگی کے اس اہم ترین پہلو سے ہے، میں نہایت اعلیٰ علمی اور ادبی انداز میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے جس کی مثال شاید دنیا کے دیگر کسی مذہب کے لٹریچر میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ابن عباسؓ سے مروی حدیث ہے کہ بریرہؓ نامی ایک صحابیہؓ نے جو مغیث نامی ایک حبشی کی بیوی تھی، نے اللہ کے رسول ﷺ سے حاضری کی اجازت چاہی اور شکایت گزار ہوئی کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی اب اپنے خاوند کے ساتھ نہیں گزار سکتی، **اور نہ ہی میرا سر ایک تکیہ پر اس کے ساتھ رکھا جائے گا**"...... چند ثانیہ بعد وہ مزید گویا ہوئی" میں اسے کسی ایمان کے عقیدے کی کمی کا الزام نہیں دیتی اور نہ ہی اس کی مردانہ خوبیوں کی شاکی ہوں تاہم مجھے ڈر ہے کہ میں خود وفاداری اور دینی تعلیمات سے بیگانگی کا شکار نہ ہو جاؤں، اگر خدانخواستہ مجھے اس کے ساتھ ایک لمحہ بھی گزارنا پڑا، میں نے ایک دفعہ اپنے خیمے کا پردہ اٹھایا تو میری نظر میرے شوہر پر پڑی جو دیگر لوگوں کے درمیان کھڑا تھا۔ وہ اس گروہ میں اس قدر بدصورت، سیاہ رو (کالا بھجنگ) پستہ

قد (DWARFISH) لگ رہا تھا کہ مجھے اس سے نفرت ہوگئی اور میں اب اس کے ساتھ نباہ نہیں کرسکتی ــــــ یہ الفاظ جو ایک شادی شدہ لڑکی کے منہ سے ادا ہوئے اس کی زندگی کے ایک اہم ترین جذباتی پہلو سے تعلق رکھتے تھے۔ اس قدر خوبصورت اور نہایت اعلیٰ ادبی عربی میں کہے گئے ہیں کہ ایک انسان ان الفاظ میں پنہاں حسن ومعنی کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مزید برآں، یہ الفاظ ایک لونڈی کے منہ سے ادا ہوئے جس سے اس زمانے کی مسلمان لڑکی (خاندانی اور بڑے طبقے کی خواتین سے نہیں) بلکہ ایک لونڈی کی اعلیٰ علمی وادبی قابلیت کا بھی اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں!

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں سے حضرت ابن عباسؓ روایت ہے کہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتُبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلاَ دِينٍ، وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الإِسْلاَمِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ". قَالَتْ نَعَمْ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً".

(صحیح بخاری 5273)

''ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے ان کے اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ البتہ میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی۔ (کیونکہ ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق زوجیت کو نہیں ادا کرسکتی) اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، کیا تم ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کرسکتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ سے) فرمایا کہ باغ قبول کرلو اور انہیں طلاق دے دو۔''

اول الذکر حدیث میں ایک حبشی لڑکی کے واقعے کا ذکر ہوا ہے۔ اس حدیث میں بیان کردہ واقعے کے مضمرات کو جاننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے پس منظر سے بھی آگہی حاصل کی جائے ـــــ ایک مسلمان کنواری لڑکی کے جیون ساتھی کے انتخاب میں، اگرچہ باپ یا گارڈین (ولی) کی اجازت ضروری ہے تاہم اس لڑکی کی اپنی ذاتی مرضی/ رضا/ اجازت بھی ضروری قرار دی گئی ہے۔ اسلام عورت کے حقوق اور عزت نفس کا داعی اور علمبردار ہے اور اس ضمن میں اس کی خواہشات اور پسند کو بالخصوص ایک شوہر کی پسند کے لیے ضروری قرار دیتا ہے جس کے ساتھ اس نے عمر بھر نباہ کرنا ہے۔ اس لیے کوئی شخص بھی کسی نوجوان، کنواری لڑکی کو اس کی مرضی کے خلاف شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اس حدیث میں یہ حبشی (ایتھوپین) لڑکی عقبہ بن ابولہب کی لونڈی تھی جس نے اس کی شادی مغیث نامی حبشی غلام سے جبراً کر دی (کہ وہ اسلام لانے سے پہلے غلامی کی حالت میں مجبور تھی) وہ اس رشتے کو ہرگز قبول نہ کرتی اگر وہ آزاد حالت میں اپنی مرضی کی خود مالک ہوتی۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا، تب اس نے یہ محسوس کیا کہ اب وہ آزاد ہونے کی بناء پر اپنے فیصلوں میں خود مختار ہے تو اس نے اپنے شوہر سے طلاق دینے کا مطالبہ کیا[1] (جسے اسلامی اصلاح میں خلع کہتے ہیں اور جو عورت کا حق تسلیم کیا گیا ہے) خاوند نے اس کی بات سے اتفاق نہ کیا اور اس کے پیچھے روتا ہوا مدینے کی گلیوں میں گیا۔ یہ واقعہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا تو آپ بہت متاثر ہوئے اس لڑکی نے بھی اللہ کے رسول ﷺ سے رجوع کیا اور اس نکاح کو ختم کرانے کی درخواست کی ایک ایسے شخص سے جسے وہ نہیں چاہتی تھی...... آپ ﷺ نے بریرہؓ سے کہا ''کہ وہ کیوں اپنے خاوند کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی؟''......اس لڑکی نے کہا کہ ''اے

[1] اس سے بھی اس کے دینی فہم اور علم کا اظہار ہوتا ہے جو اسلام کی برکات سے اس دور کی لونڈیوں تک میں پیدا ہو گیا تھا۔ اگر آج بھی خواتین کو دین کا علم حاصل ہو جائے تو معاشرے میں پائے جانے والے بے شمار مسائل کا تدارک ہو سکتا ہے!

پیغمبر خدا کیا آپ ﷺ مجھے اس امر کا حکم دے رہے ہیں؟''......آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''نہیں' میں صرف خاوند کی طرف سے دخل دینے (مصالحت) کی کوشش کر رہا ہوں''اس پر اس نے کہا کہ ''مجھے اس کی ضرورت نہیں''......یوں اللہ کے رسول ﷺ نے اسے خلع دلا دی'' (سنن نسائی:5417، بخاری:5283)

اس حدیث سے یہ اہم ترین سبق حاصل ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے نہایت نازک جذبات کی پذیرائی فرمائی جس سے عورتوں کے حقوق' کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور اس حق کی انتہا یہ ہے کہ اس عورت نے رسول خدا ﷺ کی نصیحت/ مشورے کو قبول نہ کرتے ہوئے اپنے اس حق پر اصرار کیا جو اللہ کے قانون نے اسے دیا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ امر کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے امت مسلمہ کو عملاً یہ سبق دیا جو مستقبل میں آنے والے ''بڑے لوگوں''(والدین یا دیگر مذہبی راہنماؤں) کے لیے ایک مینارۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے کہ وہ بھی عورتوں (بیوی، بیٹی، بہن) کے جائز حقوق اور معاملات میں اس طرز عمل کی پیروی کریں جس کا مظاہرہ آپ ﷺ نے عملاً فرمایا تھا...... یہ بھی سنت کا اتباع ہے!

☆......زوجین کے درمیان محبت وشفقت پر مبنی تعلقات قائم رکھنے کے لیے ایک اہم ترین راہنما اصول جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے لیے تم سب سے بہترین ہوں''

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لأَهْلِي وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ"۔ (ترمذی3895)

سیرت طیبہ کی مختلف کتب میں اللہ کے رسول ﷺ کی اس ہدیت کے عملاً واقع ہونے کی متعدد مثالیں ملتی ہیں جو بہترین سلوک آپ ﷺ اپنی ازواج رضی اللہ عنہن

کے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔اس کی ایک بہترین مثال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اسوۂ حسنہ ہے......آنجنابہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد جب کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں کوئی بکری ذبح ہوتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا گوشت ان کے رشتے داروں اور ملنے جلنے والی سہیلیوں کے ہاں ضرور بھیجا کرتے تھے! اسی طرح جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خیال گزرتا کہ دروازے پر دستک دینے والا ملاقاتی شاید حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن (ہالہ رضی اللہ عنہا) ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے اختیار پکار اٹھتے تھے ''خدا کرے یہ ہالہ رضی اللہ عنہا ہوں'' (بخاری:3821۔مسلم:2437)

۲۔شادی: تاریخ میں انسانوں نے اپنی جنسی جبلت کی تسکین کے لیے ہمیشہ چار طریقوں پر عمل کیا ہے۔ پہلا طریقہ آزادانہ جنسی اختلاط'' کا ہے کہ جب کبھی کسی شخص کو اس کی احتیاج ہو تو جس کے ساتھ بھی موقع ملے اس خواہش کو پورا کر لیا جاتا تھا۔جنسی تسکین کا دوسرا طریقہ، جنسی جذبات کو دبا لینے یعنی تجرد کی زندگی بسر کرنے کا ہے جس کی تاکید عیسائیت اور دیگر مذاہب میں کی گی ہے۔تیسرا طریقہ طوائفوں کا ہے جو اکثر موجود رہا ہے۔تاہم اسلام میں ان سب طریقوں کی ممانعت ہے۔جنسی تسکین کا چوتھا ذریعہ وہ ہے جو تمام الہامی مذاہب نے تجویز کیا ہے یعنی ان جذبات کی تسکین شادی/ نکاح کے دائرے میں رہتے ہوئے کی جائے۔ اسلام نے اس چوتھے طریقے کو جائز قرار دیتے ہوئے اس کے بارے میں متعدد احادیث میں یوں تاکید کی ہے۔

☆......نکاح/ شادی کرنا میری سنت ہے، جو کوئی بھی اس طریقے سے اجتناب کرتا ہے، وہ میری سنت سے اعراض کرتا ہے''

وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ (بخاری 5063)

☆......ایک دوسری حدیث میں نوجوان طبقے کو شادی کرنے کی یوں ترغیب دلائی گئی۔

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ

لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

(مسلم: 1400۔ بخاری: 5066)

''اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہے تو اس کو ضرور نکاح کرنا چاہیے کیونکہ نکاح آنکھوں کو بہت نیچا رکھنے والا اور بدکاری سے بچانے والا ہے لیکن تم میں سے جو طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کو روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کچلنے کا ذریعہ ہے۔''

جہاں تک تجرد کی زندگی بسر کرنے کا تعلق ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اسلام میں تجرد کا کوئی تصور نہیں'' (مسند احمد)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ''اگر میری زندگی کے صرف دس دن بھی باقی رہ جائیں تو میں شادی کرنا پسند کروں گا تاکہ میری اللہ تعالیٰ سے ملاقات ایک مجرد شخص کی سی نہ ہو''......اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی جن کی دو بیویوں کا انتقال پلیگ کے مرض کی وجہ سے ہوا اور جس میں وہ خود بھی مبتلا تھے، اونچی آواز سے کہتے تھے''اے لوگو! میرے لیے کسی بیوی کی تلاش کرو، کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے تجرد کی حالت میں نہیں ملنا چاہتا۔''

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''تم اپنے آپ کے ساتھ سختی مت کیا کرو مبادا اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ سختی کرنے لگے۔ ایک طبقے (مذہب کے لوگوں یعنی عیسائیوں) نے اپنی ذات کے ساتھ سختی کرنے کا رویہ اختیار کرلیا تھا تب اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں تنگی میں مبتلا کردیا۔ اس طرح کے لوگوں کو تم راہب خانوں اور چرچوں میں دیکھ سکتے ہو''(ابوداؤد: 4904)

☆......ایک اور حدیث جو ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے آئی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: شادی/ بیاہ کا اعلان کرو اور اس تقریب کا اہتمام مساجد میں کیا کرو اور اس موقعہ پر دف بھی بجایا کرو۔''

أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالدُّفُوفِ۔

(ترمذی:1089)

درج بالا اور اسی قسم کی دیگر متعدد احادیث میں شادی بیاہ کی اہمیت وضرورت کو واضح کیا گیا ہے تاکہ مسلمان مرد اور عورتیں پاکبازی کی زندگی بسر کرسکیں۔ چونکہ ایک خاندان، مسلم معاشرے کی بنیادی اکائی ہے، اس لیے شادی بیاہ ہی وہ صحیح ترین طریقہ ہے جس کے ذریعے اس ادارے کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔ قرآن حکیم میں دو مختلف جنسوں (SEXES) کا تصور، تمام ذی روح اجسام کے بارے میں دیا گیا ہے حتیٰ کہ ایسی اشیاء بھی جن کے بارے میں انسانوں کو ابھی تک کوئی معلومات حاصل نہیں (سورہ یٰسین 36:36) اس طریق پر معرض وجود میں آنے والے خاندانوں کا سلسلہ بڑھتا چلا جاتا ہے [1] اور جن کے باہم ملنے سے قبائل اور اقوام بنتی ہیں اور یوں انسانی تہذیب وتمدن کا ظہور ہوتا ہے (سورہ الفرقان 54:25) اس امر کی مزید صراحت ضروری ہے کہ جنسیت، ایک حیاتیاتی (BIOLOGICAL) فعل ہونے کی وجہ سے ایک قانونی طریقہ یا ایک انسان کے لیے جائز ضرورت کی بناء پر کسی فرد کے لیے صرف ایک ذاتی/انفرادی معاملہ ہی نہیں یا اس کی ایک کاغذ پر لکھے گئے صرف ایک معاہدے کی حیثیت ہی نہیں کہ کوئی فرد اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے اسے استعمال کرسکے جیسا کہ مغربی ممالک میں سمجھا جاتا ہے (اور جس کا اکثر پڑھے لکھے مسلمان اظہار بھی کرتے ہیں) بلکہ اس تمام کے برعکس، نکاح زوجین کے درمیان جسمانی، روحانی، جذباتی اور نفسیاتی تسکین فراہم کرنے کا ایک واحد اور موثر ترین طریقہ ہے۔ اس تسکین کی وجہ سے زوجین کے درمیان باہمی محبت ومودت اور شفقت نیز ہمدردی اور تعاون کے جذبات نہ صرف پروان چڑھتے ہیں بلکہ تاعمر برقرار رہتے ہیں جسے قرآن کریم نے سورہ الروم (21:30) میں نکاح/شادی کو سکینت کے معنی خیز لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ نیز زوجین کے درمیان ان تعلقات کی وجہ سے

[1] اس بارے میں تفصیلات کے لیے دیکھیے انگریزی مقالہ Khan, M.A., And A.H. Siddiqui, (1989)

بچوں کی پیدائش ہوتی ہے جو والدین کے درمیان نہ صرف ایک جوڑنے والے پل کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ وہ والدین کے جائز اور قانونی وارث بھی قرار پاتے ہیں اور اس طرح ان کے درمیان وراثت کے حقوق قائم ہوتے ہیں......پس یہ ہے مختصر الفاظ میں وہ پس منظر جس کے تحت احادیث اور فقہی قوانین کے ذریعے اس رابطے کو استحکام دیا گیا ہے

☆......ایک اور حدیث جو ترمذی میں روایت کردہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے افراد کو اللہ تعالیٰ کے انعام اور رضا کی خوشخبری دی جو ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لیے شادی کرتے ہیں۔

ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَوْنُهُمُ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ (ترمذی:1655)

''اللہ تعالیٰ نے ازخود تین قسم کے افراد کو مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے، ایک وہ مجاہد جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہو، دوسرا وہ کام کرنے کا خواہش مند شخص جو اپنا قرض ادا کرنے کا پکا ارادہ رکھتا ہو اور ایک وہ شخص جو ایک پاکیزہ اور باعفت زندگی بسر کرنے کے لیے شادی کا خواہاں ہو''......اس لئے فقہاء کی ایک اکثریت (امام ابوحنیفہؒ، احمد بن حنبلؒ اور مالکؒ بن انسؒ) نے بعض افراد کے لیے شادی/ نکاح کو واجب قرار دیا ہے جسے کسی صورت بھی موخر نہیں کرنا چاہیے بالخصوص جبکہ اس کو ذرائع میسر ہوں۔

۳۔ مقاصد نکاح: چونکہ شادی کے ذریعے زوجین کے درمیان محبت اور باہمی ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اس لئے امام غزالیؒ (متوفی ۵۰۵ھ) اور دیگر فقہاء نے مقاصد نکاح کے بارے میں بہت تفصیل کے ساتھ خامہ فرسائی کی ہے جن کے بارے میں مختصراً معلومات ذیل میں درج کی جارہی ہیں۔

الف) بچوں کی پیدائش: قرآن کریم میں شادی کے نتیجے میں زوجین کے ہاں بچوں کی پیدائش کو ایک اہم ترین مقصد کی حیثیت سے گنوایا گیا ہے (سورہ النساء ۴:۱ گوشوارہ ۲ء۱) مسلمان فقہاء اور اہل علم نے شادی/ بیاہ کو بنیادی طور پر تولید و تناسل کا

ذریعہ بتایا ہے۔شادی کے لیے قانونی اصطلاح ''نکاح'' ہے۔سورہ الاحزاب (49:33) میں قرآن نے بتایا: { یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَکَحۡتُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ} ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو......''

اس آیت کی تشریح میں سید مودودیؒ (1999،د) رقمطراز ہیں کہ ''یہ عبارت اس بات میں صریح ہے کہ یہاں لفظ نکاح کا اطلاق صرف عقد پر کیا گیا ہے۔علمائے لغت میں اس امر پر بہت کچھ اختلاف رونما ہوا ہے کہ عربی زبان میں نکاح کے اصل معنی کیا ہیں؟ اس امر کی تصدیق کے لیے انہوں نے متعدد عربی/ اہل لغت (LEXIOGRAPHERS) کا حوالہ دیا ہے جس میں راغبؒ اصفہانی نمایاں ترین ہیں۔ ان کے بقول''لفظ نکاح کے اصل معنی شادی کے معاہدے کے ہیں تاہم استعارے کے طور پر یہ مباشرت کے لیے بولا جاتا ہے''—— سیّد مودودی رحمہ اللہ ان اصحاب علم کے اس دعوی کی تردید کرتے ہوئے جو یہ کہتے ہیں کہ نکاح کے لغوی معنی مباشرت کے ہیں لیکن استعارے کے طور پر نکاح کے لیے بولا جاتا ہے، رقمطراز ہیں کہ ''یہ ناممکن ہے کہ لغوی طور پر نکاح کے معنی مباشرت کے ہوں اور مجازاً نکاح/ شادی کے لیے بولا جاتا ہو۔وہ اس کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ جتنے الفاظ بھی جماع کے لیے عربی زبان یا دنیا کی کسی دوسری زبان میں حقیقتاً وضع کیے گئے ہیں وہ سب فحش ہیں۔کوئی شریف آدمی کسی مہذب مجلس میں ان کو زبان پر لانا پسند نہیں کرتا۔اب آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ جو لفظ حقیقتاً اس فعل کے لیے وضع کیا گیا ہو اسے کوئی معاشرہ شادی/ بیاہ کے لیے مجاز واستعارے کے طور پر استعمال کرے۔اس معنی کو ادا کرنے کے لیے تو دنیا کی ہر زبان میں مہذب الفاظ ہی استعمال کئے گئے ہیں نہ کہ فحش الفاظ''......انہوں نے مزید لکھا کہ ''جہاں تک قرآن وسنت کا تعلق ہے، ان میں نکاح ایک اصطلاحی لفظ ہے جس سے مراد یا تو مجرد عقد ہے یا پھر وطی بعد عقد لیکن وطی بلا عقد کے لیے اسے کہیں استعمال نہیں کیا گیا۔اس طرح کی وطی کو قرآن وسنت زنا اور سفاح کہتے ہیں نہ کہ نکاح''......

☆......شادی کے مقاصد اولین میں بچوں کی پیدائش کو متعدد احادیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ سنن ابوداؤد کی روایت ہے کہ کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی ایک بہت خوبصورت دولتمند خاتون سے شادی کرے جس کا تعلق بہت معزز خاندان سے تھا لیکن وہ عورت بانجھ تھی، اللہ کے رسول ﷺ نے دو مرتبہ اجازت دینے سے انکار فرمایا اور تیسر مرتبہ پوچھنے پر فرمایا ''ایسی عورت سے شادی کرو جو بہت زیادہ محبت کرنے والی اور بچے جننے والی ہو کیونکہ میں روز قیامت اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔''

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ وَإِنَّهَا لاَ تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا قَالَ "لاَ". ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ " تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ ". (سنن ابی داؤد:2050)

ب) حصول لذت کے فطری جذبے کی تسکین: چونکہ انسانوں میں جنسیت ایک بہت زبردست اور طاقتور جذبہ ہے پس مسلمانوں کو پاکباز رکھنے اور معاشرے میں شرم وحیا کا ماحول برقرار رکھنے کے لیے، اسلام نے زوجین کے درمیان جنسی تعلق (مباشرت) قائم کرنے اور یوں ایک دوسرے سے حظ اور لذت کے حصول پر کوئی ناروا پابندی نہیں لگائی۔ ایک حدیث میں جو صحیح مسلم میں روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی بیوی سے جنسی لذت کا حصول ایک صدقہ ہے'' ــــــ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر حیرت وتعجب کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ: ''تم کیا سمجھتے ہو اگر کوئی شخص ناجائز طریق پر اپنی جنسی تسکین کرتا ہے تو کیا وہ سزا کا مستحق نہیں ہوتا؟'' پس جب وہ اس کی تسکین جائز ذریعے اور طریقے سے کرے تو کیا اسے انعام سے نہیں نوازا جانا چاہیے؟'' (مسلم:1006)

☆......قرآن کریم نے زوجین کے درمیان جنسی تعلق کو باہمی محبت اور مودت

ورحمت کا ذریعہ قرار دیا ہے (الاعراف 7:189) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم "حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلاَةِ" (سنن نسائی:3939)

دنیا کی دو اشیاء میرے لیے مرغوب خاطر ہیں...... بیوی اور خوشبو۔

☆...صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ "حضرت سودہ نے اپنی باری (رات) مجھے دے دی تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے دن کے علاوہ حضرت سودہ کے بعد کی باری بھی دیا کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ، وَهَبَتْ، يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ.

(صحیح البخاری:5212)

۴۔زوجین کے درمیان جنسی تعلق: مختلف احادیث کا مطالعہ کرنے سے کسی بھی شخص کو اس امر پر بہت حیرت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بہت ہی عمدہ طریق پر زوجین کے درمیان انتہائی پرائیوٹ نوعیت کے تعلقات از قسم مباشرت کی حالتوں کے بارے میں بھی راہنمائی فرمایا کرتے تھے نیز حیض ونفاس کے بعد طہارت کا حصول جیسے موضوعات بعض لوگوں کے لیے بہت معمولی نوعیت کے امر ہیں اور بظاہر ایسے لوگوں کو ان کی اہمیت محسوس نہیں ہوتی لیکن چونکہ ایسے تمام موضوعات کا تعلق ایک مسلمان کی روزمرہ عملی زندگی میں نماز، قرآن پڑھنے جیسے امور سے ہے جو بہت اہم فرائض ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان، پنی زندگی میں بیوی کے ساتھ مباشرت کے نتیجے میں یا کسی شخص کو احتلام ہونے کی صورت میں یا عورتوں کو ایام سے فراغت کے بعد اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ غسل کریں اور وہ بھی اس طریقے کے مطابق جس طرح شریعت میں بتایا گیا ہے۔ مسلمان فقہاء نے اس بارے میں قرآن وحدیث کے احکامات کی روشنی میں اس قسم کے تمام موضوعات کے بارے میں بہت تفصیل کے ساتھ فقہی قوانین مرتب کیے ہیں جن کی

پیروی کرنا ایک مسلمان کے لیے نہایت ضروری ہے۔جن میں چند کا مختصر ذکر ذیل میں کیا جارہا ہے۔

☆......شب زفاف (شادی کی پہلی رات) میں اپنی بیوی سے پہلی مرتبہ ملنے پر ایک خاوند کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے یہ راہنمائی فرمائی کہ ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی پیشانی کے بالوں کی ایک لٹ کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر، اللہ تعالیٰ کا پاک نام لے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے ''اے اللہ! میں آپ سے ہر اس خیر اور بھلائی کی درخواست کرتا ہوں جو اس عورت میں ہے اور ہر وہ خیر جو آپ نے اس میں پیدا فرمائی ہے اور میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس برائی سے جو اس میں ہے اور ہر اس برائی سے جو آپ نے اس میں پیدا فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم "أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ حِينَ يَأْتِي أَهْلَهُ بِاسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ، أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا"۔(بخاری:5165،7396مسلم :1434a)

☆......ایک مسلمان مرد کو پاک باز رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کی نظر کسی عورت پر پڑے اور اس کے دل میں اس کے ساتھ (جنسی تعلق) کی خواہش پیدا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی بیوی سے لطف حاصل کرے کیونکہ اس طرح اس کے دل سے غلط (جنسی) خیالات نکل جائیں گے''

وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ، حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ قَالَ جَابِرٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ "إِذَا أَحَدُكُمْ أَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِ فَلْيَعْمِدْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَلْيُوَاقِعْهَا فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ" (مسلم :1403c)

☆......ایک دوسری حدیث میں پیغمبر ﷺ خدا نے فرمایا کہ اگر کوئی شوہر اپنی

بیوی کو (خواہش جنسی) پورا کرنے کے لیے بلائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی تکمیل کرے خواہ وہ تنور پر ہی مصروف عمل ہو‘‘

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم "إِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّورِ" (ترمذی:1160)

☆......درج بالا احادیث کے ساتھ، شوہروں کو بھی اس امر کی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ جنسی مباشرت کرنے میں احتیاط کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اگر بیوی کسی وجہ سے شوہر کے مباشرت کرنے کی زیادتی کی متحمل نہیں ہوسکتی تو اسے چاہیے کہ اس کی صحت اور ناسازیٔ طبع کا خیال کرے جس حد تک ممکن ہو۔ فقہاء کرام نے یہ مشورہ دیا ہے کہ

لو تضررت من کثرة جماعه لم تجز الزیادة علی قدر طاقتها

(ردالمختار)

☆......زوجین کے درمیان محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا کرنے کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ کی یہ راہنمائی اس خوبصورت انداز میں دی گئی ہے جس کی نظیر دنیا کے دیگر مذاہب کے لٹریچر میں ڈھونڈے نہیں ملتی۔ یہ طریقے امام غزالیؒ کے الفاظ میں جو رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب ہیں کہ ’’تم میں سے کسی شخص کو اپنی بیوی پر اس طرح نہیں جھپٹنا چاہیے جس طریق پر نر جانور اپنی مادہ جانور پر اچانک لپکتے ہیں بلکہ ان کے درمیان ’’پیغامات (MESSAGES) کا تبادلہ ہونا چاہیے‘‘......جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ پیغامات کیا ہونے چاہئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’زوجین کے درمیان بوس و کنار اور محبت کے بول‘‘......اس طرح ایک روایت میں کسی شخص کی تین کمزوریوں کو بیان کرتے ہوئے اس ایک کمزوری کی نشان دہی بھی کردی کہ ’’ایک ایسا آدمی اپنی بیوی سے محبت (مباشرت) کرتا ہے بغیر اس کے ساتھ کسی قسم کی محبت آمیز گفتگو کیے اور اس کو تیار کیے بغیر یوں کہ وہ تو اس سے اپنی احتیاج پوری کر لیتا

ہے قبل اس کے کہ بیوی بھی اس سے (جنسی طور پر) لذت یاب ہو۔" (دیالمی)

☆...... مسلم اہل علم نے شوہر کے لیے لازم قرار دیا ہے کہ وہ چھیڑ چھاڑ، گدگدی کرنے، بوس و کنار اور محبت آمیز کلمات کے ذریعے اپنی بیوی کے جنسی جذبات کو بھی برانگیخت کرے (شیخ محمد نصیر الدین البانی 1999)۔ ایک مرسل حدیث جس کے راوی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اپنی بیویوں سے اس وقت تک مقاربت نہ کرو جب تک کہ ان میں اس حد تک شہوت بیدار نہ ہو جائے جتنی تم میں ہے مبادا کہ تم اس کے مکمل طور پر لذت یاب ہونے سے قبل جلدی ہی فارغ ہو جاؤ (یعنی انزال ہو جائے)۔۔۔۔اس پر کسی نے پوچھا کہ کیا یہ ہدایت اس کے لیے بھی ضروری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تمہیں چاہیے کہ اسے پیار کرو (**تقبلها**)، اس کی جانب پیار محبت سے دیکھو، (**تغمزها**) اس کے ساتھ شہوانی گفتگو کرو (**تلمزها**) اور جب تم دیکھو کہ وہ بھی اس طرح (جنسی طور پر) بیدار ہو گئی ہے تو پھر اس کے ساتھ مباشرت کرو" (ابن قدامہ، المغنی، جلد 7، صفحہ 300)

☆...... اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت میں لطف و انبساط کے حصول کے لیے، اس امر کی ہدایت کی گئی ہے کہ مباشرت سے قبل اس کے ساتھ ابتدائی چھیڑ چھاڑ (FORE PLAY) کرو جس میں مختلف اعمال از قسم (مداعبہ) ملاعبہ یعنی پیار بھری بات چیت، جسم کو گدگدانا یا سہلانا (ملاطفہ) اور بوس و کنار کرنا (تقبیل) شامل ہیں۔ ایک خاوند کے لیے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ وہ اس وقت تک بتدریج اس عمل میں مشغول رہے حتی کہ بیوی بھی اس سے مکمل طور پر لذت یاب ہو سکے۔

☆...... زوجین کے درمیان جنسی افعال کے دوران شرم وحیا کا خیال کرنا بھی، اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا ایک اہم جزو ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "حیا ایمان کا حصہ ہے"......اس کی بہترین تشریح حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے بدین الفاظ کی" کہ تمہارے درمیان ایک بہترین بیوی وہ ہے جو شرم وحیا کو آڑے نہ آنے دے جب وہ اپنے شوہر

کے ساتھ جنسی مباشرت کے لیے کپڑے اتار رہی ہو اور پھر فارغ ہو کر لباس پہنتے وقت شرم وحیا کا دامن دوبارہ اوڑھ لے (دصائل ۱۴۔۱۵)

☆...... اگرچہ اسلام میں مرد وعورت کے بیے شادی بیاہ کرنے کی حوصلہ افزائی کی گی ہے تاہم کسی غیر محرم عورت اور مرد کے تنہائی میں ملنے کی سختی کے ساتھ ممانعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کسی آدمی کو کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ملنے کی اجازت نہیں۔ ایسی حالت میں شیطان ایک تیسری پارٹی کے طور پر ان کے ساتھ ہوتا ہے۔''

" أَلاَ لاَ يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلاَّ أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ " (مسلم:2171)

''خبردار کوئی! شخص کسی بیاہی ہوئی خاتون (اجنبی) کے پاس رات ہرگز بسر نہ کرے، ہاں! اگر وہ مرد خاوند ہو یا محرم ہو۔''

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلاَّ كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ (ترمذی:1171)

''کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے (علیحدگی میں خلوت کرنے کی صورت میں) تیسرا شیطان ہوتا ہے۔''

☆...... زوجین کے درمیان مباشرت کے مختلف طریقوں کا موضوع قدیم زمانے سے زیر بحث رہا ہے۔ اس موضوع پر بھی متعدد احادیث پائی جاتی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے انسانی زندگی کے اس پہلو کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا۔ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ''یہودی اپنی بیویوں سے مقاربت، پشت کی جانب سے لیٹ کر کیا کرتے تھے اور ان کے بقول اس کے علاوہ کسی دوسرے طریقے سے مقاربت کرنے پر ان کے بچے کی آنکھیں بھینگی ہو جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ (223:2) میں آیت نازل فرمائی جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگلی جانب یا پشت کی طرف سے مقاربت کی جاسکتی ہے بشرطیکہ دخول فرج (VAGINA) میں ہو۔''

عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ إِذَا أَتَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِي قُبُلِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَنَزَلَتْ { نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ }(مسلم :1435a)

☆ ......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ''اسلام لانے سے قبل انصار بھی شرک میں مبتلا تھے۔ چونکہ وہ یہودیوں کے ساتھ ہی رہتے تھے جو اہل کتاب تھے، اس طرح وہ عملی طور پر یہودیوں کو اپنے سے بہتر سمجھتے تھے اور بیشتر معاملات میں ان کے طریقوں پر ہی عمل پیرا ہوتے تھے۔ اہل کتاب، اپنی بیویوں سے مقاربت پہلو کی جانب سے کرتے تھے جو ان کے نزدیک زیادہ مہذب اور عورتوں کے لیے باحیا طریقہ تھا۔ اس معاملے میں انصار بھی ان کے مطابق ہی عمل کرتے تھے۔ اس کے برعکس قریش مکہ اپنی عورتوں سے مختلف طریقوں کے ساتھ مقاربت کر کے لذت یاب ہوتے تھے۔ یعنی وہ اس معاملے میں زیادہ تنوع پسند تھے!۔ وہ اپنی عورتوں کے ساتھ جنسی فعل آگے، پیچھے، پہلو کی جانب یا انہیں چت لٹا کر کیا کرتے تھے۔ جب مکہ سے مسلمان، ہجرت کر کے مدینہ آئے تو ان میں سے کسی ایک نے انصاری عورت سے شادی کی اور اپنے طریقے کے مطابق مباشرت کرنی چاہی۔ اس پر اس خاتون نے احتجاج کیا اور اپنے خاوند کو صاف صاف بتا دیا کہ ''ہم لوگوں میں پہلو کی جانب سے مباشرت کرنے کا طریقہ رائج ہے۔ پس تم اس طریق پر عمل کرو وگرنہ مجھ سے دور رہو'' ...... یہ معاملہ جب طوالت پکڑ گیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں لایا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی راہنمائی کے لیے سورہ البقرہ کی درج ذیل آیات (223:2) نازل فرمائیں کہ

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ

''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، تمہیں اختیار ہے، جس طرح چاہو، اپنی کھیتی میں جاؤ مگر اپنے مستقبل کی فکر کرو......''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں تشریح فرمائی کہ '' آگے، پیچھے یا چت لیٹنے سے، جس

طرح چاہو بشرطیکہ اس جگہ میں دخول کیا جائے جہاں سے بچہ کی پیدائش ہوتی ہے'' (ابوداؤد) یہاں اس امر کی جانب اشارہ کرنا ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس سنجیدہ اور مہذب ترین الفاظ سے ایسے معاملات کی تشریح فرمائی جو انسانی زندگی کے اہم ترین پہلو کے ساتھ ساتھ بہت ہی پرائیویٹ نوعیت کا مسئلہ ہے اس کی نظیر دنیا کے مذہبی لٹریچر میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں تباہ ہو گیا''......پیغمبر خدا ﷺ نے پوچھا کہ ''اے عمر رضی اللہ عنہ تم کیون کر تباہ ہوئے؟''......انہوں نے جواب دیا کہ ''گزشتہ شب میں اپنی سواری پر پیچھے سے بیٹھ گیا''......اس پر رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تاہم جب سورہ البقرہ کی درج بالا آیات نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگے یا پیچھے سے، جہاں سے بھی چاہو تاہم آگاہ رہو کہ یہ فعل مقعد میں نہ ہو اور دوران حیض بھی پرہیز کیا جائے''

(ابوداؤد:2164۔ جامع ترمذی: بحوالہ کتاب نمبر 47 حدیث 3247)

جیسا کہ سطور بالا میں درج کیا گیا کہ زوجین کے ساتھ مباشرت کرنا ایک نہایت ہی انفرادی/ پرائیوٹ معاملہ ہے۔ اس پر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ پھر اس بارے میں کسی دوسرے شخص سے کیوں کر بات چیت کی جائے؟......اس بارے میں یہ جان لینا ضروری ہے کہ اسلام، زندگی کو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق گزارنے کا نام ہے اور قرآن حکیم بھی اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب جس میں قیامت تک کے لئے انسانوں کی راہ نمائی ہے۔ اس زمانے میں اہل عرب، عربی جاننے کی بناء پر قرآن کریم کے احکامات کو سمجھ سکتے تھے تاہم ایسے معاملات جہاں انہیں کسی قسم کا اشتباہ لاحق ہوتا تھا تو ان کا یہ طریقہ تھا کہ وہ ہمیشہ ایسے حالات میں راہنمائی کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی جانب رجوع کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن ہی نازل نہیں فرمایا

تھا بلکہ اس کے ساتھ اپنا رسول ﷺ بھی مبعوث فرمایا تھا جن کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ ان احکامات الٰہی کی زبانی اور عملی طور پر تشریح وتعبیر کریں۔

ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے سید مودودیؒ (1999 الف) رقمطراز ہیں کہ "فطرتاً اللہ نے عورتوں کو مردوں کے لیے سیر گاہ نہیں بنایا ہے، بلکہ ان دونوں کے درمیان کھیت اور کسان کا سا تعلق ہے۔ کھیت میں کسان محض تفریح کے لیے نہیں جاتا، بلکہ اس لیے جاتا ہے کہ اس سے پیداوار حاصل کرے۔ نسل انسانی کے کسان کو بھی انسانیت کی اس کھیتی میں اس لیے جانا چاہیے کہ وہ اس سے نسل کی پیداوار حاصل کرے"....مزید برآں ان آیات میں "مستقبل کی فکر کرو" کی تشریح یوں فرمائی کہ "جامع الفاظ ہیں جن سے دو مطلب نکلتے ہیں اور دونوں کی یکساں اہمیت ہے۔ ایک یہ کہ اپنی نسل برقرار رکھنے کی کوشش کرو تا کہ تمہارے لیے دنیا چھوڑنے سے پہلے تمہاری جگہ دوسرے کام کرنے والے پیدا ہوں۔ دوسرے یہ کہ جس آنے والی نسل کو تم اپنی جگہ چھوڑنے والے ہو، اس کو دین واخلاق اور آدمیت کے جوہروں سے آراستہ کرنے کی کوشش کرو۔"

یہاں اس امر کی جانب بھی اشارہ کرنا بہت ضروری ہے کہ اس قسم کے موضوعات پر گفتگو کا تعلق اس سنجیدہ، نہایت مہذب اور شائستہ اظہار بیان سے بھی ہے جو احادیث نبویہ ﷺ میں جنسیت سے متعلقہ مسائل کے لیے اختیار کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانے میں اس موضوع پر جس قدر بھی لٹریچر لکھا گیا ہے اور جس کی تعداد بلاشبہ کروڑوں صفحات سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے، نیز اگر اس میں عرب کے زمانہ جاہلیت کا لٹریچر (شاعری) کو بھی شامل کرلیا جائے تو یہ تعداد لامحدود ہو جاتی ہے۔ اس قسم کا تمام لٹریچر عریانی اور فحاشی سے بھرپور ہے۔ عربی شاعری میں ان موضوعات پر اس قدر فحش اشعار پائے جاتے ہیں جس کا مقابلہ شاید دنیا کی کسی دوسرے زبان کے لٹریچر سے نہیں کیا جاسکتا۔ عربوں کا ذوق شعری اسے بہت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا بھی کرتا تھا۔ عکاظ کے سالانہ میلے میں جہاں تمام عرب سے لوگ شرکت کے لیے آتے تھے اور شاعروں کو اس قسم کے عریاں اور فحش

اشعار پر بے تحاشہ داد دی جاتی تھی تاہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں، نہ صرف عربوں بلکہ بعد میں آنے والے طویل عرصے تک کا لٹریچر بھی (نظم ونثر) اس قسم کی عریانیت سے پاک رہا۔ ❶

درج بالا حدیث میں کس قدر بلیغ اور شستہ انداز میں یہ کہا گیا کہ ''گزشتہ شب میں نے اپنی سواری کو الٹ دیا''......اس کے یہ معنی ہیں کہ میں نے اپنی بیوی سے مقاربت، پشت کی جانب سے کی۔ اس طرز بیان کا مقابلہ زمانہ حال کی اصطلاح (DOGGY STYLE) سے کریں جسے زمانہ حال کے روشن خیال اور بہت زیادہ پڑھے لکھے ماہرین جنسیت نے وضع کیا ہے تو بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے کہ ان دونوں میں بعدالمشرقین ہے نہ صرف شائستگی اور دائرہ تہذیب کے لحاظ سے بلکہ ادبی حسن کے لحاظ سے بھی!

یہاں اس امر کی نشان دہی کرنی بھی ضروری ہے کہ اس قسم کے معاملات کو سمجھنے اور سمجھانے میں نہ صرف یہ کہ صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین نے کبھی کسی ہچکچاہٹ کا مظاہر کیا اور نہ ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امور کو نظر انداز کیا۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی تھے جن کے بعد کوئی دوسرا نبی راہنمائی کے لیے نہیں آنا تھا اس لیے اللہ کریم کا یہ انتہائی فضل وکرم تھا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی امت کی راہنمائی کے لیے کسی ایسے موضوع کو تشنہ نہیں چھوڑا کہ بعد میں آنے والی امت اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتی پھرے...... اس سے موجودہ زمانے میں مذہبی راہنماؤں کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ بھی امت مسلمہ بالخصوص نوجوان نسل کی راہنمائی کے لیے خاندان اور شادی بیاہ کے مسائل کو بیان کرنے میں کسی قسم کا تساہل نہ برتیں تاکہ امت کا کوئی فرد بھی لاعلمی کی بنا پر کسی گمراہی کا شکار نہ ہوجائے۔ ایسی حالت میں وہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ کو اس کا کیا جواز پیش کرسکیں گے؟

❶ اگرچہ موجودہ زمانے میں پورنوگرافک لٹریچر بالخصوص ویڈیو کیسٹس (اگر اسے بھی لٹریچر کی ایک صنف شمار کرلیا جائے) تو اس بارے میں ضرور بازی جیت گئی ہیں کہ جو کچھ شاعری میں تصور کی آنکھ سے دیکھا جاتا تھا وہ سب کچھ اب ان دو آنکھوں کے ذریعے فلم اور تصویری شکل میں دیکھا جاسکتا ہے!

دیکھئے قرآن کریم اہل کتاب سے مخاطب ہوتے ہوئے حاملان قرآن سے کیا کہہ رہا ہے۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (آل عمران 71:3)

''اے اہل کتاب کیوں، حق کو باطل کا رنگ چڑھا کر مشتبہ بناتے ہو؟ کیوں جانتے بوجھتے حق کو چھپاتے ہو؟''

☆۔زوجین کے درمیان مباشرت کی مختلف حالتوں کے بارے میں فقہاء کرام نے بہت ہی عمدہ اور دل نشین گفتگو کی ہے۔مسلم اہل علم نے قرآن حکیم کی مختلف آیات سے استشہاد کرتے ہوئے مختلف حالتوں کے جواز کو بیان کیا ہے۔(سورہ النساء 34:41، سورہ الاعراف 189:7، سورہ القیامہ: 37:75)۔ان اہل علم میں امت کے بہت سے گل ہائے سر سبد از قسم امام ابوحنیفہؒ (۱۵۰ھ)، امام بخاریؒ (۲۵۶ھ)، امام مسلمؒ (۲۶۱ھ)، امام ابو داؤدؒ (۲۷۵ھ) امام غزالیؒ (۵۰۵ھ)، ابن قدامہؒ (۶۳۰ھ) اور ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) جیسے لوگ شامل ہیں۔موجودہ زمانے میں مسلم اہل علم کا یہ فرض ہے کہ وہ ان حضرات کے علمی کاموں سے اس قسم کے موضوعات پر معلومات افادۂ عام کے لیے شائع کریں۔۔۔۔ اس موضوع پر گفتگو ختم کرتے ہوئے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ابن قدامہؒ (۶۲۰ھ) کے اس قول کو دیکھیں جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''ایک مسلمان شوہر کے لیے یہ ضروری ہے کہ مباشرت کے وقت وہ اپنی بیوی کے ساتھ بہت محبت اور احتیاط سے پیش آئے۔جب وہ اس سے تسکین اور لذت حاصل کرلے یعنی اس کو انزال ہوجائے تو اسے چاہیے کہ فوری طور پر اس سے علیحدگی اختیار نہ کرے حتی کہ وہ بھی اپنے شوہر سے مکمل طور پر لذت یاب ہوجائے''......اس سنہری ہدایت کے مضمرات کا اندازہ کرنے کے لیے ان بے شمار عوارض اور نفسیاتی پیچیدگیوں کی جانب اشارہ کرنا ضروری ہے جو موجودہ زمانے میں فرائیڈ اور اس قبیل کے دیگر سائنس دانوں نے اپنی تحریروں میں بیان کئے ہیں جس کا ادنی سا اندازہ شادی شدہ خواتین میں جنسی سردمہری کا

رویہ (FRIGIDITY)ہیسٹر یا(HYSTERIA) اور دیگر عوارض کی صورت میں بے شمار خواتین کو سامنا کرنا پڑتا ہے اور جسے جاہل اورتوہم پرست ''جن بھوت کے سایہ'' سے تعبیر کر کے اپنا الو سیدھا کرتے ہیں اور جس کی وجہ سے مسلم ممالک میں بے شمار گھرانے تباہ ہوجاتے ہیں۔

۵۔مباشرت سے متعلقہ چند دیگر مسائلِ طہارت

(الف) غسل جنابت: مغربی دنیا میں مباشرت اسقدر عام اور جلد از جلد کرنے والے والا عمل بن گیا ہے کہ وہاں اس کے نتیجے میں کپڑوں/ جسم پر لگنے والی غلاظت (POLLUTION) سے پاکی حاصل کرنے کا تصور بھی نہیں پایا جاتا۔ اس کے برعکس، عبدالوہاب بودہیبہ (ABDUL WAHAB BOUDHIBA; 1998) رقمطراز ہیں کہ ''اسلامی تعلیمات میں اس قسم کے بے شمار طریقوں کی وضاحت کی گئی ہے جس کا تعلق جسم اور کپڑوں کی پاکیزگی سے ہے اور یہ امر ایک عام آدمی کے لیے باعث حیرت بھی ہوسکتا ہے۔ پاکی/ طہارت ایک ایسی حالت کا نام ہے جسے حاصل کرنا ضروری ہے اور پاکی حاصل کرنے کے طریقے ایسے ہیں جنہیں عمل کے ذریعے سیکھا جاسکتا ہے اور جس کا مقصد ایک مسلمان کے لیے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات (FACE) کر سکے۔ اسلامی تعلیمات کے لحاظ سے یہ امور واجب/ فرض ہے کہ وہ مباشرت کے بعد غسل کرے (یادرہے کہ انگریزی زبان میں طہارت/ پاکیزگی کے لیے کوئی دوسرا متبادل لفظ نہیں پایا جاتا جو اس کی تمام تر کیفیات روحانی، جسمانی صفائی اور حسِ پاکیزگی کو بیان کر سکے) پاکیزگی کے حصول کے لیے متعدد احادیث ہیں (بلکہ احادیث/ فقہ کی اکثر کتب کا آغاز بھی ''کتاب الطہارت'' سے ہوتا ہے) جس سے اس کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ چند احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ فَرْجَهُ، وَتَوَضَّأَ لِلصَّلاَةِ. (بخاری: 288)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ "جب کبھی بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت جنابت میں سونا یا کچھ کھانا چاہتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پوشیدہ اعضاء کو دھولیا کرتے تھے اور نماز کے لیے وضو کرنے کی طرح، وضو کرلیا کرتے تھے۔"

☆...... جنابت کے بعد سونے سے قبل تیمم کر لینے کی بھی اجازت ہے (تیمم خاک آلودہ اشیاء پر ہاتھ مار کر ہاتھ/ منہ پر پھیر لینے کے عمل کو کہتے ہیں) یہ اجازت بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت پر مبنی ہے جس میں آنجنابہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب کبھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت جنب میں سونا چاہتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرلیا کرتے تھے اور تیمم بھی کر لیتے تھے۔ (بخاری:334)

☆...... ایک حدیث میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے، یہ روایت ہے کہ ایک شب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تمام ازواج کے ساتھ باری باری شب باشی کی اور ہر مرتبہ علیحدہ علیحدہ غسل بھی کیا۔ جب ابو رافع رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ ایک دفعہ ہی غسل کرلیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ "ہر مرتبہ غسل کرنا زیادہ پاک صاف اور فرحت انگیز ہے۔"

عَنْ أَبِي رَافِعٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هَذِهِ وَعِنْدَ هَذِهِ . قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلاَ تَجْعَلُهُ غُسْلاً وَاحِدًا قَالَ "هَذَا أَزْكَى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ" (ابوداؤد:219)

☆...... مغربی دنیا میں یہ امر کسی بھی شخص کے لیے باعث حیرت اور تعجب ہوسکتا ہے کہ مسلم فقہاء نے اس قسم کی حالتوں کے بعد غسل کرنے کے ایک خاص طریقے کی وضاحت کی ہے۔ اس امر پر ایک مسلمان دانشور نے بہت خوبصورت انداز میں تبصرہ کیا ہے کہ "پاکی کا حصول ایک مابعد الطبیعاتی امر ہے۔ دراصل یہ امر روح اور جسمانی قوت وطاقت کی خدمت کے تصور سے بھرپور ہے۔ حالت جنابت اسلامی تعلیمات کے لحاظ

سے بیک وقت مادی، جسمانی، نفسیاتی اور اخلاقی گندگی سے ہوتی ہے اور طہارت کے مختلف طریقوں کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ انسان اپنی اصل پاکیزہ حالت کی طرف لوٹ آئے‘‘
(ABDUL WAHAB BOUDHIBA 1998)

درج بالا مقاصد کے پیش نظر، اسلام میں بہت ہی تفصیل سے احکامات دیے گئے ہیں مثلاً پیشاب کرنے کے بعد (استبرا)، پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد (استنجاء) اور جنابت کی دونوں حالتوں (یعنی احتلام، غیر ارادی طور پر اخراج منی اور مباشرت میں انزال کا واقع ہوجانا) میں غسل کرنا۔ فقہائے کرام نے نہایت تفصیل کے ساتھ حیض کی مختلف حالتوں کے درمیان تمیز کی ہے جس میں طبعی اخراج خون (باقاعدہ ماہانہ ایام حالت حیض) اور غیر طبعی اخراج خون (کبھی کبھی خون کا آنا جسے استحاضہ کہتے ہیں) پس اس تمام بحث کو یوں سمیٹا جاسکتا ہے کہ ’’طہارت کا حصول ایک ایسا بہترین (METICULOUS) اور جامع (PRECISE) لیکن کس قدر پیچیدہ عمل ہے جو کسی حد تک وقت طلب اور مشکل امر (ARDUOUS) بھی ہے‘‘ (ABDUL WAHAB BOUDHIBA 1998) تاہم عملاً کرنے میں دقت نہیں۔

☆...... ایک مسلمان خاوند اور بیوی کے لیے اس امر کی اجازت ہے کہ وہ دونوں اکٹھے ایک جگہ غسل کرسکیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ’’میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ساتھ پانی کے ایک برتن سے ہی غسل کیا کرتے تھے جو ہمارے درمیان موجود ہوتا تھا۔ غسل کے دوران ہمارے ہاتھ اس برتن کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے تھے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی جلدی نہاتے تھے جبکہ میں انہیں کہتی تھی کہ ’’کچھ پانی میرے لیے بھی چھوڑ دیں، کچھ پانی میرے لیے بھی چھوڑ دیں‘‘

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ، صلى الله عليه وسلم مِنْ إِنَاءٍ - بَيْنِي وَبَيْنَهُ - وَاحِدٍ فَيُبَادِرُنِي حَتَّى أَقُولَ دَعْ لِي دَعْ لِي. قَالَتْ وَهُمَا جُنُبَانِ. (مسلم 321/d)

٦۔ جنسی انحرافات (SEXUAL PERVERSIONS) جنسی انحرافات سے مراد ایسے جنسی افعال ہیں جن کے نہ کرنے سے کوئی شخص جنسی حظ کی انتہائی منزل/ حالت (انزال ORGASM) تک نہیں پہنچ سکتا۔ ایسے شخص کو ہمیشہ صرف اسی ایک فعل کے کرنے سے ہی انزال ہوتا ہے۔ اس حالت میں مبتلا شخص کو لذت صرف ان اعمال کے عملاً کرنے یا تصوراتی (FANTICIES) طور پر ان کا خیال کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے جو کسی معاشرے میں معیوب سمجھے جاتے ہیں۔ تاہم یہ امر بھی باعث تعجب ہے کہ ایسے افعال/ جو کسی معاشرے میں معیوب سمجھے جاتے ہیں، ان کے بارے میں مغربی دنیا میں بہت اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔(DAVID J. DOEMANN,1999)۔ عبدالوہاب بودہبہ (1998) نے اس پر یہ تبصرہ کیا ہے کہ ''اسلام ایسے تمام افعال کا سختی کے ساتھ مخالف ہے جن کے ذریعے کوئی شخص جنسی لذت کا حصول کرتا ہے جو کہ غیر فطری ہیں اور جو دونوں صنفوں کے فطری وظیفے کے خلاف ہیں کیونکہ ان سے فطری تقاضوں کی بھی نفی ہوتی ہے کیونکہ ان کے ذریعے انسان غلط کاموں میں ملوث ہو جاتا ہے جو کائنات کی تخلیق کے تمام فطری اصولوں کے مخالف ہے۔ اس قسم کے فعل/ افعال کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی لعنت اس شخص پر بھی لازم ہو جاتی ہے جو مرد ہو کر عورتوں جیسے اعمال اختیار کرتا ہے اور جو عورت، مردوں جیسی ہیئت یا فعل سرانجام دیتی ہے۔ اس قسم کے تمام افعال میں خود لذتی کا حصول، جانوروں کے ساتھ جنسی فعل سرانجام دینا جیسے افعال شامل ہیں۔ بلاشبہ اس قسم کے تمام انحرافات دراصل اس جنس کی نفی کرتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے کسی فرد انسانی (عورت یا مرد) کو پیدا کیا ہے اور اس کے برعکس ایک مردانہ یا زنانہ ہیئت اختیار کرنا ہے۔ تمام جنسی انحرافات درحقیقت، فطرت (اللہ تعالیٰ کے خلاف ہیں) جنسی انحرافات کی متعدد اقسام میں نرگیت (NARCISIM)، مسلسل جنسی خواہش (NYMPHOMANIA) خود لذتی (MASTURBATION) اذیت پسندی (SADISM)، جانوروں کے ساتھ جنسی فعل سرانجام دینا (BESTELITY) اور مُردوں

کے ساتھ جنسی فعل کرنا (NECROPHILIA) وغیرہ شامل ہیں۔ یہ امر باعث دلچسپی ہوگا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان تمام اقسام کے انحرافات سے منع فرمایا ہے۔
(ABDUL WAHAB BOUDHIBA 1998)

(الف): جانوروں کے ساتھ جنسی فعل کرنا: (BESTALITY):

ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی جانوروں کے ساتھ جنسی فعل کرتا ہے، اسے اور جانور دونوں کو مار دو۔''

"مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فَاقْتُلُوهُ وَاقْتُلُوهَا مَعَهُ" (ابوداؤد: 4464)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ''اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ ایسے جانور کا گوشت کھایا جائے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ ایسے جانور کو کیوں مار دیا جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مبادا لوگ یہ کہنا شروع کر دیں کہ ''ارے یہ تو وہ جانور ہے، یہ تو وہ جانور ہے'' ......اس جگہ اس بات کی نشان دہی ضروری ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اس امر کے بارے میں کس قدر حساس تھے کہ انہوں ﷺ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ لوگوں میں اس کا چرچا ہو اور یوں یہ امر عام لوگوں میں شہوانی جذبات کی تحریک کا باعث بنے۔ اسلام فحاشی کے تمام کاموں کو سختی کے ساتھ دبا دینے کا حامی ہے تا کہ ایسے حالات برسر عام گفتگو کا موضوع نہ بنیں۔

ب) جنسِ مخالف کا لباس پہننے کی عادت (Transvestism) اللہ کے رسول ﷺ نے اس امر کی مخالفت فرمائی ہے کہ مرد عورتوں کا لباس پہنیں اور عورتیں، مردوں کا لباس پہن کر ایک دوسرے کے مشابہ شکل وصورت اختیار کریں۔ بخاری، ترمذی سنن احمد، دارمی اور ابو داؤد نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی شکل وصورت (لباس) اختیار کریں اور عورتیں جو مردوں کے مشابہ لباس/ طرز عمل اختیار کریں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ (ابوداؤد: 4098)

ایک مسلم فلاسفر رقمطراز ہیں کہ ''جنس مخالف کا لباس پہننا دراصل اپنی ذاتی جنس (Gender) کا انکار ہے اور یہ جنس مخالف کا کردار ادا کرنے کے مترادف ہے۔''

(ABDUL WAHAB BOUDHIBA 1998)

ج) مشت زنی (MASTUR BATION): ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ایسے لوگ جن کی جانب، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نظر اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں فرمائیں گے اور انہیں کہا جائے گا کہ جہنم کی آگ میں جلنے والوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ''......وہ ایسے لوگوں میں شمار ہوں گے۔

(بیہقی فی شعب الایمان 378/4)

☆......عمل قوم لوط میں ملوث فاعل اور مفعول

☆......وہ شخص جس نے جانوروں کے ساتھ بدفعلی کی ہو

☆......ایسا شخص جو کسی عورت اور اس کی لڑکی کے ساتھ بیک وقت شادی کرے

☆......ایسا شخص جو باقاعدگی سے مشت زنی کی عادت میں مبتلا ہو حتیٰ کہ وہ اس سے باز آجائے اور اپنی اصلاح کرے۔

☆......ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ" (جامع الترمذی: 1456)

یہاں اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ لوگوں کو بری عادات میں ملوث ہونے سے منع فرمانے میں اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے معتدل اور شستہ الفاظ کا استعمال فرمایا ہے کہ ''فاعل اور مفعول'' اور ''ایسا شخص جو اپنے ہاتھ کے ساتھ نکاح کرے''——اس پیرایہ بیان کے حسن و لطافت کو اس پس منظر میں دیکھنا چاہیے کہ ان تمام افعال کے لئے فی

الوقت دنیا کی تمام زبانوں میں بشمول عربی بے شمار ایسے عریاں اور فحش الفاظ مستعمل ہیں تا ہم اسلام کی اخلاقی حس اور معیار، اس قدر بلند اور اعلیٰ ہے کہ آپ ﷺ نے اس قسم کے کسی لفظ کو استعمال کرنے سے گریز فرمایا جو آپ ﷺ کے شایان شان نہیں تھا۔ مزید برآں، اس امر سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہے کہ جو لوگ اس قسم کے برے افعال میں ملوث ہیں ان کی مذمت ہی نہیں کی گئی بلکہ اسلام نے ایسے تمام لوگوں کے لیے عام معافی (GENERAL AMNESTY) کا بھی اعلان کر دیا جو توبہ کر کے اپنی اصلاح کرنا چاہئیں (سورہ الفرقان 69:25)

د) عمل قوم لوط (HOMOSEXUALITY): قرآن حکیم میں عمل قوم لوط کی ممانعت قریباً چھ سورتوں میں آئی ہے۔ (الاعراف 80:7، القمر 33:54 و دیگر)

جامع ترمذی: 1456 درج بالا حدیث میں بھی اس کی مذمت کی گئی ہے

اگر چہ اس قسم کے مجرموں کے لیے کوئی متعین سزا تجویز نہیں کی گئی ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں اس قسم کا کوئی کیس آپ ﷺ کے سامنے نہیں آیا۔ اسی طرح، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں فرمائیں گے جو کسی عورت کے ساتھ اس کے دبر (مقعد RECTUM) میں بدفعلی کرے، ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے متنبہ فرمایا کہ ”ایسا شخص جو کسی عورت سے اس کے حیض کے دوران مباشرت کرے یا اس کے دبر میں بدفعلی کرے یا وہ شخص جو نجومیوں/ فال نکالنے والوں کے پاس جاتا ہے اور ان کی باتوں پر یقین کرتا ہے، ایسا شخص اس اسلام پر یقین نہیں رکھتا جسے مجھ پر نازل کیا گیا ہے“ (مسلم: 107)

"مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم". (ترمذی: 135)

ایک مسلم اہل علم رقمطراز ہیں کہ ایک حدیث کے مطابق ”تین اقسام کے ہم جنس پرست لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اس کام کی طرف دیکھتا ہے، دوسرا وہ جو کسی کو

چھوتا(TOUCH) کرتا ہے اور تیسرا وہ جو اس فعل کا ارتکاب کرتا ہے''......اللہ کے رسول ﷺ نے ہر دو اصناف کی تکذیب کرنے والے یا دو جنسوں کے افراد کے درمیان فرق نہ کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے......روایات میں آتا ہے کہ چار اقسام کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔ ایسے(مرد) جو عورتوں کا لباس پہنیں، اور ایسی عورتیں جو مردوں کا لباس زیب تن کریں، وہ جو جانوروں کے ساتھ سوئیں(جنسی فعل کریں) اور وہ جو کسی دوسرے مرد کے ساتھ سوئیں یعنی لواطت کریں''......لواطت کرنے والوں کی سخت مذمت کی گئی ہے اور اس کو''زنا'' سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مزید یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کو سخت ترین سزا دی جائے گی جو اس عمل میں ملوث ہوتے ہیں۔''(ABDUL WAHAB BOUDHIBA 1998)

ر) عورتوں کے مابین ہم جنس پرستی(LESBIANISM): دو عورتوں کے درمیان مختلف اقسام کے جنسی افعال کے بارے میں حدیث میں آیا ہے جسے''سحاق'' کہتے ہیں اور جسے دو عورتوں کے زنا سے تعبیر کیا گیا ہے۔(طبرانی کبیر)

مسلم فقہاء کی یہ رائے ہے کہ''اگر دو عورتیں آپس میں ہم جنس پرستی میں ملوث ہوں، وہ دونوں زانیہ ہیں اور پس ان پر لعنت کرنی چاہیے(ابن قدامہ ۶۲۰ھ)۔ تاہم عبدالوہاب بودہبہ(1998) نے مختلف فقہاء جس میں امام رازیؒ، آلوسیؒ اور جصاصؒ جیسے اہل علم شامل ہیں کی رائے ہے کہ''عورتیں جو ہم جنس پرست ہوں(مساحقہ) کو بھی وہی سزا دی جانی چاہئے جیسی کہ جانوروں یا مردوں کے ساتھ جنسی عمل کرنے والوں کو دی جاتی ہے''

☆......ہم جنس پرستی کی دونوں حالتوں(مردوں اور عورتوں میں) کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لیے ایک حدیث جو مسلم، ترمذی اور مسند احمد میں مروی ہے کہ''دو مردوں کو ایک کمبل/لحاف میں اکٹھے نہیں سونا چاہیے۔''

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ "لاَ يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ

الرَّجُلِ وَلاَ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلاَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلاَ تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ". (مسلم:338\a)

شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۷۶ھ) نے اس امر کو مزید بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ ''دو مردوں اور دو عورتوں کو اکٹھے ایک بستر پر بھی نہیں سونا چاہیے'' اسی طرح ابو داؤد نے ایک حدیث میں روایت کیا ہے کہ دس سال کی عمر کے دو بچوں کو بھی ہدایت کی جائے کہ وہ علیحدہ بستر پر سوئیں''

" مُرُوا أَوْلاَدَكُمْ بِالصَّلاَةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ "

(سنن ابی داؤد:495)

ان گزارشات کو سمیٹنے سے قبل، یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احادیث کے علمی ذخیرے میں انسان کی جنسی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں بہت تفصیل کے ساتھ راہنمائی دی گئی ہے کہ اس کا کوئی پہلو تشنہ نہیں رہا، اس کی چند نمایاں خصوصیات یہ ہیں:

☆...... وہ راہنمائی جو زوجین کے درمیان بہت پرائیوٹ نوعیت کی ہے اسے بھی اس خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کے جنسی جذبات کو کوئی انگیخت نہیں ہوتی۔

☆...... اس راہنمائی کے بارے میں چند ایسے امور جنہیں کچھ لوگ بہت غیر اہم، غیر ضروری اور نا قابل اعتناء سمجھتے ہیں مثلاً وضو، غسل وغیرہ جو مباشرت کے بعد کرنے ضروری ہیں اور غیر مسلموں کی نظر میں جس کا انسانی زندگی پر کوئی محسوس اور نمایاں اثر نہیں دکھائی دیتا، کے بارے میں بھی احادیث میں راہنمائی دی گئی ہے۔ اسی طرح فقہی کتب میں بھی، احادیث کی راہنمائی میں، نہ صرف قرآنی احکامات پر تفصیلاً روشنی ڈالی گئی ہے بلکہ نہایت موزوں طریق پر ان معاملات کو اس قدر سہل اور سمجھ میں آنی والی زبان میں بیان کیا گیا ہے کہ کسی ایک فرد کے لیے بھی ان پر روزمرہ زندگی میں عمل پیرا ہونا کچھ بھی مشکل نہیں۔ یہ امر حدیث لٹریچر کا ایک ایسا انوکھا اور اچھوتا پہلو

ہے جس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی دنیا بھر کے مذاہب کی کتب میں نہیں ملتی کہ دنیا کے تمام خطوں میں کروڑوں مسلمان اپنی روزمرہ زندگی میں ان ہدایات پر عمل پیرا ہیں بغیر اس کے کہ انہیں کوئی وقت یا پریشانی لاحق ہو ان کے سمجھنے میں!

☆ ......اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے نہایت پرائیویٹ اور انفرادی جنسی امور کے بارے میں امت کے راہنمائی احادیث کی شکل میں اس طرح فرمائی ہے کہ اگر یہ معاملات بیان نہ کیے جاتے تو امت کو ان امور سے آگاہی حاصل نہ ہوسکتی۔ درحقیقت اس راہنمائی کے نہ ہونے سے الہامی ہدایت (قرآن اور حدیث کی شکل میں) نامکمل رہتی۔ نیز فقہی قوانین کی نہایت تفصیلی راہنمائی نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ اسلامی شریعت ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں کسی پہلو کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔

☆ ......مزید برآں، احادیث لٹریچر میں پائی جانے والی راہنمائی اس قدر جامع اور وسیع ہے کہ دنیا کے کسی مذہب میں اس قدر تفصیلی ہدایات کا وجود بھی نہیں پایا جاتا پس یہ اس حقیقت کی غماز بھی ہے کہ اس تمام تر راہنمائی کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت حاصل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے اس غیبی انتظام کی بھی تصدیق ہوتی ہے جو احادیث کی صداقت اور اس کے مستند ہونے کا بھی ایک ناقابل تردید ثبوت ہے اور وحی غیر متلو یا وحی خفی کی صورت میں آج ہمارے پاس موجود ہے!

❀❀❀

بابِ چہارم:

جنسی تعلیم: فقہی احکام کے تناظر میں

گزشتہ ابواب میں ہم نے انسان کی جنسی زندگی کے بارے میں قرآن وحدیث کی راہنمائی کا مختصر مطالعہ کیا ہے۔ وہ راہنمائی اس حد تک ختم نہیں ہوئی کیونکہ گزشتہ چودہ سالوں کے طویل دور میں ہزاروں اہل علم اور فقہائے کرام نے لاکھوں/ کروڑوں تفصیلی احکامات (فقہی قوانین) قرآن وحدیث سے اخذ کیے ہیں جو مختلف تفاسیر اور احادیث کی تشریحی کتب کے علاوہ فقہ کی مختلف کتب، جن کی تعداد بھی بلا مبالغہ ہزاروں سے تجاوز ہوگئی ہے، میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً تمام محدثین کرام وفقہاء نے اپنی کتب میں کتاب الطہارۃ (طہارت کا باب) بہت تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ان کتب میں مختلف ابواب، کتاب النکاح، کتاب الطلاق اور جنسی تعلیمات کے دیگر پہلوؤں پر مشتمل ابواب علیحدہ علیحدہ دیے گئے ہیں۔

جیسا کہ درج بالا سطور میں بتایا گیا ہے کہ فقہائے کرام نے اپنی کتب فقہ میں قرآن وحدیث سے راہنمائی لیتے ہوئے مختلف فقہی قوانین مرتب کیے ہیں جن کا تعلق زندگی کے تمام شعبوں بشمول جنسی زندگی سے بھی ہے۔ اس جگہ یہ ممکن نہیں کہ ان ہزاروں کتب فقہ کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تاہم چند اہم ترین کتب کے بارے میں مختصر معلومات درج کر رہے ہیں جو امت مسلمہ کی عملی راہ نمائی کے لیے مسلم اہل علم، مساجد کے آئمہ اور مفتی صاحبان کو علمی طور پر تیار کرنے کے لیے اسلامی مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔

چند کتب فقہ کا مختصر تعارف:

۱۔ قدوری: اس کتاب کے مصنف کا نام احمد، کنیت ابوالحسن اور قدوری، جائے

ولادت کی وجہ سے ہے۔فقہاء اور محدثین کی درجہ بندی کے لحاظ سے انہیں چوتھے درجے میں ایک بہت بڑے فقہیہ اور محدث کے طور پر جانا جاتا ہے۔ یہ ۳۶۲ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور اپنی تعلیم ایک بہت بڑے محدث اور فقیہہ رکن الاسلام ابو عبداللہ محمد (متوفی ۳۹۸ھ) سے حاصل کی جو خود بھی امام ابوبکر حصاص (ایک مشہور فقیہہ اور تفسیر احکام القرآن کے مصنف) کے شاگرد خاص تھے۔ بہت سے مشہور اہل علم از قسم خطیب بغدادی (مصنف تاریخ بغداد) ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔انہیں عراق میں امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کو رائج کرنے کا اولین اعزاز حاصل ہے۔ وہ ایک بہترین مقرر تھے اور متعدد کتب کے مصنف نیز ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔ امام قدوری کا انتقال ۴۲۸ھ میں ۶۶ سال کی عمر میں ہوا۔

وہ ایک کثیر التحریر صاحب علم تھے جنہوں نے متعدد کتب تصنیف کیں۔ ان کتب میں سے ایک عظیم الشان علمی کام قدوری کی تدوین ہے جسے امام ابوحنیفہؒ کے فقہی مکتب کی ایک بہترین کتاب سمجھا جاتا ہے۔ گزشتہ ایک ہزار سال سے ان کی کتاب کا ایک مختصر نسخہ اسلامی ملکوں کے مدراس عربیہ میں پڑھایا جارہا ہے اس میں ۱۲۰۰۰ کے قریب فتاوی ہیں جو زندگی کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کتاب کی علمی وجاہت اور قدرو قیمت کی بناء پر متعدد اہل علم نے اس کی مختصر اور تفصیلی شرحیں ترتیب دی ہیں جن کی تعداد ۲۴ کے لگ بھگ ہے۔اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے۔

۲۔ ہدایہ: ہدایہ نامی کتاب فقہ کی ایک بہت اہم کتاب ہے جسے ایک مشہور فقیہہ علی نامی نے مرتب کیا۔ ان کی کنیت ابو الحسن لیکن برہان الدین کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول سے جاملتا ہے۔ وہ ۵۱۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی تعلیم اپنے زمانے کے مشہور ترین اساتذہ سے حاصل کی۔ متعدد اہل علم نے ان کی کتاب پر مختصر اور تشریحی کتب مدون کی ہیں جو درجنوں جلدوں پر مشتمل ہیں۔ یہ کتاب بھی اردو میں ترجمہ ہو چکی ہے۔

۳۔ نورالایضاح: فقہ کی یہ کتاب حسن نامی عالم دین نے لکھی جو ۹۹۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد انہیں چھ سال کی عمر میں مصر لے گئے جہاں انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا اور مصر کے مشہور ترین اہل علم سے تعلیم حاصل کی۔ وہ اپنے دور کے ایک مشہور اور قابل ترین محدث اور فقیہہ مانے جاتے ہیں۔ وہ جامعہ الازہر میں درس وتدریس کا فریضہ سر انجام دیتے رہے۔ ان کا انتقال ۷۵ سال کی عمر میں ۱۰۶۹ ہجری میں ہوا۔ انہوں نے ۳۴ کتب لکھیں جن میں شاہکار کتاب نورالایضاح کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب گزشتہ تین چار صدیوں سے اسلامی مدارس میں پڑھائی جارہی ہے اور اردو میں ترجمہ شدہ ہے۔

۴۔ منتخب حصامی: فقہ کی اس مشہور ترین کتاب کے مصنف کا نام محمد ہے جن کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ وہ فرغانہ میں پیدا ہوئے۔ وہ فقہ اور دیگر متعدد علوم کے ایک بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی کتاب حنفی فقہی سکول کی ایک بہت مشہور اور مقبول عام کتاب مانی جاتی ہے۔ ان کا انتقال ۶۴۴ ہجری میں ہوا۔ متعدد اہل علم نے ان کی کتاب کی بہت سی مختصر اور تشریحی نوٹس لکھے ہیں۔

۵۔ فتاویٰ عالمگیر یا فتاویٰ ہندیہ: یہ کتاب مصر، ترکی اور شام کے ممالک میں فتاویٰ ہندیہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مغل شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کی فرمائش پر مرتبہ کردہ حنفی مکتب فقہ کی کتاب ہے۔ اس کتاب کی ترتیب وتدوین میں بے شمار اہل علم شریک رہے جن کا تعلق حنفی مکتب فکر سے تھا۔ اورنگزیب نے ۵۰۰ اہل علم جن میں سے ۳۰۰ کا تعلق برصغیر ہند و پاکستان سے تھا جبکہ ۱۰۰، ۱۰۰ اہل علم عراق اور حجاز (موجودہ سعودی عرب) سے دعوت دے کر بلائے تھے جن میں عالمگیر کے استاد ملا جیون بھی شامل تھے، کو اس کی تکمیل کا کام سونپا۔ یاد رہے کہ ملا جیون اپنے وقت کے ایک بڑے مفسر تھے جنہوں نے تفسیر احمدیہ کے نام سے تفسیر بھی لکھی ہے۔ فتاوی عالمگیری مختلف وجوہات کی بناء پر عالم اسلام میں ایک خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔

یہ کتاب تیس (۳۰) جلدوں پر مشتمل ایک ایسی وسیع کتاب الفقہ ہے جو مغل دور میں بالخصوص آخری دور سے لے کر اب تک اسلامی مدارس میں نہ صرف پڑھائی جاتی

رہی ہے بلکہ عدالتوں میں شرعی احکامات کے حوالے کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہے۔اس کتاب کی تدوین وترتیب میں شاہ عبدالرحیم دہلوی جیسے جید صاحب علم بھی شامل تھے جنہوں نے مدرسہ رحیمیہ کی بنیاد رکھی اور جو شاہ ولی اللہ دہلوی کے فرزند ارجمند تھے۔ یاد رہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی ہندوستان کے ایک بہت بڑے عالم دین تھے جنہوں نے اس برصغیر میں علم حدیث کی بنیاد رکھی۔ فتاویٰ عالمگیری کو حنفی مکتب فکر میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ نیز اس کتاب کو بیشتر اسلامی ممالک میں بھی پڑھایا جاتا ہے۔ تاہم وہاں اسے فتاویٰ ہندیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

درج بالا کتب کے علاوہ امام شافعیؒ (۱۵۰ تا ۲۰۱ھ) نے بھی ایک کتاب اسلامی اصول فقہ (PRINCIPLES OF ISLAMIC JURISPRUDENCE) پر ایک کتاب لکھی ہے جو اپنی نوعیت کی دنیا میں اولین کتاب ہے اور جس کی بناء پر اس علم کی بنیاد پڑی۔ مزید برآں، متعدد دیگر اہل علم نے بھی جن کا تعلق حنفی، مالکی اور شافعی اور اثناءعشری مکتب فکر سے تھا اپنے نقطہ نظر سے متعدد کتب تصنیف کیں جو مختلف اسلامی ملکوں میں نہ صرف پڑھائی جاتی ہیں بلکہ ان کے مطابق کروڑوں مسلمان اپنی روزمرہ زندگی میں ان کی روشنی میں عمل پیرا بھی ہیں۔ نیز حالیہ دور میں مختلف علمائے کرام نے آسان اردو زبان میں کتب فقہ کی تدوین کی ہے (علاوہ درج بالا کتب فقہ حنفی کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے) اس قسم کی کتب میں محمد یوسف اصلاحی (۲۰۰۰) کی کتاب ''آسان فقہ'' ہے جو عام مسلمانوں کی زندگی میں پیش آنے والے مسائل پر معلومات کی ایک کتاب ہے۔ اس کے علاوہ سعودی عرب میں اہل علم کے ایک بورڈ نے جس کی صدارت فقیہ اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے کی، ایک کتاب اردو میں شائع کی ہے۔ اس کتاب میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فقہی قوانین بیان کیے گئے ہیں جس میں جنسی زندگی کے بارے میں بھی راہ نمائی دی گئی ہے۔

فقہی قوانین کے تناظر میں جنسی تعلیم پر ایک عمومی تبصرہ: خلافت راشدہ کے

خاتمے تک، اسلامی حکومت کی حدود ایک وسیع علاقے جس میں روم اور ایران کی سلطنتیں بھی شامل تھیں، تک پھیل چکی تھیں۔ تاہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ کی شہادت کے بارے میں اختلافات کے نتیجے میں بہت سے فرقے وجود میں آ گئے جن کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہو گئے جو پہلے دو خلفائے راشدین کے دور میں نہیں پائے جاتے تھے۔ تابعین اور تبع تابعین نے اپنی حد تک بہت ممکن کوششیں کیں کہ ان مسائل سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ اس ضمن میں انہوں نے قرآن وحدیث، اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے راہنمائی حاصل کی تاہم جب انہیں اس میں سے کوئی راہنمائی نہ مل سکی تو پھر انہوں نے اپنی عقل وفہم سے (اسلامی تعلیمات کے وسیع ترین تناظر میں) کام لیتے ہوئے ان مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی۔ اس جگہ اتنی گنجائش نہیں کہ تبع تابعین اور دیگر اہل علم کی ان کوششوں کا جائزہ لیا جا سکے جو انہوں نے سرانجام دیں تاہم مختصراً یہ کہنا کافی ہے کہ اس دور میں ۴/۵، ایسے مکاتب فکر معرض وجود میں آئے جو اپنے قائدین کے اسم ہائے گرامی کی نسبت سے مشہور ہیں۔ ان میں امام ابو حنیفہؒ (۸۰-۱۵۰ھ)، امام مالک (پیدائش ۹۳ھ)، امام شافعی (پیدائش ۱۵۰ھ) اور امام احمد بن حنبل (پیدائش ۱۶۴ھ) شامل ہیں۔ اس کے علاوہ خانوادۂ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے، امام علی ابن حسین زین العابدین (۶۵۸ تا ۷۱۳) امام محمد بن الباقرؒ (۶۷۶ تا ۷۴۳) امام جعفرؒ الصادق (۷۰۳ تا ۷۶۵) امام موسیٰ الکاظمؒ (۷۴۵ تا ۷۹۹) امام علی الرضا (۷۶۵ تا ۸۱۸) اور امام حسن العسکریؒ (۷۴۶ تا ۸۷۴) اہم ترین ہیں۔

درج بالا رجال اعظم کے علاوہ ایک سنہری سلسلہ فقہائے کرام اور دیگر اہل علم کا بھی وجود میں آیا جنہوں نے فقہی قوانین کی تدوین کا وہ عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا جو آج تک جاری ہے اور جس کے ذریعے زمانۂ جدید کو درپیش مسائل کے حل کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ نیز دیگر اہل علم نے اسلام کے دیگر پہلوؤں پر مختلف علوم پر بہت اعلیٰ کتب کی تصنیف کی۔

یہاں اس امر کی جانب اشارہ کرنا ضروری ہے کہ ان فقہائے کرام نے زندگی کے

تمام مسائل کے حل کے لئے قوانین مدون فرمائے جن کے تنوع اور وسعت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا تعلق عبادات، طہارت، روزہ، نماز، زکوۃ، حج، خاندانی نظام، نکاح، طلاق وخلع، وراثت، تجارت ومعیشت، زراعت، جائیداد، وقف، قانون، معاشرت، قوانین صلح وجنگ جیسے اہم ترین پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ان موضوعات میں صرف ایک موضوع کی تفصیلات کو جاننے کے لیے طہارت کے صرف ایک پہلو یعنی استبراء (پیشاب کرنے کے بعد پاکی حاصل کرنے کے طریقے) کی تفصیل ہم فتاویٰ عالمگیری سے ذیل میں درج کررہے ہیں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فقہائے کرام نے کس دِقّتِ نظر سے زندگی کے مختلف پہلوؤں پر کس انداز میں سوچ بچار کی تھی۔ چونکہ جنسیت کا موضوع، بشمول اس کے مختلف متنوع پہلوؤں اور متعدد معاملات اور مسائل، کونظرانداز نہیں کیا جاسکتا تھا پس انہوں نے اس سے متعلقہ مسائل ازقسم نکاح، زوجین کے باہمی تعلقات، خاندانی معاملات، بچوں کی پرورش وغیرہ کے بارے میں بھی بالتفصیل گفتگو کی ہے۔مزید برآں، طہارت اور پاکیزگی کے معاملات جو مباشرت، حیض ونفاس، احتلام وغیرہ کے نتیجے میں واقع ہوتے ہیں، کے حل کے لیے وضو، غسل، تیمم وغیرہ کے بارے میں بھی تفصیلی قوانین مرتب کئے۔آج کا انسان، اس دقّتِ نظر اور ان تمام تر باریکیوں کو پڑھ کر حیران رہ جاتا ہے جو انہوں نے ان تمام امور کے بارے میں فقہی قوانین مرتب کرتے وقت سرانجام دیں۔ان فقہی قوانین کے بارے میں یہ امر بھی بہت حیرت انگیز ہے کہ فقہائے کرام کے مدون ومرتب کردہ ان تمام تر تصریحات پر اس امت کے تمام طبقے اپنے اپنے دائرے اور زندگیوں میں بہت سختی کے ساتھ عمل پیرا بھی رہے گویا یہ قوانین بنتے ہی عام مسلمانوں کی زندگیوں میں جاری وساری بھی ہوگئے جن پر کروڑوں انسان آج بھی عمل پیرا ہیں اور خوشگوار ترین امر یہ کہ اس کے لیے کسی قسم کے خارجی دباؤ نگرانی (ازقسم پولیس یا کوئی دوسرا ادارہ) کی بھی ضرورت نہیں ہوئی۔ ان کا ذہنی اطمینان اور ضمیر ہی ان کے اعمال کا بہترین نگران ہے!

ان فقہی قوانین کی اہمیت کا اندازہ فتاویٰ عالمگیری میں دی گئی ان تفصیلات سے لگایا جاسکتا ہے جو اس کتاب میں طہارت کے باب میں استبراء کے بارے میں دی گئی ہیں جس کا ذکر ذیل کی سطور میں کیا جار ہا ہے(,ABDUL WAHAB BOUDHIBA 1998)

''جو شخص پیشاب کرنے کے بعد پاکی حاصل کرنا چاہتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ اپنے آلۂ تناسل (PENIS) کو بائیں ہاتھ سے پکڑے اور اسے متعدد مرتبہ کسی دیوار یا پتھر/مٹی کے ڈھیلے کے ساتھ رگڑے''...... یاد رہے کہ'' آلۂ تناسل کو دائیں ہاتھ سے نہیں پکڑنا چاہیے یا پتھر/ ڈھیلے کو دائیں ہاتھ یا آلۂ تناسل کو دائیں ہاتھ اور پتھر/ ڈھیلے کو بائیں ہاتھ سے نہیں پکڑنا چاہیے''......'' تاہم اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو، تو پھر اسے چاہیے کہ مٹی کا ایک بڑا خشک ڈھیلا اپنی دونوں ایڑھیوں کے درمیان مضبوطی سے پکڑے اور اس پر آلۂ تناسل کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر رگڑے۔ اگر ایسا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو پھر پتھر/مٹی کا ڈھیلہ اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑے تاہم بغیر اسے ہلائے......اس طریق پر استبراء کا عمل جاری رکھا جائے تا آنکہ اسے یقین ہوجائے کہ پیشاب کی نالی میں کوئی قطرۂ پیشاب باقی نہیں رہ گیا''——''چند فقہاء کا خیال ہے کہ استبراء کو مکمل طور پر کرنے کے لیے چند قدم چلنا ضروری ہے(تا کہ پیشاب کی نالی سے تمام قطرے بآسانی خارج ہوجائیں) جبکہ چند دوسرے فقہاء کی یہ رائے ہے کہ انسان کو چاہیے کہ زمین پر زور سے ایک پیر کو مارے یا زور سے کھانسے یا اپنے دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں کے گرد لپیٹے اور اس طرح اٹھنے بیٹھنے کی کوشش کرے۔ دراصل یہ عمل، مختلف افراد مختلف طریقوں سے جاری رکھ سکتے ہیں لیکن اس میں اہم ترین ہدایت یہ ہے کہ استبراء کا عمل اس وقت تک جاری رکھا جائے حتیٰ کہ اس امر کا مکمل یقین ہوجائے کہ پیشاب کی نالی(نائیزہURETHRAL CANAL) مکمل طور پر خالی ہوگئی ہے اور اس میں کوئی قطرۂ پیشاب باقی نہیں رہا''......

اسی طرح، اس کتاب میں استنجاء کرنے (پاخانہ کرنے کے بعد طہارت حاصل کرنا)

کی تفصیلات درج ہیں جو پانی کی مدد سے کی جاتی ہے۔ یہاں ایک شخص کے لیے اس امر کا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں کہ جسم کو ہر دو ناپاک اشیاء سے پاک کرنا (طہارت) کے طریقوں کی وضاحت کس قدر جامع اور مکمل انداز میں کی گئی ہے جو اس امر کا ثبوت ہے کہ ''طہارت کا حصول ایک جامع لیکن کسی قدر پیچیدہ اور بعض اوقات ایک مشکل مرحلہ ہے'' (ABDUL WAHAB BOUDHIBA, 1998) تاہم یہاں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کسی شخص کو بھی، استبراء یا استنجا کرنے کے کسی قدر مشکل عمل سے گھبرانے یا ڈرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی غیر مسلم بالخصوص یورپ اور امریکہ میں رہنے والوں کے لیے یہ معاملہ کسی حد تک حیرت کا باعث ہوسکتا ہے (کہ ان اعمال کے نتیجے میں کس قدر صفائی/ پاکی حیض اور طہارت کا خیال رکھا جاتا ہے) مسلمان لڑکے اور لڑکیاں جو حصول تعلیم کے لیے ان ممالک میں جاتے ہیں، سے بالعموم یہ سوال حیرت کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ آخر جنسی اختلاط (مباشرت) کے بعد نہانے کی کیا ضرورت ہے یا ایام/حیض کے بعد یا مشت زنی کرنے پر کیوں کر نہایا جائے؟...... چونکہ مغربی ممالک میں آزادانہ جنسی اعمال کی وجہ سے (جو اکثر وبیشتر کلاس رومز، لیبارٹریوں، دفاتر حتیٰ کہ باغ میں بھی روبہ عمل آتا ہے) وہاں کی نوجوان نسل یا عام لوگ اسقدر لاپرواہ اور صفائی کے اصولوں سے بے بہرہ ہیں کہ انہیں ان الہامی ہدایات پر اچھنبا ہوتا ہے جو ہمارے لیے کسی حیرت کا باعث نہیں ہوتے تاہم ان لوگوں کو اس امر کی جانب توجہ دلانے کی ضرورت ہے کہ اسلام میں انسانی صحت وتندرستی کے قیام کے لیے صفائی و پاکیزگی اس قدر اہمیت رکھتی ہے کہ اس قسم کے تمام جنسی افعال واعمال نیز انسانی احتیاجات (پیشاب وغیرہ) کے بعد پاکیزگی حاصل کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی مسلمان (مرد یا عورت) روزانہ پانچ مرتبہ نماز بھی ادا نہیں کرسکتا اور نہ ہی وہ اس حالت ناپاکی میں قرآن پاک کو پڑھنے کی خاطر چھوسکتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس بات کی وضاحت کرنی بھی ضروری ہے کہ جب کوئی شخص ان افعال (وضو، غسل وغیرہ) کا عادی ہوجاتا ہے تو پھر

اسے ان کے کرنے میں کسی قسم کی کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی اور وہ ان تمام اعمال کو بآسانی کرسکتا ہے۔ مزید برآں، جسم انسانی کی صفائی اور طہارت حاصل کرنے کے بعد ایک انسان کو جس قدر فرحت وانبساط حاصل ہوتا ہے اس کا اندازہ صرف وہ لوگ ہی کرسکتے ہیں جن کی حسِ پاکیزگی وصفائی، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی کرنے کے معاملے میں بہت نازک ہوتی ہے۔

فتاوئے عالمگیری پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ایک غیر متعصب شخص اس امر کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ مسلمان فقہاء نے جو خدمات سرانجام دی ہیں، ان کی نوعیت اس قدر علمی اور اعلیٰ معیار کی ہے کہ موجودہ زمانے میں قانون دان اور قانون ساز اسمبلیاں اس قدر جامع قانون سازی کرنے سے نہ صرف قاصر ہیں بلکہ وہ اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

ان گزارشات کو ختم کرنے سے پہلے یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ایک سوال کا جواب دیا جائے جو بالعموم مسلمان نوجوان نسل کے ذہن میں آتا ہے اور دیگر لوگ بھی یہ پوچھ سکتے ہیں کہ آخر مسلمان فقہاء قرآن وحدیث کے احکامات سے ہزارہا فقہی قوانین کا کس طرح استنباط کیا کرتے تھے؟ اس ضمن میں ایک تاریخی واقعے سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے قرآن وحدیث سے ۸۶،۰۰۰ فقہی قوانین کا استنباط کیا۔ تاہم ان کے شاگردوں نے مزید ایک لاکھ قوانین کا استنباط کیا۔ اس طرح یہ قریباً دو لاکھ فقہی قوانین ہیں جو قرآن وحدیث سے زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں اخذ کئے گئے۔ ❶ جس پر امت مسلمہ کا ایک بہت بڑا طبقہ دنیا کے مختلف خطوں/ممالک میں اپنی نجی، انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عمل پیرا بھی ہے۔

اس جگہ اس امر کا اظہار درج بالا صفحات میں کیا جاچکا ہے کہ امت مسلمہ کی تاریخ

---

❶ اس موضوع پر مزید معلومات کے لیے دیکھیے ''تفسیر وحدیث کا ارتقاء: گزشتہ چودہ صدیوں میں'' (۲۰۱۲) از ڈاکٹر محمد آفتاب خان وڈاکٹر مولانا عبدالحکیم اکبری)

میں ایک سنہرا سلسلہ اہل علم اور فقہائے کرام کا موجود رہا ہے جنہوں نے ان تمام قوانین کو مرتب فرمایا۔ موجودہ کتاب کے صفحات اور وقت اس امر کا متحمل نہیں کہ ان تمام فقہائے کرام اور اہل علم کی ان کاوشوں کا کسی قدر تفصیل سے تذکرہ کیا جائے تاہم ان میں سے چند اہل علم کے منتخب امور جن کا تعلق جنسی تعلیم کے موضوع سے ہے، کے بارے میں نہایت اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔ اس قسم کے تمام علمی مواد کا اگرچہ وہ کسی ایک فقیہہ سے متعلق ہی کیوں نہ ہو، کا احاطہ کرنے کے لیے تو کثیر تعداد میں کتب کی ضرورت ہوگی تاہم عربی لٹریچر اور خاص کر فقہ کے طالب علم حضرات کے لیے یہ ایک بہت عمدہ اوراہم موضوع تفصیلی تحقیق کا بن سکتا ہے

جنسیت کے مختلف پہلوؤں پر فقہائے کرام کے خیالات پر ایک طائرانہ جائزہ:

امام باقرؒ (۶۷۶۔ ۷۴۳): نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں جب میں کسی مسلمان کے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتا ہوں تو اسے ایک ایسا دل دیتا ہوں جو میرے تابع (HUMBLE) ہوتا ہے، ایک ایسی زبان دیتا ہوں جو میری تعریف میں رطب اللسان رہتی ہو اور ایک جسم دیتا ہوں جو دنیاوی تکالیف/ مصائب کو برداشت کرنے والا ہو اور ایک مسلمان بیوی دیتا ہوں جو اس کے لیے راحت والفت کا باعث ہوتی ہے جب وہ اس کی جانب دیکھتا ہے اور وہ اس کی عزت وآبرو اور اس کے مال کی حفاظت کرتی ہے اس کی غیر حاضری میں'' (وصائل جلد ۴ / ۲۳ بحوالہ رضوی ۱۹۹۴)

☆...... اس ضمن میں رضوی (1993) نے لکھا کہ ''امام حضرات نے ایک ایسی بیوی کی تعریف کی ہے جو اپنی شرم وحیا کو (وقتی طور پر) چھوڑ دیتی ہے جب وہ اپنے خاوند کے ساتھ ہو۔ ایک حدیث جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کے مطابق عورتوں کو جنسی خواہش دس میں سے نو حصے دی گئی ہے لیکن ساتھ ہی شرم وحیا سے اسی قدر حصہ دیا گیا ہے۔ اس

میں بظاہر ایک تناقض محسوس ہوتا ہے لیکن ایسا نہیں......دونوں چیزیں (جنسیت اور شرم وحیا) مخصوص مقاصد کے لیے دی گئی ہیں۔ جنسی خواہش کا اظہار (UNLEACHED) ہاں اظہار (UNLEACHED) ہونا چاہیے جب وہ اپنے خاوند کے ساتھ (جنسی عمل میں شامل ہو) لیکن اپنی جنسیت کو شرم وحیا کے ساتھ چھپا لینا چاہیے جب وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ ہو (یعنی عام گھریلوں زندگی بسر کررہی ہو)......اس امر کی مزید وضاحت امام محمد باقرؑ نے بہت خوبی کے ساتھ کی ہے ''جو اپنی شرم وحیا کو (وقتی طور پر) چھوڑ دیتی ہے جب وہ اپنے خاند کے ساتھ مباشرت کرنے کے لیے لباس اتار رہی ہو اور شرم وحیا کو اختیار کر لیتی ہے جب وہ دوبارہ اپنا لباس پہن لے''

۲۔ امام جعفر الصادقؑ (۷۰۳ تا ۷۶۵): امام جعفر صادقؑ کے بقول رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے آدمی ظالم ہوتے ہیں......ایک ایسا آدمی جو اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرتا ہے، بغیر اس کے ساتھ دل لگی، چھیڑ چھاڑ کئے یعنی جنسی طور پر اسے تیار کئے بغیر'' (وصائل جلد ۴: ۴۰) ایک دوسری حدیث میں اسے جانوروں کے ساتھ ملائی (MATING) کے برابر قرار دیا ہے اس مباشرت کو جو اپنی بیوی کے ساتھ کی جائے اس کو جنسی طور پر برانگیختہ کئے بغیر''----''جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرے، تب اسے یہ عمل درندوں کی طرح نہیں کرنا چاہیے۔ اس کی بجائے اسے چاہیے کہ وہ یہ عمل آہستہ آہستہ اور بتدریج کرے'' (وصائل ۱۴: ۸۲) اسی طرح، امام جعفر الصادقؑ روایت کرتے ہیں کہ ''زوجین کے درمیان باہمی پیار محبت کے بول بولنے چاہئیں (MUTUAL FORE-PLAY) کیونکہ یہ جنسی عمل کے لیے بہتر ہوتا ہے (وصائل ۱۴: ۸۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا ہر قسم کا کھیل ایک فضول کام ہے سوائے تین حالتوں کے: گھڑ سواری کرنا، نیزہ بازی کرنا، تیر اندازی (ARCHERY) اور اپنی بیوی کے ساتھ محبت سے کھیلنا'' یہ ایک حق ہے'' (شیخ محمد بن الحسن الحرطی وصائل جلد ۴: ۸۳)

☆......امام جعفر الصادقؒ کے بقول ''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو تجرد کی زندگی بسر کرنے سے منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے خاوندوں سے دور رہیں'' (وصائل ۱۴:۱۱۷) عبدالصمد بن بشر کا قول ہے کہ ایک عورت امام جعفر الصادقؒ کے پاس آئی اور کہا کہ ''خدا آپ پر رحمت نازل کرے، میں تجرد کی زندگی بسر کرنے والی عورت ہوں۔'' امامؒ نے پوچھا ''تمہارا تجرد سے رہنے کا کیا مطلب ہے؟'' عورت نے جواب دیا کہ ''مجرد رہنے سے میرا مقصد ہے کہ میں اس طرح اپنے اللہ کی خوشنودی چاہتی ہوں'' ---- امامؒ نے کہا ''یہاں سے چلی جاؤ۔ اگر مجرد رہنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب (خوشنودی) حاصل ہوتی تو پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا تم سے بہت زیادہ اس کی مستحق تھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے زیادہ کوئی دوسرا خوشنودی حاصل کرنے کا اہل نہیں'' (وصائل جلد ۴:۱۱۷۔۱۱۸ بحوالہ رضوی ۱۹۹۳)

۳۔ امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ: کسی نے امام موسیٰ کاظمؒ سے پوچھا کہ ''کیا کوئی شخص اپنی بیوی کی شرمگاہ (VAGINA) کا بوسہ لے سکتا ہے؟ امام نے جواب دیا ''کوئی حرج نہیں'' (وصائل ۱۴: ۷۷) تاہم ایک پابندی کے ساتھ، انہوں نے مزید فرمایا کہ جو پابندی میں کسی دوسری چیز کے بارے میں لگا رہا ہوں اس کی وجہ ایک حدیث ہے۔'' عبید اللہ بن زرارہ نے کہا کہ اس کا ایک ہمسایہ بوڑھا آدمی تھا جس کی ایک نوجوان لونڈی تھی۔ اپنے بڑھاپے کی بنا پر وہ آدمی اس نوجوان لونڈی کے جنسی جذبات کی تسکین نہیں کر پاتا تھا۔ ایسی حالت میں وہ لونڈی اسے کہا کرتی تھی کہ وہ اپنی انگلی اس کی شرم گاہ میں داخل کر دے کیونکہ اس طرح اس کی جنسی تسکین ہو جاتی تھی۔ اگرچہ بوڑھا آدمی ایسا کر دیا کرتا تھا تاہم اسے ایسا کرنا اچھا نہیں لگتا تھا۔ پس اس نے عبید اللہ سے درخواست کی کہ وہ امام علی الرضاؒ سے اس کے بارے میں معلوم کرے۔ جب عبید اللہ نے امام سے اس بارے میں پوچھا تو امام نے جواب دیا کہ ''اس میں کوئی امر مانع نہیں جب تک کہ وہ اپنے جسم کا کوئی حصہ ہی اس کے اندر داخل کرتا ہے لیکن اسے اپنے جسمانی حصے کے علاوہ کوئی اور چیز اس

کی شرمگاہ میں داخل نہیں کرنی چاہیے‘ (وصائل ۱۴) ــــ اس سے اس امر کی ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے جو مغرب میں عورتیں اپنی جنسی تسکین کے لیے متعدد اشیاء از قسم کھیرا، کیلا یا مصنوعی آلۂ تناسل یا پیشاب گاہ میں داخل ہونے والا وائبریٹر (VIBRATOR) اکثر استعمال کرتی ہیں۔

۴۔ امام غزالی (۵۰۵ھ): امام غزالی کی مشہور زمانہ کتاب ''علوم احیائے دین'' میں مسلمانوں کی جنسی زندگی کے بارے میں بہت سی معلومات درج ہیں جس میں چند ایک ذیل میں درج کی جا رہی ہیں۔

☆......زوجین کے درمیان جنسی تعلقات (مباشرت) کے بارے میں بھی جو اخلاقی ہدایت ملتی ہے، اس کے لیے غزالیؒ کے یہ الفاظ جو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی جانب منسوب کیے ہیں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص بھی اپنی بیوی پر اس طرح نہ جھپٹے جس طرح ایک نر جانور اچانک اپنی مادہ جانور پر لپکتا ہے۔ زوجین کے درمیان ''پیغام بروں/ پیام رسانوں'' کا تبادلہ ہونا چاہیے'' ــــ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ پیغامبر/ پیام رساں سے کیا مراد ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بوس و کنار اور محبت آمیز بات چیت''!

☆......امام غزالیؒ نے ایک اور حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ ''کسی شخص کو اپنی بیوی یا لونڈی کے ساتھ اچانک مباشرت نہیں کرنی چاہیے جب تک کہ اس کے ساتھ (محبت آمیز باتیں) کر کے اسے مائل نہ کر لیا جائے۔ کیونکہ ایسی صورت میں مرد کو تو حظ حاصل ہو جاتا ہے جبکہ وہ (بیوی/ لونڈی) جنسی لذت کی انتہاء حاصل نہیں کر پاتی''!

☆......ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بہت قریبی رشتے داروں سے شادی کرنے کی ممانعت فرمائی ہے کہ اس طرح کمزور اور ناتواں بچے پیدا ہوتے ہیں (الطبرانی)۔ امام غزالیؒ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ ایک شخص کسی

ایسی عورت کے ساتھ زیادہ محبت کا اظہار کرتا ہے جسے اس نے پہلے نہ دیکھا ہو یعنی رشتے دار نہ ہو اور چونکہ خاندان میں قریبی رشتے دار عورتوں کو بالعموم انسان دیکھتا رہتا ہے تو ان کے ساتھ اس کو دلچسپی (کسی حد تک) کم ہوتی ہے۔ اس کے برعکس، ایک انسان کے جنسی جذبات بہت زیادہ برانگیختہ ہو جاتے ہیں ایک ایسی عورت کے لیے جسے اس نے پہلے نہ دیکھا ہو۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے ایک عرب قبیلے (بنو الصائب) کے لوگوں کو دیکھا جو بہت ناتواں اور کمزور جسموں والے تھے کیونکہ ان کے ہاں اپنے قبیلے کی قریبی رشتے دار عورتوں کے ساتھ ہی شادی کرنے کا رواج تھا۔ آپ ﷺ نے کہا کہ انہیں چاہیے کہ وہ غیر قبیلے (جو رشتے دار نہ ہوں) کے ہاں شادی بیاہ کیا کریں'' ـــــ اس حقیقت پر موجودہ سائنس (جینیات GENETICS) یعنی علم وراثت کے حقائق سے بھی روشنی پڑتی ہے۔ تجربات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ قریب ترین رشتے داروں کے درمیان شادی/ بیاہ کرنے سے اولاد میں اس قسم کے حیاتیاتی اجزا (GENES) ماں اور باپ دونوں کی جانب سے اکٹھے ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے ان میں قوت و طاقت (VIGOR) میں کمی واقع ہو جاتی ہے، ان کی جسمانی حالت کمزور (PHYSICAL WEAKNESS) ہو جاتی ہے اور ان کی تولیدی صلاحیت (REPRODUCTIVE ABILITY) بھی کم ہو جاتی ہے۔

☆...... امام غزالیؒ کے نزدیک خوبصورت (چہرے والی) عورت شادی کے لیے ایک خصوصی اہمیت کی حامل ہوتی ہے کیونکہ اس طرح زوجین کے درمیان نباہ بہت خوشگوار طریق پر ہوتا ہے جس کی بناء پر ازدواجی زندگی زیادہ دیر تک محبت و مودت کے ساتھ جاری رہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ''ایک خوبصورت چہرے والی عورت کی خواہش فطری ہے۔ اس کی وجہ سے مرد کو اپنے جنسی جذبات پر قابو پانے میں مدد ملتی ہے (وہ کسی دوسری عورت کی جانب راغب نہیں ہوتا) کیونکہ فطری طور پر مرد کسی ایسی عورت سے بہت زیادہ دیر تک نباہ نہیں کر سکتا جو بدصورت ہو۔ پس کسی شخص کو جب اس امر کا خدشہ ہو کہ وہ اسلامی

تعلیمات کے مطابق زندگی نہیں بسر کر سکے گا تو ایسے مرد کو چاہیے کہ وہ شادی کے لیے کسی خوبصورت عورت کی تلاش کرے کیونکہ خوبصورت عورت کے ساتھ وہ زیادہ محبت کے ساتھ رہ کر اپنے جنسی جذبات کے بھرپور تسکین کے ذریعے دینی تعلیمات پر عمل کر سکے گا۔

☆......امام غزالیؒ نے اپنی بیویوں کے ساتھ مباشرت کرنے کے لیے چار دن کا وقفہ کرنے کا مشورہ بھی دیا ہے۔ انہوں نے مزید اس امر کی جانب بھی اشارہ کیا ہے کہ ایک خاوند، اپنی بیوی کو بھی جنسی جذبات کے برے پہلوؤں جس میں جنسی بھوک (SEXUAL DEPRIVATION) شامل ہے، سے بچانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ چونکہ عورت ذات میں فطری طور پر شرم وحیا کے جذبات زیادہ ہوتے ہیں، اس لئے اس امر کا امکان ہے کہ باوجود خواہش جنسی کے وہ اپنے خاوند سے اس کا اظہار نہ کر سکے۔ اس لئے خاوند کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ خود بڑھ کر پیش قدمی کرے اور اپنی بیوی کی جنسی خواہش کی فطری ضرورت کی تسکین کا اہتمام کرے۔ تاہم انہوں نے اس امر سے متنبہ بھی کیا ہے کہ کسی شخص کو لذت جنسی کے حصول میں اس قدر محو و مشغول بھی نہیں ہو جانا چاہیے کہ دینی و دنیوی امور از قسم روزی کا حصول، خاندانی دیکھ بھال اور معاشرے کی بھلائی نیز دین کی تبلیغ جیسے امور پس پشت چلے جائیں۔ زمانۂ حال میں مولانا اشرف علی تھانویؒ (1923) نے بھی اس مسئلے پر گفتگو فرماتے ہوئے، انہی خطوط کی نشان دہی کی ہے۔

۵۔ ابن قدامہ (۶۲۱ھ): ابن قدامہ کے حوالے سے درج ذیل روایات بہت اہم ہیں:

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ''ایک خاوند کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ جنسی تعلقات کے وقت بہت احتیاط اور محبت سے پیش آئے۔ جب انزال ہونے پر وہ اپنی تسکین کر لے تو اسے فوری طور پر بیوی سے علیحدہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کے ساتھ چمٹا رہے حتی کہ وہ بھی جنسی حظ کی انتہاء (ORGASM) حاصل کر لے۔

☆...... ابن قدامہؒ نے اس رائے کا بھی اظہار کیا ہے کہ ایک خاوند کو اپنی بیوی کیساتھ مباشرت جمعہ کی رات کو کرنی چاہیے تا کہ وہ جمعہ کے روز غسل کرلے۔ امام احمد اور دیگر تابعین کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ شب باشی کے بعد صبح کو غسل کیا کرتے تھے۔ (ابن حجر عسقلانیؒ ۸۵۲ھ)

جسم کے غیر ضروری بالوں کی صفائی: جسمانی دھڑ کے نچلے حصے بالخصوص جنسی اعضاء اور بغلوں سے غیر ضروری بالوں کی صفائی کا عمل ایک سنت ہے جو عام جسمانی صفائی اور صحت کے قیام کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس سنت پر عمل کرنا مرد و زن دونوں کے لیے ضروری ہے۔ جسم کے ان حصوں پر بالوں کی موجودگی ایک غیر ضروری غیر فطری ہے۔ ان بالوں کو چالیس دن سے زاید ہونے پر صاف نہ کرنا مکروہ عمل ہے۔ ان بالوں کی صفائی کے لیے وہ تمام تر جائز اور مناسب طریقے، مرد وزن استعمال کر سکتے ہیں جو رائج الوقت ہیں۔ ماضی میں مسلمان اس مقصد کے لیے چونا یا دیگر بال صاف کرنے والی اشیاء کا استعمال کیا کرتے تھے۔ پس آج کے دور میں اس مقصد کے لیے لوشن، کریم عورتوں کے لیے اور مردوں کے لیے ریزر بلیڈ سے صفائی کرنی چاہیے۔

فقہائے کرام نے جسمانی صحت وصفائی کے نقطہ نظر سے اس موضوع پر بہت عمدہ اور تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اس میں زوجین کے لیے حصولِ لذت اور نفاست کا بہت خیال رکھا گیا ہے۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے زیریں جسم کے بالوں کو کسی بلیڈ کے ذریعے سے بھی صاف کیا جاسکتا ہے یا انہیں نوچ کر جڑ سے نکالا جاسکتا ہے یا کسی ایسی چیز سے (از قسم چونا) کی مدد سے بھی صاف کیا جاسکتا ہے (ابن حجر عسقلانیؒ)

۶۔ امام نوویؒ: امام نوویؒ ساتویں صدی ہجری کے ایک مشہور فقیہہ ہیں۔ انہوں نے مردوں کے لیے بالوں کی صفائی کے لیے ریزر سے صفائی (شیو کرنے) اور عورتوں کے لیے بالوں کو نوچنے کے عمل سے دور کرنے کی سفارش کی ہے۔ تاہم، متعدد دیگر فقہاء نے عورتوں کے لیے بال نوچنے پر اعتراض کیا ہے۔ ان کی رائے میں اس طرح کرنا ایک

تکلیف دہ عمل ہے۔ نیز اس طرح کرنے سے عورت کا مخصوص عضو، نرم اور ڈھیلا پڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے مرد کو مباشرت سے کم لذت حاصل ہوتی ہے (ابن قدامہؒ ۶۴۰ھ) جبکہ میڈیکل ماہرین کی بھی یہی رائے ہے۔ تاہم امام ابن اعرابیؒ مالکی (۵۴۲ھ) کی یہ رائے ہے کہ اگر عورت جوان ہے تو پھر بالوں کو نوچ کر صاف کرنا بہتر ہے کہ اسی طرح کرنے سے جسم کا یہ حصہ (شرم گاہ وغیرہ) کس قدر سوج جاتا ہے عارضی طور پر سوزش کی وجہ سے اور یوں خاوند کو زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس، اگر عورت بڑی عمر کی (بوڑھی) ہے تو پھر اس کے بال ریزر بلیڈ سے صاف کرنے چاہئیں کیونکہ بال نوچنے سے عضو مخصوص کا حصہ مزید نرم اور ڈھیلا پڑ سکتا ہے جس کی وجہ سے اس کے شوہر کو مباشرت کے وقت کم لذت حاصل ہوگی۔

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ایک سوال کا جواب دیا جائے جو کسی بھی شخص کے ذہن میں آ سکتا ہے۔ یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا ہمارے فقہاء اور دوسرے اہل علم اسقدر فارغ الاوقات ہوتے تھے کہ وہ اپنا وقت اور قوتیں اس قسم کے امور مثلاً بالوں کی صفائی جیسے معمولی اور نسبتاً غیر اہم کام پر بحث کرنے میں گزار دیں کہ آیا انہیں صاف کرنے کے لیے ریزر کا استعمال کیا جائے یا بالوں کو نوچ کر دور کیا جائے؟ —— بظاہر یہ ایک بہت مناسب اعتراض ہے تاہم جب ہم اس امر پر غور کرتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا لائحہ عمل ہے جو زندگی کے تمام معاملات اور پہلوؤں کے بارے میں مکمل راہنمائی دیتا ہے بشمول انسان کی جنسی زندگی کے۔ اسلام کی نظر میں بدن کی صفائی اور صحت کی سلامتی و بحالی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ مزید جنسیت جو انسانی زندگی کا ایک بہت اہم پہلو بھی ہے، عیسائیت کے برعکس، اسلامی تعلیمات میں نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اسلام کی نظر میں زوجین کا ایک دوسرے سے جنسی لذت کا حصول بھی ایک بہت اہم معاملہ ہے اس لئے اسلام نے مسئلے کے اس پہلو کے بارے میں راہنمائی دی ہے جس کے ذریعے اس کے حصول کو بہتر سے بہتر بنایا جا سکے تا کہ زوجین ایک دوسرے سے بہتر انداز

میں لذت یاب ہوسکیں۔اس طرح وہ ہر اس خرابی کو دور کرنا چاہتا ہے جس سے جنسی عمل پر کوئی برا اثر پڑنے کا امکان ہو ـــــ بالوں کی صفائی کے ضمن میں ریزر بلیڈ، لوشن، پاؤڈر یا نوچنے کے عمل میں اسلامی نقطہ بھی اس کی ایک اہم کڑی ہے اس لئے وہ اپنے ماننے والوں کو ہر ممکن برے اثرات سے بچانا چاہتا ہے چاہے وہ کسی قدر کم تر اور غیر اہم ہی کیوں نہ ہوں!

۷۔ابن تیمیہؒ (۷۶۸ھ): شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ کسی عورت کو اس کے شوہر کا اس کے ساتھ مباشرت نہ کرنے سے جو نقصان ہوتا ہے تو یہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اس کا نکاح ہر حالت میں فسخ کر دیا جائے قطع نظر اس کے کہ اس کا ارتکاب شوہر کی جانب سے جان بوجھ کر ہو رہا ہو یا غیر ارادی طور پر یا خاوند اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے کے قابل تھا یا نہیں'' ـــــ ان کی مزید یہ رائے بھی ہے کہ اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کے ساتھ مقعد میں جنسی عمل سرانجام دے اور اگر بیوی بھی اس سے اتفاق کرے تو دونوں کو سزا دینی چاہیے۔اگر وہ پھر بھی اس سے باز نہ آئیں تو ان کے درمیان جدائی کرا دینی چاہیے جس طرح دو آدمی جو اس فعل میں ملوث ہوں، انہیں بھی ایک دوسرے سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔

۸۔ ابن قیمؒ (۷۵۱ھ): اس سوال پر کہ خاوند کو اپنی بیوی کے ساتھ کس وقت مباشرت کرنی چاہیے، ابن قیمؒ نے تجویز کیا کہ ایسے وقت میں ہونا چاہیے جب رات کا ایک پہر گزر چکا ہو۔ رات کے پہلے حصے میں مباشرت کے نتیجے میں زوجین کو رات بھر حالت جنب (ناپاکی) میں رہنا پڑتا ہے جو کسی صورت پسندیدہ نہیں۔تاہم اگر کوئی شخص، جلدی کھانا کھانے کا عادی ہو اور رات کے پہلے حصے میں مباشرت کے بعد نہا سکتا ہو تو پھر اسے رات کے کسی بھی حصے میں مباشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔اس طرح مباشرت دن میں بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دن کے وقت بھی سخ کے مقام پر تخلیہ فرمایا تھا۔(ابن کثیر)

۹۔ علامہ آلوسیؒ (۱۲۷۰ھ): علامہ آلوسیؒ کے نزدیک یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ چار سے زاید بیویوں سے بیک وقت نکاح حرام ہے۔ انہوں نے امام جعفر صادقؒ کی رائے بھی نقل کی ہے جس کے مطابق ''کسی آدمی کے مادۂ منویہ کے لیے یہ جائز نہیں کہ چار سے زاید عورتوں کے رحم میں اس کا انزال ہو''

مباشرت کی مختلف حالتیں: کرۂ ارض پر انسان کے آنے کے بعد سے لے کر اب تک، مباشرت کی مختلف حالتوں کا سوال ایک بہت اہم موضوع بحث رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے لٹریچر (پتھروں پر کھدائی یا دیگر مختلف صورتوں میں) اس موضوع پر بہت ہی زیادہ معلومات اور مینول (MANUAL) پائے جاتے ہیں جن میں اس موضوع پر تفصیلات درج ہیں۔ مزید برآں، مغرب نے اس موضوع کو بھی جلب منفعت کا ذریعہ بنا کر فلموں، کیسٹوں اور ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے اسقدر عام کر دیا ہے کہ نوجوان طبقے کی اس قسم کے تمام پہلوؤں تک رسائی حاصل ہوگئی ہے جس کا اوائل عمر میں ہی ان کے جنسی جذبات پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ تاہم اس موضوع پر مسلمان اہل علم اور فقہا نے بھی جو گفتگو کی ہے، اس میں عریانیت کا شائبہ تک بھی نہیں پایا جاتا۔ انہوں نے مختلف قرآنی آیات سے استشہاد کرتے ہوئے مباشرت کی مختلف حالتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس قسم کی تمام آیات پر غور کرتے ہوئے انہوں نے حتمی دلائل سے منطقی طور پر جو نتائج اخذ کیے ہیں ان کا مقابلہ کرنے سے مغربی طرز فکر اور ان کے طرز عمل کے درمیان زمین آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ ان فقہائے کرام میں امام ابوحنیفہؒ، احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابو داؤدؒ، امام ترمذیؒ، امام غزالیؒ، ابن قدامہؒ، امام نوویؒ، ابن قیمؒ، ابن کثیرؒ، ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ سیوطیؒ جیسے مشاہیر اور اعاظم رجال شامل ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں درج کی جا رہی ہیں:

☆......ابن قیم نے سورہ النساء (۴:۳۴) کے حوالے سے لکھا

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ

اَمْوَالِهِمْ

''مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بناء پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بناء پر کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں'' سے یہ اخذ کیا ہے کہ اس حالت میں مرد کو عورت کے اوپر ہونا چاہیے جب کہ وہ اس کے ساتھ مباشرت کرے کیونکہ وہ دیگر حالتوں میں اس کا نگران ہے۔ اسی طرح سورہ البقرہ (۲:۱۸۷)

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

''وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو''

سے انہوں نے یہ اخذ کیا ہے کہ چونکہ مباشرت کے وقت ایک عورت اپنے خاوند کے ساتھ بغلگیر ہوتی ہے، پس مرد کو اس کے اوپر ہونا ہی بہترین حالت ہے......اسی طرح انہوں نے ایک حدیث کے حوالے سے جو بخاری میں روایت کی گئی ہے کہ ''لڑکا اس کا ہوتا ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہوتا ہے'' یہ اخذ کیا ہے کہ چونکہ عورت ایک بستر کی مانند ہوتی ہے۔ پس اس سے اس امر کا اشارہ ملتا ہے کہ اسے بوقت مباشرت، مرد کے نیچے لیٹے ہونا چاہیے۔

☆......اس ضمن میں ابن قیمؒ نے ایک اور بہترین نکتہ نکالا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام، عورت کو بھی جنسی عمل میں برابر کا شریک ہونے کی اجازت دیتا ہے اور اسے عورت کا حق تسلیم کرتا ہے۔ اس لیے مقعد (ANAS) میں جنسی عمل، دونوں فریقین کے لیے نہ صرف تکلیف دہ ہوتا ہے بلکہ اس وجہ سے عورت حظ اور لطف سے بھی محروم رہ جاتی ہے جو اسے صحیح طریق پر مباشرت کے عمل سے حاصل ہوتا ہے۔

☆......ابن حجر عقلانیؒ نے سور القیامہ (37:75)

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ''کیا وہ ایک نطفہ نہیں تھا جو ٹپکایا گیا''

سے یہ اخذ کیا ہے کہ انزال کے وقت مرد کی منی، عورت کے رحم میں گرتی ہے، جبکہ مرد اس کے اوپر لیٹا ہو۔ اس طریق پر عورت کا رحم ایک برتن کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس میں منی

داخل ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث سے اخذ کرتے ہوئے جو بخاری اور مسلم میں روایت کی گئی ہے کہ ''جب آدمی، اپنی بیوی کے بدن کے چاروں کونوں پر بیٹھ جاتا ہے مباشرت کے عمل کے دوران اور جب وہ مکمل طور پر تھک جاتا ہے (یعنی انزال ہوجاتا ہے) تو اس پر غسل واجب ہوجاتا ہے''......اس سے یہ اخذ کیا ہے کہ اس بات سے اس امر کی جانب بھی اشارہ ملتا ہے جبکہ مرد، اپنی بیوی کے اوپر ہوتا ہے۔ ''عورت کے چاروں کونوں'' سے مراد اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر یا ٹانگیں یا رانیں ہیں۔

یاد رہے کہ مغرب میں اس حالت کے لیے جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں، ان کا اشارہ بھی ان مذہبی لوگوں کی جانب ہے جو افریقہ وغیرہ میں عیسائیت کی تبلیغ کرتے تھے ''مشنریز کا طریقہ'' یعنی مباشرت کے وقت مرد اپنی بیوی کے اوپر ہی لیٹتا ہے۔ اس لحاظ سے اسے (MISSIONARY POSITION) بھی کہتے ہیں۔

☆......مشنری حالت کے برعکس، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جنسی عمل کی بدترین حالت وہ ہوتی ہے جس میں عورت اپنے خاوند کے اوپر لیٹتی ہے اور اس حالت میں مرد نیچے لیٹا ہوتا ہے۔ ابن قدامہؒ نے اس امر کی جانب اشارہ کیا ہے کہ اس حالت میں قرار حمل کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔

☆...... قاضی شوکانیؒ نے سورہ البقرہ کی آیت ۲۲۳ پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ ''ایک خاوند اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت، پیچھے کی طرف سے کرسکتا ہے جبکہ عورت اپنے بستر پر اوندھے منہ (بستر کی جانب منہ کرکے) لیٹی ہو یا وہ رکوع کی حالت میں جھکی ہوتا ہم دخول پیشاب گاہ ہی میں کرنا چاہیے''......اس جگہ پر پھر اس امر کا اعادہ ہے کہ اس حالت میں بھی مرد، عورت کے اوپر ہی ہوتا ہے!

❀❀❀

باب پنجم:

جنسیت کے بارے میں مغالطے اور غلط فہمیاں

مغالطوں کی عمومی حالت: جوان طبقے میں بالعموم اپنی جسمانی صحت نیز جنسی صلاحیت کے بارے میں ایک بے یقینی اور اضطراب کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ اسی طرح شادی شدہ مرد اور عورتیں بھی مختلف اقسام کی ذہنی پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس امر کا اندازہ ان بے شمار اشتہارات سے لگایا جاسکتا ہے جو روزانہ اخبارات اور رسائل میں جنسی امراض کے علاج کے لیے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ چونکہ ایک عام آدمی کو اپنے جسمانی اعضاء اور ان کے افعال کے بارے میں کوئی علم نہیں ہوتا اس لیے اس قسم کے لوگوں کو بآسانی ورغلایا جاسکتا ہے۔ یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ جنسی معاملات کے بارے میں لاعلمی اور جہالت، نہ صرف مسلمان ممالک میں پائی جاتی ہے بلکہ مغربی ممالک کے جوان طبقے میں بھی جنسی اعضاء اور ان کے افعال کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ گزشتہ ابواب میں ہم نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ فی زمانہ جس وقت نوجوان بچے کالج میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں چند جنسی امور کے بارے میں بہت زیادہ معلومات ہوتی ہیں (مثلاً مباشرت کے مختلف طریقے، ہم جنس پرستی اور مشت زنی وغیرہ جو وہ انٹرنیٹ سے دیکھ کر سیکھ لیتے ہیں) جبکہ چند اہم ترین امور کے بارے میں وہ بالکل لاعلم ہوتے ہیں۔ ذیل کے صفحات میں ہم چند اہم ترین عملی سوالات کا جائزہ لیں گے جو مغرب اور مشرق کے رہنے والے نوجوانوں میں جنسی امور کے بارے میں غلط فہمیوں کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

(الف) ماہرین نفسیات کی نظر میں چند توہمات: اس ضمن میں ایک مشہور ماہر

نفسیات کے خیالات ہماری توجہ کے مستحق ہیں جن سے اس مسئلے کی سنجیدگی اور اس کی گہرائی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں وہ رقمطراز ہیں کہ ''بدقسمتی سے میڈیکل ڈاکٹر بھی ان معاملات میں نوجوان نسل کی راہنمائی کرنے کے لیے مناسب فنی علم سے بے بہرہ ہیں۔ میڈیکل کالجوں میں یہ اہم ترین موضوع نظرانداز کردیا گیا ہے۔ ہمارے پاس ایسے بہت سے میڈیکل سائنس کے طالب علم اور نوجوان ڈاکٹر اپنی جنسی مسائل کے حل کے لیے آتے ہیں۔ اگر میڈیکل پروفیشن کا تعلیمی نظام، اپنے طلباء کے ذہنوں سے اس قسم کی جنسی بے اعتدالیوں کے بارے میں غلط فہمیاں دور نہیں کرسکتا تو پھر اس امر کا بہت ہی کم امکان ہے کہ ایسا ڈاکٹر عام پبلک کے اس قسم کے مسائل میں ان کی مدد کرسکیں''......انہوں نے مزید کہا کہ ''یہ ایک خاموش سازش ہے جو شرم و حیا کے ناروا پردے میں گھریلو سطح پر والدین سے شروع ہوتی ہے اور جس نے سکولوں میں اساتذہ اور بعد میں کالجوں اور یونیورسٹی کی سطح سے لے کر میڈیکل کالجوں کے اساتذہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔'' ان کی رائے میں اس کی وجہ سے درج ذیل برے اثرات رونما ہو رہے ہیں(MUBEEN AKHTAR 2010)

☆......نوجوان نسل ان موہوم جنسی عوارض یا کمزوریوں کی بناء پر جن کا تعلق جسمانی اعضاء یا ان کے افعال سے ہوتا ہے ایک بہت ہی پریشان کن اور ذہن پراگندگی کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

☆......اس وجہ سے نوجوان نسل اپنی تعلیمی سرگرمیوں سے لے کر روزگار کے امور کو تسلی بخش طریق پر سرانجام نہیں دے سکتے۔

☆......اس حالت میں مبتلا ہونے کی انتہائی صورتوں میں وہ ان علامات کا شکار ہوجاتے ہیں جن کا تعلق ذہنی، نفسیاتی دباؤ(DEPRESION) سے ہوتا ہے۔

☆......بعض اوقات اس قسم کی شدید حالتوں میں وہ خودکشی کا ارتکاب بھی کر گزرتے ہیں۔

☆...... نئے شادی شدہ جوڑوں میں اس قسم کی غلط فہمیوں اور توہمات، وقت گذرنے کے ساتھ بتدریج سنجیدہ شکل اختیار کر لیتے ہیں جو بالآخر طلاق پر منتج ہوتے ہیں۔

ذیل میں ہم، عمر اور نوجوانوں کی جنس (GENDER) کے لحاظ سے چند اہم ترین غلط فہمیوں کا ذکر کریں گے:

(الف) بچوں میں پائی جانے والی غلط فہمیاں

(ا) تین سے آٹھ سال عمر کے بچے: اس عمر میں بچے اپنے عضو تناسل کو اکثر ہاتھ میں پکڑتے ہیں یا سہلاتے ہیں بالخصوص جب وہ ننگے ہوں یا جب انہیں نہلایا جا رہا ہو۔ بعض اوقات وہ اس لیے بھی ایسا کرتے ہیں کہ پسینے/میل کی وجہ سے انہیں خارش محسوس ہوتی ہے۔ اکثر والدین، ان کی اس عادت کی بناء پر سخت پریشان ہوتے ہیں اور ان کی ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتے ہیں۔ اس عمر میں بچوں کی اس حرکت سے والدین کو قطعاً پریشان ہونے یا کسی ردعمل کا اظہار کرنے سے ہر ممکن گریز کرنا چاہیے تاہم بچے جب بڑے ہو کر تین سے پانچ سات کی عمر کو پہنچتے ہیں تو انہیں صرف یہ بتا دینا چاہیے کہ ان اعضاء کو غیر ضروری طور پر چھونا، اچھا نہیں لگتا...... اور اس طرح وہ ایسی حرکت کرنے سے باز آجاتے ہیں۔

☆...... پانچ سے چھ سال کی عمر کو پہنچنے پر وہ بالعموم ''ڈاکٹر کا کھیل'' کھیلتے ہیں اور ایک دوسرے کے جسمانی اعضاء کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ والدین اس پر بھی بہت زیادہ غم و غصے کا اظہار کرتے ہیں جب وہ انہیں اس کھیل میں مصروف دیکھتے ہیں۔ بچوں کا اس عمر میں ایک دوسرے کے جسمانی اعضاء کو دیکھنا ایک فطری امر ہے۔ کسی بڑے آدمی کی موجودگی سے وہ خود بخود اس کھیل سے باز آجاتے ہیں۔

☆...... اکثر بچے اس امر کے بارے میں حیرت و تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ بچے کہاں سے آتے ہیں؟...... ماؤں کو چاہیے کہ وہ انہیں سادہ انداز میں صحیح بات بتا دیں تو وہ

اس پر مطمئن ہوجاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ انہیں یہ بتایا جائے کہ ہم تمہیں ایک باغ سے لائے تھے، انہیں بتایا جائے کہ بچے ایک انڈے سے پیدا ہوتے ہیں جو پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا جائے کہ یہاں ہوتا ہے۔

☆......اسی طرح بچوں کو ان کے جسمانی اعضاء بالخصوص جنسی اعضاء کے سائنسی نام بتا دینا چاہیے مثلاً عضو مخصوص کے لیے (VULVA,PENIS) وغیرہ۔ یہ بتلاتے وقت خوامخواہ کی شرم وحیا کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ اس طریق پر بچے ان اعضاء کو صحیح طور پر بغیر کسی پریشانی کا اظہار کیے جان لیتے ہیں۔

(۲) نوعمر بچے (بارہ تا سولہ سال کی عمر (ADOLESCENTS)

اس عمر میں بہت سے لڑکے اور لڑکیاں، اپنی جسمانی نشونما کے بارے میں بہت فکر مندی کا اظہار کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ پیدائش سے لے کر بلوغت کی عمر تک، انسانی جسم مسلسل ایک تبدیل ہونے والے عمل سے گزرتے رہتے ہیں۔ بلوغت کے دوران، لڑکے اور لڑکیوں کو بہت سی ایسی جسمانی تبدیلیوں سے گزرنا پڑتا ہے جس میں نشونما کا عمل اچانک اور تیز (SPURT) ہوجاتا ہے نیز تمام لڑکوں اور لڑکیوں میں جسمانی نشونما کے اس دور میں جسمانی اعضاء کی تبدیلیاں ایک رفتار سے ہمیشہ ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ عام طور پر لڑکیاں، جلد نشوونما پا کر لمبے قد کی ہوجاتی ہیں جبکہ لڑکوں کا قد کسی قدر تاخیر سے لمبا ہوتا ہے تاہم کسی کو بھی اس بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایسی صورت میں کہ جسمانی نشونما میں بہت زیادہ کمی محسوس ہو تو پھر کسی ماہر ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے۔

☆...... بہت سے نوجوان اس عمر میں اپنے عضو مخصوص (PENIS) کے سائیز، شکل اور موٹائی کے بارے میں فکر مند ہوتے ہیں۔ اسی طرح، عضو مخصوص کا کسی ایک جانب جھک جانے کی وجہ سے بھی انہیں پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ اسی قسم کے تمام پریشانیوں میں نوجوانوں کو بتانے کی ضرورت ہے کہ جس طرح ہر لڑکے کا قد کاٹھ ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، اسی طرح ان کے عضو مخصوص کی لمبائی/ حجم وغیرہ بھی

دوسرے لڑکوں سے مختلف ہوتا ہے۔ عضومخصوص کا کوئی ''صحیح یا خاص سائز'' متعین نہیں ہوتا۔ سکڑنے کی حالت میں یہ چھوٹا ہوتا ہے جبکہ تن جانے کی صورت میں یہ بہت سخت اور لمبا ہوجاتا ہے۔ عضومخصوص کی لمبائی ۴ سے ۵ انچ ہوتی ہے تاہم اس کے سائز کا قطعاً کوئی تعلق اس کے بنیادی فرائض تولید وتناسل، حصول لذت اور پیشاب کرنے سے نہیں ہوتا۔'' مبین اختر (2010) نے مزید لکھا ہے کہ ''لوگوں کو اکثر وبیشتر مغالطہ عریاں فلموں کو دیکھنے سے ہوجاتا ہے جس میں فوٹوگرافی کی مہارت سے ان جنسی اعضاء کو بڑا کر کے دکھایا جاتا ہے۔''

☆...... اسی طرح عضومخصوص کی موٹائی یا اس کا اپنی جڑ کی جانب پتلا ہونا بھی، کسی قسم کی پریشانی کا باعث نہیں ہونا چاہیے۔ یہ عضو مختلف نوجوانوں میں مختلف شکل اور حجم کے ہوتے ہیں جیسا کہ درج بالا سطور میں بیان کیا گیا۔ اس لیے اس بارے میں کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔

☆...... نوجوان لڑکوں میں عضومخصوص کا کسی ایک طرف جھکاؤ بھی اکثر لڑکوں کے لیے پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ ایک ماہر نفسیات کی رائے میں ''چونکہ عضومخصوص لچک دار گوشت کے ریشوں سے بنا ہوتا ہے جو کہ جڑ کی جانب ہڈیوں کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ پس جب اس کی رگوں میں خون کا دباؤ بڑھتا ہے اور یوں جب اس میں اکڑاہٹ/تناؤ (ERECTION) پیدا ہوجاتی ہے تو پھر اس امر کے امکانات ہوتے ہیں کہ یہ دائیں یا بائیں طرف یا اوپر یا نیچے کی طرف مڑ جائے تاہم اس میں کسی قسم کے فکر کی ضرورت نہیں'' مزید برآں، انہوں نے اس امر کی تردید کی کہ جوانی میں مشت زنی کی وجہ سے اس کے کسی جانب جھک جانے کا کوئی برا اثر انسان کی مباشرت کی صلاحیت پر پڑتا ہے جب ایسے شخص کی شادی ہوجاتی ہے(تاہم چند دوسرے اہل علم اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ اوائل جوانی میں جذبات سے مغلوب ہو کر جب جوان لوگ بہت زیادہ مشت زنی کرتے ہیں تو اس کی وجہ سے عضو میں ٹیڑھا پن پیدا ہوجاتا ہے کیونکہ عمر کے اس حصے میں اس کو

غیر ضروری طور پر رگڑنے سے اس کے عضلات کمزور پڑ جاتے ہیں اور یوں وہ کسی جانب مڑ جاتا ہے" (MUBEEN AKHTAR, 2010)

☆......عضو مخصوص پر وریدوں (خون کی نالیوں) کا نمایاں ہونا بھی، اوائل عمر میں لڑکوں کے لیے پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ دراصل یہ وریدیں، بچپن سے ہی عضو مخصوص میں موجود ہوتی ہیں لیکن اس عمر میں بہت زیادہ نہیں ہوتیں اور اس جگہ پر کھال کے نیچے کس قدر چربی (FAT) کے زیادہ ہونے کی وجہ سے نمایاں نہیں ہوتیں۔ تاہم بعد میں یہ چربی ختم ہوجاتی ہے اور یہ وریدیں عمر بڑھنے کے ساتھ نمایاں ہوجاتی ہیں اور یوں نظر آنے لگتی ہیں۔ یہ ایک فطری بات ہے تاہم خصیوں (TESTICLES) کی ایک حالت ایسی ہوتی ہے جن میں قضیب (SCROTUM)، (یعنی وہ تھیلی جس میں خصیے موجود ہوتے ہیں) پر اس قسم کی خون کی نالیاں بہت زیادہ نمایاں ہو کر ابھر جاتی ہیں۔ ان وریدوں کو (VARICOSE VEINS) کہتے ہیں۔ ان کے خاتمے کے لیے کسی ماہر ڈاکٹر سے رجوع کرنا ضروری ہے" (MUBEEN AKHTAR 2010)

☆...... کچھ نوجوان لڑکوں کو اپنی منی کے اخراج پر اس کی حالت، گاڑھا پن یا کم و زیادہ مقدار جیسے امور پر پریشانی ہوتی ہے۔ اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ایک دفعہ کے انزال پر مادہ منویہ میں ۲۵۰ سے ۵۵۰ ملین حیوانی خلیے (SPERMS) ہوتے ہیں جبکہ صرف ایک خلیہ قرار حمل کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے مادۂ منویہ کے بارے میں بہت زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔

☆...... بلوغت سے قبل کچھ لڑکے، اپنے جسم کے مخصوص حصوں (بغلوں، داڑھی مونچھ یا زیر ناف بالوں (PUBIC HAIR) کی کمی کی وجہ سے بھی شاکی ہوتے ہیں۔ اس میں بھی کسی فکرمندی کی ضرورت نہیں کہ بالوں کی کمی/ زیادتی ایک فطری عمل ہے جو مختلف لوگوں میں مختلف طریقے سے واقع ہوتی ہے تاہم اگر جسم کے کسی بھی حصے پر بالکل ہی بال نہ اگیں تو پھر کسی ماہر ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے۔

☆......نوجوان لڑکوں کو اکثر اس بات کا بھی مغالطہ ہوتا ہے کہ ان کے عضو مخصوص سے سفید لیسدار رطوبت/ مائع کا اخراج ہوتا رہتا ہے۔ دراصل یہ سفیدی مائل لیسدار رطوبت پرائیٹ گلینڈ [1] سے نکلتی ہے جسے مذی کہتے ہیں۔ یہ رطوبت بالعموم غیر شادی شدہ نوجوانوں کے عضو مخصوص سے اکثر خارج ہوتی ہے جب بھی انہیں جنسی خیالات کا غلبہ ہوتا ہے(FANTACIES) یا جب وہ عریاں مناظر، فلمیں، تصاویر دیکھتے یا فحش ناول، کہانیاں پڑھتے ہیں یا کسی لڑکی کو دیکھتے ہیں۔ یہ ایک فطری عمل ہے تاہم چند نیم حکیم، ڈاکٹر، نوجوانوں کی اس پریشانی سے ناجائز فایدہ اٹھاتے ہیں اور علاج معالجے کے بہانے ان سے رقم بٹورتے ہیں۔ اس صورت حال کا یہ علاج ہے کہ نوجوان لوگ اپنے خیالات کو پاک رکھیں، عریاں فلمیں، مناظر، فحش ناول، اور لڑکیوں کے ساتھ ہنسی مذاق، دوستی سے پرہیز کریں۔ نیز اپنے فارغ اوقات میں کھیل کود، تفریح یا کسی ایسی مثبت سرگرمیوں میں حصہ لیں جو انہیں ذہنی اور جسمانی طور پر تھکا دینے والی ہوتا کہ وہ غلط عادات کا شکار ہونے سے بچ سکیں۔ تاہم چند انفرادی معاملات میں جب کسی کو بہت زیادہ مقدار میں اس رطوبت کا اخراج ہوتا ہو اور انہیں اس وجہ سے جسمانی طہارت کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو تو ایسے لوگوں کو بتانا چاہیے کہ یہ رطوبت مادۂ منویہ کی طرح ناپاک چیز نہیں۔ ایسے لوگ انہیں ''اپنی طبعی زیادتیٔ حس'' کی وجہ سے اس کے نکلنے پر غسل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ایسے تمام لوگوں کو بتانے کی ضرورت ہے کہ اس قسم کی رطوبت (کمی یا زیادتی) کا اخراج کسی صورت میں بھی جسمانی طہارت کا ناقض نہیں اور اس وجہ سے انہیں غسل کرنے

---

[1] پراسٹیٹ گلینڈ، ایک معاون جنسی عضو ہے جو مقعد کے اندرونی طرف اوپر کی جانب واقع ہوتا ہے، اس میں سے نکلنے والی رطوبت کی وجہ سے پیشاب کی نالی (نائیزہ) کسی حد تک چکنی ہوجاتی ہے نیز جس سے مادۂ منویہ میں پائے جانے والے خلیات حیوانی کے لیے نہ صرف خوراک کے اجزاء (فرکٹوس، ایک گلوکوز بنانے والی چینی) ہوتے ہیں۔ اس کی چکناہٹ سے نہ صرف مادۂ منویہ کے نکلنے میں آسانی ہوتی ہے بلکہ یہ پیشاب کی نالی میں پیشاب کے تیزابی اثرات کو بھی معتدل کرتی ہے جو مادہ منویہ کے حیوانی خلیوں کو ماردینے کا بھی سبب بنتے ہیں۔

کی قطعاً کوئی حاجت نہیں۔ شرعی طور پر غسل کی ضرورت اس وقت لاحق ہوتی ہے جب مادۂ منویہ کا اخراج احتلام یا مباشرت یا مشت زنی کی وجہ سے ہو۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مذی کی زیادتی کی شکایت تھی۔ چونکہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد تھے، اس لیے انہیں براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس مسئلے پر بات کرنے میں حیا مانع ہوتی تھی۔ پس انہوں نے کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا اس قسم کی رطوبت نکلنے سے غسل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ صرف اپنے عضو کو پانی سے دھو لے اور نماز سے پہلے وضو کرلے۔ یاد رہے کہ چند فقہائے کرام کے نزدیک مادۂ منویہ بھی نجاست خفیفہ (چھوٹی نجاست) کے زمرے میں آتی ہے۔ ان کے نزدیک منی کے خشک ہوجانے پر اسے کپڑے پر سے رگڑ کر صاف کردینے سے کپڑا پاک ہوجاتا ہے۔

☆......بعض نوجوان، پیشاب کرنے کی صورت میں طہارت کے بعد بھی پیشاب کے چند قطروں کے اخرج کی شکایت کرتے ہیں۔ باب چہارم میں ہم نے استبراء کے شرعی طریقے کی وضاحت کی ہے، اس طریقے کے مطابق طہارت حاصل کرنے سے پیشاب کی نالی سے تمام قطرے مکمل طور پر خارج ہوجاتے ہیں۔

مشت زنی کی عادت: نوجوان نسل کا ایک اہم ترین عملی مسئلہ مشت زنی کی عادت میں مبتلا ہونا بھی ہے۔ بلوغت کے وقت جنسی جذبات اس قدر زیادہ ہوتے ہیں (باب ہشتم) جس کی وجہ سے نوجوان لوگ اس عادت میں مبتلا ہوجاتے ہیں انفرادی طور پر یا دوسرے کسی ایک دوست کے ساتھ مل کر۔ میڈیکل سائنس نیز ماہرین نفسیات کے خیال میں نوجوانوں میں اس بد عادت سے کسی قسم کے برے اثرات مستقبل میں ان کی جنسی صحت وتندرستی پر نہیں پڑتے تاہم چونکہ اس عادت کے ساتھ دل ودماغ میں ایک احساسِ جرم وندامت پایا جاتا ہے، اس لیے اس کی بنا پر وہ ذہنی طور پر پریشانی ہوجاتے

ہیں اور یوں نیم حکیم لوگوں کے غلط مشورے کا شکار ہو جاتے ہیں۔

مشت زنی کی عادات میں انسانوں کی ایک کثیر تعداد قدیم زمانے سے مبتلا رہی ہے تاہم ماضی قریب میں کنزے رپورٹ کے مطابق چوں کہ امریکہ میں مرد و زن کی ایک کثیر تعداد اس عادت میں مبتلا ہونے کی بناء پر انہوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ''ہر شخص اس عادت میں مبتلا ہے تاہم جو بھی اس کا انکار کرتا ہے، وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔''

(KINSEY et. al 1953)......اگر چہ اس بارے میں صورت حال مسلم ممالک بشمول پاکستان میں بھی بہت مختلف نہیں ہوگی (بالخصوص سکولوں، کالجوں نیز دینی مدارس کے طلباء میں بھی) اگر چہ اعداد و شمار کے فقدان اور اس بارے میں تحقیقی کام نہ ہونے کے سبب صحیح معلومات میسر نہیں تاہم ان معلومات کی روشنی میں جو مختلف ماہرین نفسیات اور مستند حکیم صاحبان سے حاصل ہوئیں، بآسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نوجوان طبقہ (مرد اور عورت) کو اس عادت میں ملوث ہونے کی وجہ سے انہیں ذہنی، نفسیاتی اور جنسی صحت و تندرستگی کے مختلف عوارض کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے ان کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں کسی قدر تفصیل سے گفتگو کی جائے۔

اس ضمن میں پہلے بھی اشارہ کیا جا چکا ہے کہ موجودہ زمانے میں جنسی انارکی کا طوفان درحقیقت نتیجہ ہے ہے جنسی جذبات کو برانگیختہ کرنے والے اس ماحول کا جس نے انسانوں کی ایک کثیر تعداد کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ مغربی ممالک میں غیر معمولی جنسی آزادی جس سے شاید اب مسلم ممالک بھی مستثنیٰ نہیں، نے انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد جس میں نوجوان طبقہ (لڑکے اور لڑکیاں دونوں) سرفہرست ہیں کی زندگی کو ایک بحرانی کیفیت سے دوچار کر دیا ہے۔ سکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے علاوہ مارکیٹ اور دیگر کام کاج کے دفاتر و مراکز میں، ہر دو اصناف کے افراد کا بے محابا میل جول کی وجہ سے جنسی جذبات بھڑک اٹھتے ہیں۔ فلموں کے عریاں مناظر اور تصاویر، ٹی وی، ڈش اور

انٹرنیٹ نیز دیگر پرنٹ میڈیا کی وجہ سے جنسی جذبات کو بھڑکانے والا ماحول ہر چہار جانب ہے۔نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے جذبات کو بھڑکانے اور پراگندہ کرنے کے لیے پلے بوائے (PLAY BOY) اور پلے گرل(PLAY GIRL) قسم کے رسائل، جذبات کو مشتعل کرنے والی موسیقی اور گانے مسلسل اپنا کام کر رہے ہیں ایک مسلمان ڈاکٹر رقمطراز ہیں کہ''امریکن ٹی وی سے ۲۰،۰۰۰ جنسی مناظر روزانہ براڈ کاسٹ ہورہے ہیں اشتہارات میں، پرائم ٹائم پروگراموں نیز SOAP OPERA جیسے پروگراموں میں۔ اسی قسم کے شہوانیت کو بھڑکانے والے ماحول کی وجہ سے جنسی جذبات اس حد تک مشتعل ہوجاتے ہیں کہ نوجوانوں کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوتا کہ وہ مشت زنی سے کام لیں(SHAHID ATHAR 1995)

اس قسم کے جنس زدہ ماحول کے علاوہ، مغربی تہذیب وتمدن کے مصنوعی ماحول کی پیروی وتقلید کرنے کے جذبے نے اس مسئلے کو مزید سنگین کردیا ہے۔ دنیاوی سٹینڈرڈ کی دوڑ کی وجہ سے شادی/ نکاح کا معاملہ اگر ناممکن نہیں تو روز بروز مشکل سے مشکل تر ہوتا چلا جارہا ہے۔اس قسم کے شہوانی ماحول میں اگر کسی فرد کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں اور وہ برائی میں ملوث ہوجاتا ہے تو ایسا شخص اس قابل ہے کہ اسے مطعون نہ کیا جائے۔ ایسے حالات میں جو بھی احساس گناہ میں مبتلا ہوکر اس سے بچنے کا خواہش مند ہے تو پھر ایسے آدمی کو کسی صورت بھی مطعون نہیں کرنا چاہیے......اسلام کے پاس ایسے تمام افراد کے لیے ایک امید افزا پیغام ہے! اللہ تعالیٰ نے ایسے تمام افراد کے لیے سورہ الفرقان ۲۵: ۷۰ میں فرمایا:

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ○ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ○

''الا یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کریں اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگیں، ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور وہ

بڑا غفور رحیم ہے۔ جو شخص توبہ کر کے نیک عمل اختیار کر لیتا ہے تو وہ اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے''

سید مودودیؒ (۱۹۹۹ج) اس کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ ''یہ بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جن کی زندگی طرح طرح کے جرائم سے آلودہ رہی ہو اور اب وہ اپنی اصلاح پر آمادہ ہوں۔ یہی عام معافی (GENERAL AMNESTY) کا اعلان تھا جس نے عرب کے بگڑے ہوئے معاشرے کے لاکھوں افراد کو سہارا دے کر انہیں اپنا مستقبل بگاڑنے سے بچالیا۔ اس نے ان کو امید کی روشنی دکھائی اور اصلاح حال پر آمادہ کیا۔ ورنہ اگر ان سے یہ کہا جاتا کہ جو گناہ تم کر چکے ہو ان کی سزا سے اب تم کسی طرح نہیں بچ سکتے، تو یہ انہیں مایوس کر کے ہمیشہ کے لیے بدی کے بھنور میں پھنسا دیتا اور کبھی ان کی اصلاح نہ ہوسکتی۔ مجرم انسان کو صرف معافی کی امید ہی جرم کے چکر سے نکال سکتی ہے۔ مایوس ہو کر وہ ابلیس بن جاتا ہے''

پس یہ، نیز اس قسم کے دیگر آیات قرآنیہ (سورہ النساء ۴:۱۷، الزمر ۳۹:۵۳) میں عورت اور مرد دونوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اپنے رب کریم کے دامن عفو و درگزر میں پناہ لیں جو ہر وقت انہیں معاف کر سکتا ہے۔ پس اسی بحث کو یوں سمیٹا جا سکتا ہے کہ ایک ایسا معاشرہ جہاں دونوں صنفوں کا باہمی اختلاط نہ ہو، عورتیں گھر سے باہر نکلتے وقت پردے کا اہتمام کرتی ہوں، جہاں خواتین کو اپنے بناؤ سنگھار، فیشن اور لباس دکھانے کی پابندی ہو، اور جہاں نکاح کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی جاتی ہو بلکہ اس کے مواقع بھی بآسانی حاصل ہو سکتے ہوں اور سب سے بالاتر یہ امر کہ ایک ایسا ماحول جہاں شرم وحیا کا چلن عام ہو، وہاں کسی فرد کا جنسی جرائم (مشت زنی، لواطت اور زنا وغیرہ) میں مبتلا ہونے کے مواقع بہت کم ہوتے ہیں۔ ان نہایت مختصر گزارشات کے بعد یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ان مسائل کے حل کے لیے بھی چند عملی اقدامات اور تجاویز کا ذکر کیا جائے تا کہ نوجوان نسل ان بری عادتوں سے بچ کر پاک زندگی بسر کر سکیں۔

فقہاء کے درمیان، مشت زنی کے جواز یا عدم جواز پر اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ سنی مکتب فکر کے ائمہ کرام اور اثناء عشری مکتب فکر کے امام جعفر الصادقؒ، مشت زنی کو گناہ سمجھتے ہیں لیکن امام احمد بن حنبلؒ ان سے اتفاق نہیں کرتے۔ امام غزالیؒ نے ایک غیر شادی شدہ نوجوان کا واقعہ لکھا ہے جس نے زنا سے بچنے کی خاطر مشت زنی کا ارتکاب کرلیا تاہم اس نے اس بارے میں معلوم کیا۔ اس بات کو سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی جانب سے منہ پھیر لیا اور کہا ''افسوس، تمہارے لیے بہتر تھا کہ کسی لونڈی کے ساتھ نکاح کر لیتے، کہ یہ زنا کی نسبت قابل برداشت ہے''...... امام غزالیؒ نے اس کی مزید تشریح یوں فرمائی کہ ایک نوجوان کے لیے تین مختلف برائیوں کا موقع ہوتا ہے۔

اولاً...... وہ کسی لونڈی سے شادی کر لے جو سب سے کم برائی ہے

ثانیاً...... مشت زنی جو اس سے بڑی برائی ہے اور

ثالثاً...... وہ زنا کے فعل میں مبتلا ہوجائے جو سب سے بڑی برائی ہے۔ تاہم اس گفتگو کو یوں سمیٹا جاسکتا ہے کہ زنا سے بچنے کے لیے مشت زنی کی اجازت دی جاسکتی ہے ایک عارضی طریقے کے طور پر، جہاں تک اس عادت سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا تعلق ہے تو مسلم اہل علم نے یہ تجویز کیا ہے کہ

☆...... ایک فرد کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنی چاہیے اور اس کی سزا کا خوف کرنا چاہیے

☆...... اس عادت سے بچنے کا واحد اور یقینی طریقہ نکاح/شادی کرنا ہے جونہی کہ کوئی فرد اس کے قابل ہوجائے۔ اس ضمن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخاری کی روایت میں نوجوانوں کو شادی کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ بخاری 5066 باب سوم، یہ حدیث بتاتی ہے کہ جو لوگ شادی نہ کر سکتے ہوں، وہ روزہ رکھیں باوجودیکہ اس تکلیف کے جو اس کے رکھنے میں درپیش آتی ہے اور مشت زنی سے پرہیز کریں باوجود اس آسانی کے جس کے ساتھ یہ عمل کیا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس ہدایت پر عمل کرنا

بھی ضروری ہے کہ سوتے وقت دائیں جانب کروٹ لے کر لیٹا جائے اور منہ/ پیٹ کے بل لیٹنے سے گریز کیا جائے۔ مزید برآں، ایک انسان کو پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لیے صبر سے کام لینا چاہیے کیونکہ مسلسل ایسا کرنے سے یہ ایک عادت ثانیہ بن جاتی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے عفت و پاکیزگی کا طالب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پاکباز بنا دیتا ہے اور جو صبر سے کام لیتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے ایسا کرنا آسان بنا دیتے ہیں اور کسی شخص کو صبر سے زیادہ بہتر چیز نہیں جو (اللہ تعالیٰ) کی جانب سے عطا کی جاتی ہو۔'' (بخاری 1469)

☆...... اکثر لوگ، لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کے لیے بہترین عمر کا سوال کرتے ہیں۔ ایک لڑکا اور لڑکی بالترتیب ۱۸، ۱۶ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتے ہیں۔ عمر کے اس حصے میں نوجوانوں کی جنسی خواہش اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ اسلام میں جلدی شادی کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے تاکہ لوگ زنا سے بچ سکیں۔ اس امر کی جانب پہلے بھی اشارہ کیا جا چکا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے والد کو اس امر کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی شادی وقت پر کر دیں۔ بصورت دیگر ان میں سے کسی کے گناہ میں ملوث ہونے کی صورت میں وہ ذمہ دار ہو گا۔

☆...... باب نہم میں ہم نے شادی سے قبل مشورہ کرنے (PRE- MARITAL COUNSELLING) کا ذکر کیا ہے۔ اس مشورے میں لڑکے اور لڑکی کے میڈیکل چیک اپ کو بھی شامل ہونا چاہیے جس سے دونوں میں سے کسی ایک کو بدنی، نفسیاتی، یا جنسی بیماری میں مبتلا ہونے کا پتہ چل سکے۔ اس دوران دونوں صنفوں کے افراد کے لیے (مرد اور خواتین کو نہ صرف ماہرین) کی مدد سے بعد از شادی، زوجین کے درمیان جنسی تعلقات کے وقوع پر بھی معلومات فراہم کرنی ضروری ہیں۔

☆...... کچھ لوگ (بالعموم لڑکے) شادی کے بعد پہلی رات کو اپنی بیوی کی عصمت/ کنوار پن کے بارے میں بہت زیادہ فکر مند اور تشویش میں مبتلا ہوتے ہیں اور ایسی

صورت میں کہ بیوی کے ساتھ مباشرت کی وجہ سے کسی قسم کا خون نہیں نکلتا تو وہ اس کی عصمت/کنوار پن کے بارے میں شک میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل صحیح نہیں ——— لڑکیوں میں پردۂ بکارت (HYMEN) ایک بہت باریک جھلی/ پردہ ہوتا ہے جو بلوغت کی عمر کو پہنچنے تک کھیل کود، جمپ لگانے، سائیکل چلانے، گھڑسواری کرنے یا کسی دوسرے کھیل میں حصہ لینے کی بنا پر خود بخود پھٹ جاتا ہے۔ لڑکیاں بھی پہلی مرتبہ مباشرت کے وقت اس پردے کے پھٹ جانے کی تکلیف، درد یا خون جاری ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ فکرمند ہوتی ہیں۔ اگرچہ پہلی مرتبہ مباشرت سے کس حد تک تکلیف/ درد کا ہونا فطری عمل ہے اور خون بھی نکل سکتا ہے تاہم لازماً خون کا نکلنا ضروری نہیں۔ بہرحال زوجین کو یہ بتانا ضروری ہے کہ چند مرتبہ مباشرت کرنے سے تکلیف/ درد کا احساس بتدریج ختم ہوجاتا ہے۔

☆...... بہت سی لڑکیوں کو اپنی چھاتیوں کے سائز اور شکل وصورت کے بارے میں بھی پریشانی ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ لڑکیوں میں چھاتیوں کی نشوونما کا آغاز ۹ سے ۱۳ سال کی عمر میں شروع ہوجاتا ہے اور ان کی شکل وصورت/ سائز مختلف قسم کا ہوتا ہے۔

☆...... اکثر اوقات لوگ منہ کے ذریعے جنسی لذت (ORAL SEX) حاصل کرنے کی اجازت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ مسلمان فقہاء کی یہ رائے ہے کہ یہ عمل ایک شوہر اپنی بیوی کیساتھ (جسے CUNNILINGUS کہتے ہیں) اور کوئی بیوی اپنے شوہر کے ساتھ (جسے FELLATIO کہتے ہیں) کرسکتی ہے اور زوجین کے درمیان اس طرح کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں تاہم اگر اس عمل کے دوران خاوند کا انزال ہوجاتا ہے، تب یہ عمل مکروہ بن جاتا ہے کہ مادۂ منویہ ایک ناپاک رطوبت ہے جس کا منہ میں داخل ہونا کراہت کا باعث ہوتا ہے۔ زوجین کے جنسی اعضاء مقعد کی طرح ناپاک نہیں ہوتے تاہم خاوند کے لیے یہ کسی حد تک ممنوع نہیں جس کی بناء پر اسے ممنوع/حرام قرار دیا جاسکے خاص طور پر اس صورت میں کہ بیوی کو اس سے اتفاق ہو اور اسے اس عمل کے

ذریعے حظ کی انتہائی کیفیت (ORGASM) حاصل ہوتی ہو۔(یوسف القرضاوی ۱۹۹۹)

☆......کیا کسی ایسی عورت کے لیے اسقاط حمل کرانا جائز ہے جس کے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا ہو؟......عام طور پر اس کا جواب نفی میں ہے کیونکہ شریعت کی رو سے اسلامی معاشرے کو ایسے بچوں کی دیکھ بھال کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ تاہم چند ایسے انتہائی اقدامات کے نتیجے میں جیسا کہ مسلمان خواتین کے ساتھ بوسینیا اور کوسومیا میں کیا گیا۔ چند اہل علم کا یہ خیال ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔(یوسف القرضاوی ۱۹۹۹)

☆......لڑکیوں کو عمر کے کس حصے میں ایام ماہواری کے بارے میں بتانا ضروری ہے؟ لڑکیوں کو آٹھ سال کی عمر تک ایام (حیض) کے بارے میں آگاہ کر دینا چاہیے۔ ماؤں کو چاہیے کہ وہ ایسی معلومات اپنے ذاتی تجربے کی روشنی میں اپنی بچیوں کو دیں کہ انہیں کب یہ دور شروع ہوا تھا اور اس وقت ان کے کیا تاثرات تھے اور یہ کہ کچھ عرصہ بعد لڑکیوں کے لیے کوئی بڑا مسئلہ نہیں رہتا کیوں کہ بعد میں وہ اس کی عادی ہو جاتی ہیں۔

☆......نوجوان لڑکے عام طور پر کسی لڑکی کا بوسہ لینے کے بارے میں پوچھتے ہیں؟ چونکہ کی لڑکی کا بوسہ لینا ایک گناہ ہے کہ غیر شادی شدہ/نوجوان لوگ (لڑکا اور لڑکی) صرف بوسہ لینے سے مطمئن نہیں ہو سکتے بلکہ ایسا کرنے سے ان کی خواہش مزید بھڑک اٹھتی ہے اور اس کے بعد ان کی جنسی خواہش اگلے اقدامات کا تقاضا کرتی ہے۔ ایک اصول کے طور پر یہ جان لینا چاہیے کہ اسلامی تہذیب میں معصوم بوسہ بازی (INNOCENT KISSING) کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔(یوسف القرضاوی ۱۹۹۹)

☆......عام طور پر لڑکے اور لڑکیوں کی جانب سے یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ کیا ہر دو صنفوں کے درمیان دوستی کا تعلق استوار ہو سکتا ہے (بوائے فرینڈ/گرل فرینڈ)۔ اس ضمن میں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے اس قسم کے کسی تعلق کا وجود شادی سے قبل جائز نہیں۔ کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ زنا کی شکل میں نکلتا ہے۔ کسی نامحرم کے ساتھ جائز رشتہ صرف شادی کی صورت ہی میں ممکن اور جائز ہے۔ نوجوان لڑکیاں، اپنی

معصومیت کی بناء پر بسا اوقات لڑکوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آجاتی ہیں جو کہ اس عمر میں جنسی جذبات کی فراوانی کی وجہ سے اکثر ہوجاتا ہے۔ کوئی ایسی صورت جس میں نوجوان لڑکے یا لڑکی کا جسم ایک دوسرے سے مس کرتا ہو، اس کا لازمی نتیجہ بالآخر زنا کی شکل میں نکلتا ہے۔ یہاں اس امر کی صراحت بھی بہت ضروری ہے کہ ایک مرتبہ ایام ماہواری شروع ہوجانے پر، وہ ایک دفعہ مباشرت سے بھی حاملہ ہوسکتی ہے جو ان کی زندگی کو تباہ کرنے کے مترادف ہے جس کے لیے انہیں ساری عمر اس امر کا افسوس رہے گا! (اس ضمن میں باب دہم میں چند اہم واقعات کا ذکر کیا گیا ہے جہاں نوعمر لڑکیوں کے حمل ٹھہر جانے کی صورت میں ان کے ماں باپ نے انہیں جان سے مار دیا)

نوٹ: درج بالا سوالات اور ان کے جوابات مختلف ویب سائیٹس سے ڈاؤن لوڈ گئے ہیں جس کے لیے ان کے شکر گزار ہیں۔

❀❀❀

باب ششم:

بچوں کی جنسی تعلیم: مسلم والدین کے مسائل

امت مسلمہ کا اہم ترین مسئلہ: علامہ اقبالؒ، امت مسلمہ کی حالت زار پر ہمیشہ متفکر رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مغربی نظام تعلیم اور تہذیب وتمدن کے امت مسلمہ پر ممکنہ مضمرات جن سے امت دور چار ہے کے بارے میں، انہوں نے اللہ تبارک تعالیٰ کے حضور آہ وزاری کرتے ہوئے ایک سوال کیا کہ آخر کن وجوہات کی بنا پر یہ امت اپنے اس تاریخی علمی اور جہانبانی کے منصب سے محروم ہوگئی جو صدیوں تک اس کا طرۂ امتیاز رہا؟......مرحوم نے اپنے اس دلی کرب اور رنج والم کا اظہار بدین الفاظ کیا:

متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کا فر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی؟

اسی طرح ایک دوسری فارسی رباعی میں آپ یوں فریاد کناں ہوئے:

شبے پیش خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا زارند و خوارند؟
ندا آید نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارندو محبوبے ندارند!

فارسی کی اس رباعی میں مسلمانوں کی حالت زار کا یہ سبب بتایا گیا کہ امت مسلمہ کے پاس ایک ایسا دل تو ہے جو دھڑکتا ہے، تڑپتا ہے، واویلا فریاد کرتا ہے لیکن کس کے لیے تڑپتا ہے، کس کے لیے دھڑکتا ہے، انہیں اُس محبوب کا علم نہیں جس کے لیے یہ وارفتہ

ودل گرفتہ ہوتے ہیں! تاہم درج ذیل فارسی رباعی میں علامہ اقبالؒ کی اس آہ وزاری کا جامع ترین جواب اس ''محبوب'' کا نام لے کر متعین کر دیا گیا جس سے بیگانگی نے امت مسلمہ کو بحیثیت امت اور ایک ایک مسلمان کو بطور فرد، اس ذلت ونکبت سے دوچار کر دیا ہے جس سے وہ آج دوچار ہیں:

اے تہی از ذوق وشوق وسوز ودرد
می شناسی، عصر ما، باماچہ کرد؟
عصر ما، مارا ز ما بیگانہ کرد
از جمال مصطفی ﷺ بیگانہ کرد!

اس رباعی میں جمال مصطفی ﷺ (اسلام) سے دوری اور بیگانگی کو امت مسلمہ کی حالیہ زبوں حالی اور ذلت کا سبب بتایا گیا ہے۔ چونکہ امتِ مسلمہ، دین کا علم حاصل کرنے کے اس مقدس مشن میں ناکام ہوگئی ہے جو نہ صرف اس کی اخروی زندگی میں کامیابی کی ضمانت تھی بلکہ اس دنیا میں امامت کا منصب جلیلہ بھی ان کے ہاتھوں سے چھین لیا گیا جس پر وہ پیغمبر اسلام ﷺ سے لے کر خلافت راشدہ کے دور تک عمل پیرا تھے۔ تاہم بعد کے ادوار میں دینی علوم کی ترویج و اشاعت صرف اور صرف اس امت کے اہل علم (مفسرین، محدثین، فقہاء کرام ودیگر علوم اسلامی کے ماہرین) تک ہی محدود ہوکر رہ گئی جس کی بنا پر حلقہ اسلام میں داخل ہونے والے کروڑوں لوگوں کی وہ تربیت نہ ہوسکی جس طرح اسلامی حکومت کے دور اولین میں ہوا کرتی تھی اور جو ایک اسلامی حکومت کا فرضِ منصبی بھی ہے! اس لیے امت بتدریج ذلت کے گڑھوں میں گرتی چلی گئی۔ اگرچہ اس تنزل کی بنیاد تو خلافت راشدہ کے خاتمے کے فوراً بعد ہی پڑ گئی تھی تاہم بعد میں آنے والے بادشاہی نظام (جسے غلطی سے اسلامی حکومت یا خلافت کا نام دیا گیا) میں اہل علم کا ایک موثر گروہ ضرور موجود رہا جنہوں نے اپنی ذاتی علمی کوششوں اور اپنے عملی کردار کی بلندی کی بنیاد پر اس سلسلے کو برقرار رکھا تاہم تاج وتخت کی جانب سے اس قسم کی کوششوں کو

وہ پذیرائی اور مدد نہ مل سکی جس کا حکم قران کریم میں امت مسلمہ نامی، ایک امت کا مقصد وحید بتایا گیا ہے —— جسے صرف اس لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ وہ دنیا میں بھلائیوں کو فروغ دینے والی اور دنیا سے منکرات کا خاتمہ کرنے والی ہوگی۔ (آل عمران 104:3)

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

جمال مصطفی (اسلام) کے اس بنیادی تصور کو سمجھنے کے لیے، جس کی بناء پر یہ امت، دنیا کے علمی و عملی امامت کے منصب جلیلہ پر فائز ہوگئی تھی، ہمیں تاریخ کے صفحات کی ورق گردانی کرنی پڑے گی جن کا تعلق اگرچہ امت مسلمہ کے عمومی حالات سے ہے تاہم بالخصوص جس کا تعلق ہندو پاکستان نامی برصغیر کی تاریخ کے گزشتہ تین چار صدیوں سے ہے!......سطور ذیل میں ہم اس حادثۂ فاجعہ اور حکایت خونچکاں کا نہایت مختصر سا تذکرہ کریں گے۔

انگریز اس برصغیر میں ایک تاجر کے ''بہروپ میں آیا تاہم جلد ہی اس نے اپنی چالاکی اور عیاری کی بناء پر مغلوں سے حکومت چھین لی اور یوں دیگر مسلم ممالک بھی، یورپ کے مختلف ممالک کے استبدادی ظلم وستم کا نشانہ بنے اور وہاں بھی فرانسیسی، ڈچ اور دیگر قوموں کی حکومتیں قائم ہوگئیں۔

برصغیر میں بالخصوص اور دیگر مسلم ممالک میں بالعموم تمام امپیریل طاقتوں نے ان ممالک میں اپنا نظام تعلیم رائج کیا تاکہ وہاں کے مسلمانوں/ عوام کو اپنا غلام بنا لیا جائے......اس استعماری چال پر عمل کرتے ہوئے، انگریز نے ہندوستان کے لیے انگریزی نظام تعلیم کی پالیسی بنانے کا فریضہ لارڈ میکالے کو تفویض کیا جس نے اس تعلیمی پالیسی کے بنیادی اصولوں کی یوں وضاحت کی کہ **''ہمارے لیے یہ امر ناممکنات میں سے ہے کہ ہم اپنے محدود وسائل کے ساتھ ہندوستان کی اتنی بڑی آبادی کی تعلیم کا بندوبست کرسکیں۔ ہمیں اپنی تمام تر توجہ اور کوشش اسی امر پر مبذول کردینی چاہیے**

کہ ہم ایک ایسی کلاس/ طبقہ پیدا کریں جو ہمارے اور کروڑوں ہندوستانیوں کے درمیان ایک مترجم کی حیثیت سے کام کر سکیں جن پر ہم حکمرانی کر رہے ہیں۔ ایک ایسا طبقہ جو رنگ و نسل کے لحاظ سے تو ہندوستانی ہو لیکن اپنے ذہن، مذاق (پسند و ناپسند) اخلاق اور ذہنی اعتبار سے انگریز ہو' (یعنی ہمارے مفادات کی نگرانی کر سکے!) (MACAULAY, T. 1935)

اس تعلیمی نظام کے بے شمار دیگر مضمرات از قسم عربی، فارسی زبانوں کی تعلیم کا خاتمہ، (REDUMPTION ACT 1818) کے تحت مسلم تعلیمی اداروں کی ضبطی تھی۔ مزید متعدد مضمرات جو اس پالیسی کے نتیجے کے طور پر ہندوستانی عوام بالخصوص مسلمانوں پر پڑے، ان میں سب سے اہم اور موثر ترین یہ نتیجہ تھا کہ انگریز اپنے اس ''مقصد وحید'' میں سو فی صد کامیاب رہا کہ اس ملک میں ایک ایسا ''اینگلو انڈین اور اینگلو محمڈن'' طبقہ وجود میں آ گیا جس کی ''نفسیاتی نشوونما میں انڈین اور محمڈن'' کا حصہ بہت ہی قلیل (JUST NOMINAL) تھا'' (سید مودودیؒ ۱۹۹۹)

برطانوی نظام تعلیم کی قہرمانیوں پر متعدد مسلمان اہل علم (علامہ اقبال، حالی، اکبر الٰہ آبادی، سید مودودی اور دیگر بے شمار زعماء) نے جو واویلا مچایا، وہ ہماری تاریخ کا ایک ایسا سنہرا باب ہے جس پر سیر حاصل قلم اٹھانے کا قرض مسلمانوں کے نوجوان طبقے کے ذمہ ہے۔ [1]

برطانوی نظام تعلیم نے ہندوستان میں رہنے والی امت مسلمہ کو نہ صرف اپنی دینی تعلیم (عربی، فارسی) میں ہونے کی وجہ سے نابلد کر دیا بلکہ امت مسلمہ اس جمالِ مصطفی ﷺ (اسلام) سے بھی غافل اور بے نیاز ہو گئی جس پر عمل کرنے سے وہ امامت عالم کے منصب پر فائز رہی تھی۔ اس تعلیمی نظام کے چند دوررس مضمرات جو امت مسلمہ

---

[1] اس ضمن میں کتاب ''تعمیر پاکستان: مذہبی، ثقافتی محرکات: کل اور آج (2010) از محمد آفتاب خان میں بھی کسی قدر تفصیلی اشارات کیے گئے ہیں۔

پر پڑے، ان کا ایک مختصر جائزہ ذیل میں درج ہے۔

امت مسلمہ پر مغربی تعلیم وتہذیب کے مضمرات:

☆...... حالیہ دور میں امت مسلمہ کی صفوں میں پائے جانے والے تمام سماجی، معاشی، تعلیمی، اخلاقی، تہذیبی اور سیاسی ابتری کے مسائل کے ڈانڈے اسی تعلیمی نظام سے جا ملتے ہیں جو مسلمانوں نے غیر ملکی آقاؤں کے مسلط کردہ تعلیمی نظام سے گزشتہ دو صدیوں میں اخذ کیے۔ مسلمان نوجوان نسل (لڑکے اور لڑکیاں) مغربی تہذیت اور سوسائٹی کے خیرہ کن مظاہر سے شدید طور پر مرعوب ہو گئے ہیں اور ان کے درمیان ڈیٹنگ اور منشیات کا استعمال روز مرہ کا چلن ہو گیا ہے۔ بالخصوص یہ امر مسلمانوں کے خوشحال طبقے کے بچوں میں عام ہو گیا ہے جو مغربی ممالک میں رہتے ہیں تاہم مسلمان ممالک اور پاکستان کے متمول طبقے کے بچے بھی ایسی ہی صورت سے دو چار ہیں۔ والدین کی بہترین کوششوں کے باوجود وہ اپنے بچوں کو اس قسم کے مخرب اخلاق وکردار عادتوں سے اجتناب نہ کرا سکے، اکثر اوقات ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں کہ جن میں لڑکے اور لڑکیاں اس قسم کی تمام پابندیوں کے خلاف بغاوت کرتے ہیں اور بعض اوقات اپنے گھروں سے نکل جاتے ہیں۔ (عبدالقیوم 2012، سعید آسی 2012) (AMATULLAH ISLAM 1999)

☆......مسلمان لڑکے اور لڑکیاں، جب سکولوں کی تعلیم سے فارغ ہو کر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جاتے ہیں (بالخصوص وہ جو مغربی ممالک میں رہتے ہیں) تو وہ والدین اور خاندان کی ان تمام تر پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں اور وہ مختلف قسم کی متضاد حرکتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ ایک مسلم دانشور خاتون رقمطراز ہیں کہ "وہ نماز نہیں پڑھتے، وہ لڑکیوں سے میل جول رکھتے ہیں اور موبائیل، انٹرنیٹ پر ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔ کبھی کبھی وہ مذہبی مجالس میں بھی چلے جاتے ہیں تاہم اکثر وہ مخلوط پارٹیوں میں جاتے ہیں اور شراب نوشی کرتے ہیں"......سگریٹ نوشی (شراب، منشیات اور

''شیشہ'') ❶ کا استعمال، خوشحال طبقے کے لڑکے، لڑکیوں میں ایک عام سی بات ہے جسے وہ ایک دوسرے کے ساتھ میل جول اور تفریح کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اس طبقے میں جو لوگ اس قسم کی حرکات میں شرکت نہیں کرتے انہیں ''پسماندہ'' اور غیر ترقیاتی یافتہ'' جیسے القابات سے نوازا جاتا ہے۔(HUMA AHMAD 1999)

☆......مغربی تہذیب کے زیر اثر مسلم نوجوان نسل کے افراد وہ تمام عادات واطوار سیکھ کر ان پر عمل پیرا ہیں جو اسلامی اخلاق وکردار سے کوسوں دور ہیں۔ آج کل حصول زر اور سوسائٹی میں اعلی مقام کا حصول، چاہے وہ کسی بھی ذریعہ سے ہو، ایک ایسا مقصد زندگی بن گیا ہے جس کے لیے ہر کس وناکس تگ ودو کر رہا ہے۔ دوسروں کی نقالی کا جذبہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اس دوڑ میں ہر کوئی شریک ہے۔ مخلوط تعلیم، کلاس ٹورز، موسیقی کی تقریبات کی وجہ سے بہت سے مخرب اخلاق اور اسلامی تعلیمات کے منافی پروگراموں میں نوجوان نسل کی شرکت اہم ترین وجہ ہے جس سے وہ زنا میں بھی ملوث ہوجاتے ہیں۔ ہم جولیوں اور دوستوں کا دباؤ اس قدر ہے کہ چونکہ ہر شخص ایسا کرتا ہے، اس لیے وہ بھی کسی سے پیچھے نہیں رہتے اور یوں اپنے ہم عصروں میں ذلیل ہونا نہیں چاہتے!

☆......گھریلو سطح پر محبت وشفقت کا فقدان بھی ایک ایسا اہم عنصر ہے جس کی وجہ سے نوجوان نسل اپنے والدین اور خاندانی روایات واقدار سے بغاوت کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ''گھر سے دوری کسی دوسری جگہ جڑنے کا سبب بنتی ہے''

(BARBARA, D. WHITEHEAD 1999. SHAHID AHMAD, 1995)

اس ضمن میں اس امر کی نشان دہی بھی ضروری ہے کہ اگر والدین اپنے بچوں کے ساتھ محبت وشفقت اور ذاتی تعلق کو اس حد تک استوار کر لیتے ہیں تو پھر ایسے بچوں کے

❶ یہ قدیم 'حقہ' کی قسم ہے جو آج کل شیشے سے بنے حقے کی شکل میں بنائی جاتی ہے اور جس میں چرس یا ہیروئین جیسی منشیات پاکستان کے کالجوں/ یونیورسٹیوں اور اعلیٰ درجے کے ہوٹلوں میں بالعموم لڑکے/ لڑکیاں استعمال کرتے ہیں۔

خراب ہونے کے امکانات بہت ہی کم ہوجاتے ہیں۔ والدین اور بچوں کے درمیان، مضبوط بنیادوں پر تعلقات استوار نہ ہونے کی وجہ سے بلوغت سے قبل کی عمر میں بچوں میں یاس وناامیدی کے جذبات پروان چڑھتے ہیں بالخصوص لڑکیوں کے لیے گھروں میں اپنے ماں باپ سے محبت کی کمی اور اکیلے پن انہیں اس امر پر مجبور کرتی ہے وہ کہ ''کسی دوسرے'' کے ساتھ ایسے تعلقات استوار کریں جن سے وہ دل کی بات کہہ کر اپنے جذبات کی نکاسی کر سکیں اور یوں وہ محبت اور گرمجوشی کا مداوا کسی دوسرے شخص یا فرد سے اس قسم کے محبت آمیز سلوک سے حاصل کریں۔

☆...... بدقسمتی سے مسلم ممالک بالخصوص ہندوستان اور پاکستان کے مسلمان معاشرے میں لڑکیوں کے بارے میں بہت حد تک تعصب (BIAS) پایا جاتا ہے۔ اکثر اوقات والدین اپنے لڑکوں کی غلطیوں کو نظرانداز کر دیتے ہیں اور انہیں لڑکا ہونے کی وجہ سے بہت سے امور میں رعایت برتتے ہیں بالخصوص لباس، تعلیم اور خوراک وغیرہ جیسے امور میں۔ والدین کا ان کے ساتھ سلوک لڑکیوں کے برعکس ہوتا ہے۔ [1] لڑکوں کے بارے میں وہ سمجھتے ہیں کہ ''انہیں شادی سے قبل موج میلہ کرنے اور لطف اٹھانے کا موقعہ دینا چاہیے''......اس منافقانہ رویے اور دہرے معیار کی بناء پر اکثر اوقات لڑکیاں بغاوت پر اتر آتی ہیں۔ اس لیے لڑکیوں کے بارے میں کسی قسم کے فیصلے یا رویہ اپنانے میں اس احتیاط کا برتنا بہت ضروری ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں میں جنس کی بنیاد پر کوئی امتیازی سلوک نہ کیا جائے اور یہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق بھی ہے۔ جب ہم لڑکیوں کے بارے میں ان کے باغیانہ طرزِ عمل کی وجوہات پر غور وفکر کرتے ہیں تو اس حقیقت کا علم ہوتا ہے کہ ''لڑکیاں کیوں لڑکوں کے ساتھ دوستی کرنا پسند کرتی ہیں، تو والدین کو اس امر کا احساس

[1] اگرچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑکیوں کے ساتھ بہت زیادہ پیار، محبت وشفقت کے سلوک کا مظاہرہ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے پر کھڑے ہوکر ان کا استقبال فرماتے، فرطِ محبت سے ان کا ماتھا چومتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔

ہونا چاہیے کہ اس کی وہی وجوہات اور اسباب (یعنی جنسی کشش اور جذبہ) ہوتے ہیں جن کی بنا پر لڑکے، لڑکیوں کی بانہوں میں جھولنا پسند کرتے ہیں''
(AMATULLAH ISLAM,1999)

☆......موجودہ زمانے میں نوجوانوں میں پائی جانے والی جنسی انارکی اور اس سے متعلقہ مسائل کی ایک دوسری اہم ترین وجہ کا تعلق بھی اس دورِ غلامی سے ہے جو امت مسلمہ نے برطانوی/ یورپی استعمار اور غلامی کے تحت گزاری ہے جن کی وجہ سے دین سے دوری کی بناء پر مسلم نوجوان طبقے کا دل ٹوٹ کر رہ گیا ہے اور دور دور تک انہیں کوئی شعاعِ امید نظر نہیں آتی۔ ایسی ہی حالات نے علامہ اقبالؒ کو یہ شعر کہنے پر مجبور کر دیا کہ

دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
کر چارہ کوئی ان کی پریشان نظری کا!

اس شعر میں علامہؒ نے مسلمان نوجوان نسل کی مایوسی، بے عملی اور زبوں حالی جیسے امراض کی تشخیص کرتے ہوئے اساتذہ (جس میں مذہبی راہنما اور پیر صاحبان بھی شامل ہیں) پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ نوجوان نسل کی اس پریشان فکری کا خاص طور پر تدارک کرتے ہوئے مناسب اقدامات کریں۔

☆......دنیا بھر کے مسلمان والدین کا ایک اہم ترین مسئلہ اس جنسی بے راہ روی سے بھی ہے جس سے نوجوان نسل ہر جگہ اور ہر وقت دو چار ہو رہی ہے۔ سکول، بازار، اخبارات، میگزین، اشتہارات، ویڈیو، فلم، ٹی وی، انٹرنیٹ، ڈش اور موبائیل کے ذریعے جنسی مناظر اور مغربی موسیقی کے تحت جنسی پیغامات گانوں کے بولوں کے ذریعے اس تیزی کے ساتھ پھیلائے جا رہے ہیں جن کی وجہ سے کینڈی سٹراوڈ (KANDY STROUD) نامی سنگر نے والدین سے ہاتھ جوڑ کر درخواست کی کہ وہ اپنے بچوں کو اس قسم کے گانوں کے سننے سے بچائیں جسے اس نے ''عریاں گانوں'' سے تعبیر کیا (SHAHID ATHAR,1995)

☆...... موجودہ دور کا ایک بہت بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ اس دور میں انسانوں/ مسلمانوں کے سامنے کوئی رول ماڈل نہیں رہا (اگر چہ اس بارے میں ہم درج بالا سطور/ صفحات میں بھی کافی حد تک گفتگو کر چکے ہیں)۔ اس زمانے میں والدین ان تمام احکامات پر عمل پیرا نہیں جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیے ہیں۔ ایسے حالات میں بچوں سے اخلاقی اور دینی شعار کی پابندی کا مطالبہ بہت حد تک خام خیالی ہے۔ بچوں کے لیے والدین ہی ایک ماڈل ہوتے ہیں چونکہ وہ ان کے قریب ترین ہوتے ہیں پس والدین کے لیے یہ از حد ضرور ہے کہ وہ ہمیشہ نہایت محتاط طرز عمل کا مظاہرہ کریں۔ ایک عام اصول کے تحت لڑکیاں اپنی ماؤں سے متاثر ہوتی ہیں جبکہ لڑکوں کے لیے ان کا والد ایک نمونے کا انسان ہونا چاہیے۔

☆...... اس امر کی جانب پہلے بھی اشارہ کیا جا چکا ہے کہ مسلمان بحیثیت مجموعی، اپنی زندگی میں جنسی امور کے بارے میں گفتگو کرنے میں بہت حد تک شرم وحیا کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس وجہ سے مسلم معاشرہ میں نہ صرف بچوں، نوجوان نسل بلکہ بالغ افراد میں بھی بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں (باب پنجم)۔ ان مغالطوں کی بناء پر نوجوان لوگوں کی نہ صرف شادی سے پہلے کی زندگی بلکہ شادی کے بعد کی زندگی بھی متاثر ہوتی ہے۔ خاندانی نظام کے بنیادی اخلاقی امور اور ہدایات کا علم نہ ہونے کی بناء پر زوجین کے ایک دوسرے پر جو حقوق اور فرائض ہیں، ان کے بارے میں معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس طرح بچوں کی پرورش، دیکھ بھال اور ان کی تعلیم وتربیت کے معاملے پر بھی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے زوجین کے درمیان اختلافات شروع ہو جاتے ہیں۔ مسلم معاشروں میں بڑھتی ہوئی تشدد کی شرح، مار پیٹ، مٹی کے تیل سے جل مرنے کے واقعات بالآخر طلاق پر منتج ہوتے ہیں اور نوبت اکثر اوقات عدالتوں تک جا پہنچتی ہے۔ اس قسم کے تمام حالات وواقعات، مسلم معاشرے میں خاندانی نظام کی خرابی اور تباہی کی جانب واضح اشارے کرتے ہیں۔

☆......ان مسائل کا ایک دوسرا پہلو ان غریب اور متوسط خاندانوں کی لڑکیوں سے متعلق ہے جو شادی کے لیے لوگوں کے بھاری جہیز مانگنے کی بھینٹ چڑھ رہی ہیں۔ معاشرے میں ''اونچا سٹینڈرڈ/ معیار زندگی'' کے حصول کا مقصد مستقبل قریب میں ختم ہوتا نظر نہیں آتا جس کے دو پہلو بہت اہم ہیں۔ اولاً یہ کہ لڑکیوں کی شادی نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے بہت سے معاشرتی اور نفسیاتی مسائل جنم لیتے ہیں۔ تاہم جن لڑکیوں کی شادی ہوجاتی ہے، انہیں سسرال میں کم جہیز لانے کے طعنے سننے کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے ان کی زندگی اجیرن ہو کر رہ جاتی ہے (عائشہ رباب 2012) ان ہر دو مسائل کی وجہ سے مسلم معاشرے کی حالت نہایت دگر گوں ہو کر رہ گئی ہے اور قریباً ہر دوسرا یا تیسرا گھرانہ اس المیے سے دوچار ہے!

☆......مسلمان ممالک میں رہنے والے نیز وہ مسلمان خاندان جو یورپ/ امریکہ میں قیام پذیر ہیں، وہ اس خام خیالی میں مبتلا رہتے ہیں کہ ان کے بچے، زندگی کے آنے والے دور میں خود بخود ایک اچھے مسلمان بن جائیں گے بغیر کسی اسلامی تعلیم وتربیت کے جو انہیں گھریلو طور پر دی جائے۔ اس قسم کے والدین اس امر کا احساس کرنے میں ناکام رہتے ہیں کہ بچپن کی عمر ایک ایسا دور ہوتا ہے جب بچے سب سے زیادہ اثر قبول کرنے والے ہوتے ہیں جن میں ان کی کردار سازی کا عمل بہت آسانی سے سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ اس دور میں اگر ان کے سامنے ایک اچھے نمونے کی زندگی بسر کرنے کا مظاہرہ کیا جائے تو وہ ان عادات واطوار کو آسانی سے سیکھ سکتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں زندگی اس قدر مصروف ہوگئی ہے اور انسان کو معاشی طور پر اس قدر مشکلات درپیش ہیں کہ ماں اور باپ دونوں زندگی کی گاڑی کو رواں دواں رکھنے کے لیے گھر سے باہر جا کر کام کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہ صورت حال یورپ اور امریکہ میں رہنے والے والدین کے لیے زیادہ پریشان کن ہے۔ معاشرے میں پائے جانے والے نام نہاد معیار زندگی کی وجہ سے انہیں سخت محنت اور تگ ودو کرنی پڑتی ہے جس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے پاس اپنے بچوں

کی تعلیم وتربیت اور نگرانی کے لیے کوئی وقت نہیں بچتا۔ اس طرح بچے اسلامی تعلیمات کو سمجھنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ حالیہ معاشرتی اقدار کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ خوشحال والدین، اپنے بچوں کی پرورش کے دوران ان کے لیے کپڑوں، جوتے، کھلونے اور اسی قسم کی دیگر اشیاء فراہم کرنے کے لیے بے تحاشہ دولت خرچ کرتے ہیں لیکن کبھی ان کی توجہ اس جانب مبذول نہیں ہوتی کہ بچوں کی تربیت کے لیے اخلاقی موضوعات پر مبنی لٹریچر (کتب/ رسائل) جو بچوں کی عمر اور ان کی ذہنی سطح سے مطابقت رکھتے ہوں، بھی فراہم کرنے ضروری ہیں۔ یاد رہے کہ اس قسم کے اعلیٰ لٹریچر کا بچوں کی سیرت وکردار پر کتنا گہرا اور دوررس اثر پڑتا ہے اس کا اندازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس ہدایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ بچوں کو اوائل عمر میں بڑے بڑے شعراء کے اشعار یاد کرنے کی ترغیب وتلقین فرماتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح بچے کا ذہنی افق وسیع ہوجاتا ہے اور عمر کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیادہ تخلیقی صلاحیتوں سے بہرمند بھی ہوجاتے ہیں۔ اس ضمن میں بچوں کی عمر اور ذہنی استعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم نے (ضمیمہ د) میں کتب ورسائل کی ایک فہرست دی ہے جس سے والدین کو اس ضمن میں آسانی ہوجائے گی۔

☆......اس قسم کے والدین بھی ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کی تمام تر ذمہ داری سکولوں پر ڈال دیتے ہیں۔ بچوں کو سکول میں داخل کرانے کے بعد وہ اپنی اس ذمہ داری سے بری الذمہ ہوجاتے ہیں۔ ایسے والدین کو اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ بچوں نے تو سکول میں ایک محدود عرصے کے لیے ہی رہنا ہوتا ہے جبکہ ان کی زندگی کا بیشتر وقت گھر میں ماں باپ کی نگرانی ہی میں گزرتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ موجودہ دور میں والدین نے اپنے بچوں کے ساتھ محبت وشفقت کا وہ تعلق قائم ہی نہیں رکھا جس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان اعتماد اور باہمی عزت کی فضاء قائم ہو (ثمینہ روحی 2010)۔ والدین، سکولوں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی ودینی تربیت بھی کریں گے یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک بالخصوص امریکہ میں اساتذہ اور ماہرینِ

تعلیم، بچوں کی جنسی تعلیم میں ناکامی کا ذمہ دار والدین کو ٹھہراتے ہیں۔

مسلم ممالک میں رہنے والے والدین اور ان کے بچوں کو درپیش جنسی، تعلیمی، تہذیبی اور تربیتی مسائل کا موضوع بہت حد تک طوالت پکڑ گیا ہے۔ اس کی وجہ، جیسا کہ سطور بالا میں واضح کیا گیا، امت مسلمہ کی وہ حالت غلامی ہے جس سے وہ دو تین صدیوں دو چار ہے۔ ان طاغوتی طاقتوں نے اس امر کی سرتوڑ کوشش کی کہ امت مسلمہ کو اسلام کی تہذیبی واخلاقی اقدار سے بیگانہ کر دیں۔ اگر چہ وہ اپنے اس مقصد میں مکمل طور پر کامیاب تو نہ ہو سکے تاہم امت میں ایک ایسا طبقہ پیدا کرنے میں ضرور کامیاب ہو گئے جس کی فکر و عمل کا دائرہ، حکمرانوں کی تعلیم و تربیت اور حکمت عملی کے عین مطابق بیرونی آقاؤں کے مفاد کی نگرانی کرنے میں مصروف رہا اور یہ سلسلہ قیام پاکستان کے بعد سے لے کر اب تک جاری ہے۔ غیر ملکی حکمرانوں نے اپنی پالیسی کے تحت، مسلمانوں کے دل و دماغ میں قرآن وحدیث کے بارے میں بے شمار مغالطے اور غلط فہمیاں پیدا کر دیں۔ مستشرقین (ORIENTIALISTS) نے اپنی تمام عمران واقعات کو توڑ موڑ کر پیش کرنے میں کھپا دی جن کا تعلق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو اور ازدواجی زندگی سے تھا۔ ان کی تمام تر تحقیقات جو انہوں نے ''با مقصد ریسرچ'' (OBJECTIVE RESEACH) کے نام نہاد نعرے کی آڑ میں کی، اس کا مقصد صرف اور صرف مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات کے کانٹے بونا تھا۔ (محمد آفتاب خان (2012)، محمد آفتاب خان، مولانا عبدالحکیم اکبری (2014) ان کی کوششوں کا نتیجہ درج بالا مختلف مسائل کی شکل میں نکلا جس سے امتِ مسلمہ آج تک دو چار ہے۔ اس صورت حال سے نبرد آزما ہونے اور ان کے حل کی تدابیر ہمارے آئندہ ابواب کا موضوع سخن ہیں۔ تاہم مسلمان نوجوان نسل جو مغربی ممالک میں رہتی ہے، ان کے اس قسم کے مسائل کے بارے میں ایک مسلم دانشور خاتون نے درج ذیل چند مہمات مسائل کا مزید ذکر کیا ہے۔ (KAREN PRYER SALAHUDDIN 1998)

☆......مسلمان نوجوان، مغربی ممالک میں پائے جانے والے منافقانہ اور دہرے معیار زندگی کی بناء پر سخت ذہنی خلفشار اور پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں بالخصوص جبکہ ان ممالک میں اسلام کے بارے میں صحیح معلومات کا نہ صرف فقدان ہے بلکہ موجودہ زمانے میں وہاں کے لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کے خلاف جذبۂ عناد بھی پیدا کر دیا گیا ہے۔

مسلم ممالک کے مسلمانوں کی اپنی زندگی بھی بحیثیت مجموعی منافقانہ رویے اور دورنگی سے خالی نہیں۔ ان ممالک میں نظام تعلیم سیکولر/ لادینی اصولوں پر مبنی ہے جہاں مسلمان بچوں کو اسلامی تعلیم وتربیت دینے کا کوئی مناسب بندوبست نہیں۔

☆......مسلمان نوجوان، اس ذہنی پریشانی اور گومگو کی کیفیت اور خلفشار کے نتیجے میں بغاوت پر اتر آتے ہیں جبکہ انہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ بہت سے افعال جو وہ کرنا چاہتے ہیں، اسلامی تعلیمات کے منافی اور حرام ہیں۔ وہ اپنے دوستوں سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں بات چیت کرنے میں وقت محسوس کرتے ہیں کیونکہ وہ خود بھی اس حکیمانہ نظام سے آگاہ نہیں ہوتے۔ نیز دیارِ غیر میں اس کام کے لیے جس ہمت، حوصلے اور بلند اخلاق ومضبوط کردار کی ضرورت ہوتی ہے، یہ تمام صفات ان بچوں میں نہیں پائی جاتیں۔

جنسی مسائل کے حل کی تدابیر: ذیل میں ہم ان چند مسائل کے حل کے بارے میں گفتگو کریں گے جس کی روشنی میں مسلم ممالک نیز مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمان والدین، اپنے بچوں کو درپیش مسائل کے حل کی تدابیر پر عمل پیرا ہوسکیں گے۔ نیز ان اقدامات سے نوجوان نسل کو بھی ایک عملی مسلمان بننے میں مدد ملے گی۔

☆......ان اقدامات میں اہم ترین والدین کا کردار ہے۔ سب سے پہلے انہیں اپنی زندگی کے اس منافقانہ رویے اور دورنگی کو خیرباد کہنا چاہیے جس میں وہ اس وقت تک مبتلا رہے ہیں اس ضمن میں ایک اصل الاصول جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے، وہ ہر وقت ہمارے پیش نظر رہنا چاہیے۔ سورہ الصّف (2:61) میں فرمایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو''

ماں باپ کے لیے صرف یہی کافی نہیں کہ وہ بچوں کو کسی فعل سے منع کریں بلکہ انہیں خود بھی ایسے تمام اعمال سے باز آ کر بچوں کے سامنے ایک بہترین مثال پیش کرنے کی ضرورت ہے نیز انہیں بچوں کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ ان کی کسی حرکت کی کیوں ممانعت کی گئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ، والدین کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ان حالات کے مقابلے میں جو ان کے اردگرد ماحول میں پھیلے ہوئے ہیں، اپنے بچوں کو جنسیت کے بارے میں صحیح اسلامی تعلیمات سے بھی آگاہ کریں۔ ایک مسلمان بچے کے لیے یہ امر بہت مشکل ہے کہ وہ اپنے اسلامی تشخص کا اظہار کر سکے جبکہ اس کے دوستوں کی ایک بہت بڑی تعداد اسلام کے بنیادی امور سے بھی آگاہ نہیں۔ اس جگہ کسی کو اس امر پر حیرت کا اظہار کرنے کی ضرورت نہیں کہ مسلمان ممالک کے بچوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہی نہیں۔ اس امر میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد، چاہے وہ مسلمان ملکوں میں رہتے ہوں یا کسی مغربی ملک کے رہنے والے ہوں، اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ نہیں (جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم نے علامہ اقبالؒ کے کلام سے واضح کیا ہے)۔ موجودہ زمانے کے مسلمانوں کو اسلام بطور ایک لائحہ عمل اور زندگی کے طریق کار کے حوالے سے قطعاً کوئی معلومات حاصل نہیں۔ عرصۂ دراز سے چونکہ وہ ہندوؤں کے ساتھ رہتے چلے آئے ہیں، اس لیے ہندو تہذیب و مذہب یا دوسرے مذاہب (عیسائیت) کی طرح وہ اس بات کا ہی علم رکھتے ہیں کہ اسلام بھی پوجا پاٹ کا ایک مذہب ہے جس کا دنیا میں زندگی بسر کرنے کے مختلف پہلوؤں سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر ہم صرف نماز، روزہ کی پابندی کر لیتے ہیں تو ہمارے لیے یہی کافی ہے۔ اس کے بعد جہاں زندگی کے دیگر معاملات جن کا تعلق ہماری سیاست، معیشت، اخلاق، تعلیم، قانون، عدالتی نظام، بچوں کی پرورش، نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ سے ہے تو ایسے معاملات میں ہم اپنی مرضی یا برادری کے طور طریقوں، مروجہ معاشرتی رسم ورواج یا ملکی قانون جو اگر

قرآن وحدیث سے ٹکراتے بھی ہیں (مثلاً سودی نظام) تو ہم ان تمام امور میں اپنی مرضی سے زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ ایسے عالم میں جبکہ عام مسلمان، اسلامی تعلیمات کے وسیع تناظرے سے لاعلم ہوں یا ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے یا یہ سمجھتے ہیں کہ صرف نماز، روزہ کی پابندی کرنے سے ہم اللہ اور رسول ﷺ کو بروز قیامت خوش کرسکیں گے تو یہ ایک ایسی خام خیالی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف بڑے بلکہ نوجوان نسل بھی بہت سی برائیوں کا شکار ہورہی ہے۔ والدین کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اس امر سے آگاہ کریں کہ وہ اپنے اسلامی تشخص کی بناء پر بنیادی طور پر مغرب یا دیگر ممالک کے باشندوں سے بہت مختلف ہیں۔ ایک مسلم دانشور یوں رقمطراز ہیں کہ ''اسلام انسانی زندگی میں جسمانی صحت وتندرستی اور پاکیزگی وطہارت کے بارے میں مستقل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ایک مسلمان بچے کی پرورش ایک مسلسل تربیتی پروگرام کا حصہ ہے جو اسے مستقلاً اور ہر وقت، جسمانی افعال واعمال کے بارے میں چوکنا اور ہوشیار رہنے کی دعوت دیتا ہے۔ انسانی زندگی میں کھانا پینا، حوائج ضروریہ سے فارغ ہونا نیز جنسی تقاضوں کو پورا کرنا، جسمانی بالوں کو صاف کرنا، ناخن کاٹنا وغیرہ کے بارے میں شریعت الٰہیہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ راہنمائی دی ہے۔ ہم نے ان امور میں سے چند کا ذکر کیا ہے جبکہ انسانی زندگی کا کوئی بھی دوسرا گوشہ اور پہلو الہامی ہدایت سے بے نیاز نہیں۔ اسلام نے مختلف دعائیں سکھائی ہیں کھانا کھانے سے قبل اور مابعد اور اس طرح دیگر افعالِ زندگی کی سرانجام دہی پر مختلف دینی اعمال کا بجالانا ضروری ہے۔'' (ABDUL WAHAB BOUDHIBA 1998)

موجودہ زمانے کے لڑکے اور لڑکیاں صرف اس فتویٰ کو نہیں مانتے کہ ''اسلام میں گرل فرینڈ/ بوائے فرینڈ'' کا تصور نہیں بلکہ انہیں بچپن سے ہی اس امر سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمان بالغ افراد کے لیے کسی بھی غیر محرم سے میل جول صرف شادی کے بعد ہی جائز ہے۔ شادی سے قبل ان کے درمیان کسی قسم کا بھی قریبی رابطہ جائز نہیں۔ طفولیت سے لے کر بلوغت کے درمیان انہیں اس امر سے آگاہ کرنے میں کسی قسم کی شرم

وحیا مانع نہیں ہونی چاہیے کہ شادی سے قبل دوصنفوں کے افراد کے درمیان تعلقات نہ صرف انسانی صحت وتندرستی اور نفسیاتی حالت کے لیے نقصان دہ ہیں بلکہ اس کی وجہ سے خاندانی نظام بھی تباہ ہوجاتا ہے اور یوں معاشرے میں فساد برپا ہوجاتا ہے جیسا کہ مغربی ممالک کے حالات سے واضح ہے۔ (ABU MUJAHID 1999; AMATULLAH ISLAM 1999)

نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے ساتھ جنسی موضوعات جیسے اہم لیکن حساس امور پر گفتگو میں جو دقت اور حجاب ہوتا ہے، اس بارے میں مبین اختر (۲۰۱۰) کا یہ مشورہ ہے کہ ''اس قسم کے موضوعات پر لڑکپن سے ہی بات چیت شروع کردینی چاہیے۔ جب بچے بولنا شروع کریں اور کس حد تک سمجھ دار ہوجائیں تو پھر انہیں جسم کے دیگر اعضاء کی طرح، جسم کے بول وبراز والے اعضاء کے بھی، صحیح نام بتا دینے چاہئیں۔ آخر کار پیشاب، پاخانہ، انسانی جسم کے فطری افعال میں شامل ہیں۔ پس ان کے بیان میں کسی قسم کی شرم وحیا کو دخل حاصل ہونا نہیں چاہیے۔ اسی طرح ان اعضاء کے صحیح افعال کا ذکر کردینا بھی ضروری ہے۔ مثال کے طور پر یہ بتایا جانا ضروری ہے کہ مقعد، پاخانے کے اخراج کا راستہ ہے اور پیشاب کے اخراج کے عضو کا نام (PENIS) ہے۔ اگر وہ ان اعضاء کو ہاتھ لگاتے ہیں تو انہیں سرزنش کرنے اور غصہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ تین چار سال کی عمر کے بعد انہیں بتا دینا چاہیے کہ لوگوں کے سامنے ایسا کرنا اچھا خیال نہیں کیا جاتا۔ پس انہیں چاہیے کہ وہ بلاوجہ ان اعضاء کو ہاتھ لگانے سے احتراز کریں۔ ہمیں اس سے اُسی طرح احتراز کرنا چاہیے جس طرح ہم دوسرے لوگوں کے سامنے پیشاب، پاخانہ نہیں کرتے۔''

ایسے بچے جن کی پرورش اور تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کی جاتی ہے تو وہ اپنے دوستوں میں پائی جانے والی ہر قسم کی بری عادات میں ملوث ہونے سے بچے رہتے ہیں۔ اس ضمن میں، بڑا ہونے پر انہیں ان تمام حالات اور واقعات سے بھی آگاہ کردینا چاہیے جو مغربی ممالک میں پائے جاتے ہیں اور مناسب اعداد وشمار کی مدد سے بتانا چاہیے کہ ان

مما لک میں جنسی افعال کی وجہ سے کم عمری میں لڑکیوں کو حمل ٹھہر جاتا ہے اور وہ جنسی بیماریوں بالخصوص ایڈز کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ انہیں آگاہ کیا جائے کہ زندگی میں کونسا رویہ اختیار کرنا مناسب ہے اور کونسا رویہ غیر مناسب اور نقصان دہ، اس طریق پر بچوں کی مدد کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ بالغ ہونے پر جنسی طور پر ایک تندرست اور صحت مند فرد بن سکیں۔

☆...... چونکہ بچپن کا دور زندگی کا ایک ایسا مرحلہ ہوتا ہے جب بچے بہت جلد اثر قبول کرتے ہیں۔ اس دور میں ان کی سیرت وکردار کی تعمیر کے لیے انہیں اس قسم کا شستہ اور بہترین لٹریچر پڑھانے کی ضرورت ہے۔ یہ لٹریچر عمدہ قسم کے علمی وادبی رسائل، کتب، انبیاء کے حالات زندگی اور دیگر موضوعات پر مشتمل ہونا چاہیے جو ان کی عمر اور ذہنی نشوونما کے مطابق ہو۔ (ضمیمہ ج)

☆......جیسا کہ پہلے بھی اس جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ ہمارے ملک میں والدین اپنے بچوں سے بنیادی جنسی موضوعات پر بھی گفتگو کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اس کی اہم ترین یہ وجہ ہے کہ ان کی تربیت بھی ایسے ہی حجاب آمیز طریقے سے کی گئی تھی اس لیے وہ بھی اس قسم کے موضوعات پر گفتگو کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ والدین کو زیادہ تعلیم یافتہ نہ ہونے کے سبب، اس قسم کے موضوعات کے بارے میں علم ہی نہیں ہوتا جبکہ موجودہ زمانے کے بچے ان کی نسبت زیادہ اور بہتر طور پر آگاہ ہوتے ہیں۔ تاہم ان دونوں صورتوں میں والدین کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی کم علمی کی بناء پر عدم اطمینان، پریشانی اور اضطراب کی کیفیت سے نکلیں جس وجہ سے وہ اپنے بچوں سے جنسیت سے متعلق مسائل پر بات نہیں کر سکتے۔ اس ضمن میں انہیں چاہیے کہ وہ کسی ایسے شخص سے اس قسم کی تمام معلومات حاصل کریں جسے ان امور کا علم ہو تا کہ وہ اپنے بچوں کے سوالات کے مناسب جواب دے سکیں۔ تاہم اس ضمن میں اس امر کی اشد احتیاط ضروری ہے کہ بچوں کو کسی صورت میں بھی غلط معلومات نہ دی جائیں۔

ایسے حالات میں سب سے بہتر یہ ہے کہ بچوں کو بتا دیا جائے کہ وہ اس سوال کا جواب نہیں جانتے۔ تاہم بعد میں سوال کا جواب معلوم ہونے پر انہیں بتا دیا جائے۔ نوجوان طبقے نیز ان کے والدین کو جنسیت کے بارے میں ضروری معلومات بہم پہنچانے کے لیے آئندہ صفحات میں اس امر کی جانب توجہ دلائی گئی ہے کہ جنسیت کے مختلف پہلوؤں پر، دنیا کی مختلف زبانوں میں مختلف قسم کے پمفلٹ، کتابچے وغیرہ شائع کیے جائیں۔

☆...... جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بتایا گیا ہے کہ جنسی تعلیم کا تعلق صرف جنسی افعال کے ساتھ ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک ہمہ جہتی موضوع ہے جس کا اظہار انسان کی زندگی میں مختلف طریقوں سے ہوتا ہے کہ وہ کس قسم کا لباس زیب تن کرتا ہے، وہ کس طرح گفتگو کرتا ہے اور وہ اپنی روز مرہ زندگی میں کس طرح کے اعمال کا مظاہرہ کرتا ہے۔ پس والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو صحیح اخلاقی امور کی تعلیم دیں۔

☆......صحیح ترین معلومات فراہم کریں۔

☆......ان کے اندر ایک مضبوط کردار اور ذاتی عزت و وقار (SELF WORTH) کا احساس پیدا کریں۔

☆......بچوں کی اپنی زندگی میں آزادانہ تاہم، صحیح قوت فیصلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کریں تا کہ وہ اس کا مناسب انداز میں اظہار بھی کر سکیں۔

☆......والدین کو چاہیے کہ بچوں کی تربیت کے دوران، انہیں دونوں صنفوں کے درمیان علیحدہ رہنے کے تصور کو پروان چڑھائیں۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے باہمی اختلاط کو ہر قیمت پر روکنا چاہیے تاہم دونوں اصناف کے لیے علیحدہ علیحدہ مجالس کا انتظام کرنا چاہیے تا کہ ان میں اپنے مسلم ہونے کا شعور پیدا ہو۔ نیز پکنک پارٹیوں، کھیلوں اور دیگر علمی و ادبی سرگرمیوں کے لیے علیحدہ پروگراموں کے ذریعے نوجوان بچوں کو ایسی سرگرمیوں میں مصروف کیا جا سکتا ہے جس سے وہ برے ماحول کی برائیوں سے محفوظ رہ سکیں۔

☆......اسلامی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہر فرد، کسی ایک فرد کو دین کی تعلیم دینا شروع کرے، اکثر اوقات اس قسم کے پروگراموں کے مثبت نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ یہ عام مشاہدہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو دینی بات سکھاتا ہے تو پھر وہ خود بھی اس پر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔

☆......مغربی تہذیب واقدار سے مرعوبیت کی بناء پر مسلم ممالک میں اکثر مسلمان والدین بچپن سے ہی اپنے بچوں کے لباس کے بارے میں غفلت اور کاہلی برتتے ہیں۔ اس کی وجہ سے بچوں میں آغاز عمر سے ہی ستر کے حدود کا خیال نہ رکھنے کے بارے میں لاپرواہی کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس امر کی ہر ممکن احتیاط کرنی چاہیے کہ لڑکے اور لڑکیوں کا لباس تنگ اور عریاں نہ ہو کہ لوگوں کے لیے کشش اور توجہ کا باعث بنے۔ لڑکیوں کے بڑا ہونے پر لازم ہے کہ جب بھی وہ گھر سے باہر نکلیں تو حجاب/ سکارف لیں۔ اس ضمن میں بچوں کو ان تمام تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں سورہ النور، الاحزاب اور دیگر قرآنی سورتوں میں درج ہدایات سے آگاہ کیا جائے جن میں خاندانی نظام، اسلامی طرز معاشرت اور پردے کے بارے میں تفصیلی ہدایت دی گئی ہیں (باب نہم)۔ ایک مسلم دانشور (ABDULWAHAB BOUDHIBA1998) رقمطراز ہیں کہ ''ایک مسلمان کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اپنی نظر پر ہر صورت میں قابو رکھے۔ اسے یہ جاننا چاہیے کہ دوسروں کے ساتھ میل جول رکھنے میں اسے کن حدود کا خیال رکھنا چاہیے۔ تاہم مردوزن کے باہمی اختلاط کا تصور اسلامی نقطہ نظر سے بہت دوررس مضمرات کا حامل ہے کیونکہ اسلام میں ''ستر'' کا تصور درج ذیل چار امور پر محیط ہے مثلاً مرد وعورت ایک دوسرے کے کن حصے کو دیکھ سکتے ہیں۔

☆......ایک مرد کا کسی عورت کو دیکھنا۔ ☆......ایک عورت کا کسی مرد کو دیکھنا۔

☆......ایک مرد کا کسی مرد کو دیکھنا۔ ☆......ایک عورت کا کسی عورت کو دیکھنا۔

ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ کسی شخص کو دوسرے شخص کو دیکھنے کے بارے میں

بھی احتیاط کا حکم دیا گیا ہے تو وہاں مخلوط مجالس اور آزادانہ میل جول کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔

☆......انسانوں کے لیے اپنی زندگی بسر کرنے کے لیے کسی نمونہ یا رول ماڈل کے بارے میں گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جاچکا ہے۔فطری طور پر نوجوان لوگ، منافقانہ رویے سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ ایسے افراد سے دور بھاگتے ہیں جن کے قول وفعل میں تضاد پایا جائے۔ اگر والدین ٹی وی پر عریاں پروگرام دیکھتے ہیں تو وہ کس طرح اس امر کی توقع کرسکتے ہیں کہ ان کے بچے اس قسم کے پروگرام نہ دیکھیں؟ نوجوان لوگ بہت آئیڈیل پسند ہوتے ہیں، وہ دنیا کو اپنے خیالات کے مطابق بدلنے کا داعیہ رکھتے ہیں۔ وہ اپنے محدود گھریلو ماحول کی حد تک غلط نہیں ہوتے اور بہتری کے لیے متعدد اصلاحات کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اس طرح انہیں موقعہ مل سکتا ہے کہ وہ گھریلو امور اور کاموں میں شریک ہوسکیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کرنے سے انہیں مصروف رکھا جاسکتا ہے اور یوں وہ دیگر بڑی ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔

☆...... ماضی قریب میں ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ لڑکیوں نے اپنے والدین سے بغاوت کرتے ہوئے کسی لڑکے کے ساتھ دوستی کرلی۔ اکثر اوقات معصوم لڑکیوں کو کسی نوجوان لڑکے/ مرد سے ٹیوشن پڑھنی پڑتی ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے محبت کرنے لگتے ہیں جو بالآخر لو میرج کی صورت میں منتج ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں والدین شدید غم وغصے کا اظہار کرتے ہیں اور انتہائی حالت میں لڑکی کو کسی کمرے میں بند کردیتے ہیں۔ بعض حالات میں معاملہ اعلی عدالتوں تک جا پہنچتا ہے جبکہ لڑکے/ لڑکی کو کسی یورپی ملک میں سیاسی پناہ مل جاتی ہے جس سے نہ صرف والدین، خاندان بلکہ ملک وملت اور اسلام کی بھی بدنامی ہوتی ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسے حالات نتیجہ ہیں اس غیر اسلامی تعلیم وتربیت کا جس کے تحت بچے/ بچیاں مخلوط طرز تعلیم اور آزادانہ طور پر ملتے جلتے ہیں۔ تاہم اس قسم کے واقعات وحالات

میں تحمل وصبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے کیونکہ نوجوان بچوں پر اس طریقے کا مثبت اثر ہوتا ہے اور وہ اس پر بہتر ردعمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ (AMATULLAH ISLAM AND ABU MUJAHID, ISLAM. 1999) والدین کو چاہیے کہ اس قسم کے واقعات کی وجوہات پر بھی غور کریں کیونکہ ایسے حالات کی متعدد وجوہات ہوتی ہیں کہ کیوں لڑکیاں، لڑکوں کے ساتھ جانا پسند کرتی ہیں؟۔ اس سلسلے میں چند ایسی وجوہات کا ذکر ذیل کی سطور میں کیا جارہا ہے۔

☆ باب ہشتم میں بیان کیا گیا ہے کہ بلوغت کے وقت لڑکے اور لڑکیاں بہت زیادہ جذباتی ہوجاتے ہیں کیونکہ فطری طور پر ان کے اندر مختلف جنسی ہارمونز کی موجودگی کی وجہ سے ان کے جنسی جذبات میں ہیجان آجاتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک عارضی اور وقتی دور ہوتا ہے اور اس پر قابو پانے کے لیے ان کو کسی مثبت سرگرمیوں میں مصروف کردینا چاہیے۔ لڑکیوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ آیا وہ شادی کرنا پسند کرتی ہیں تاہم انہیں اس پر مجبور نہیں کرنا چاہیے۔

☆ لڑکیوں کے باغیانہ رویے کی ایک اور اہم وجہ ان کو گھریلو سطح پر محبت، پیار اور توجہ کا نہ ملنا ہے۔ ایسی لڑکیاں نہ صرف دونوں ماں باپ بلکہ خاص طور پر ماں کی محبت سے محروم ہوتی ہیں۔ بعض حالات میں چونکہ والدین نوکری کرتے ہیں تو پھر ایسے حالات میں انہیں اپنے بچوں کی تربیت کرنے اور ان پر توجہ دینے کا وقت نہیں ملتا۔۔۔۔۔ چونکہ لڑکے باہر جا کر کھیل کود میں اپنے دوستوں کے ساتھ مصروف ہوجاتے ہیں جبکہ لڑکیوں کو ایسا کوئی موقعہ نہیں ملتا۔ اس وجہ سے وہ کسی لڑکے کے ساتھ دوستی کرلیتی ہیں۔

☆ لڑکیوں پر اپنی ہم جولی لڑکیوں کی جانب سے بھی بہت دباؤ ہوتا ہے کہ وہ بھی اس طرح کریں جس طرح دوسرے لوگ کررہے ہیں۔ اگر کسی لڑکی کا کوئی لڑکا دوست نہیں ہوتا تو پھر اسے گھامڑ (GEEK) سمجھا جاتا ہے۔

☆ جیسا کہ درج بالا سطور میں بتایا گیا ہے کہ جب لڑکیاں محسوس کرتی ہیں کہ ان

کے والدین ان کے ہمدرد، محبت کرنے والے اور اس کے معاملات میں دلچسپی لے رہے ہیں تو پھر وہ ان پر اعتماد کا مظاہرہ کرتے ہوئے، اپنے ذاتی مسائل سے انہیں آگاہ کردیتی ہیں۔ **ایسے تمام معاملات/ مسائل کی جڑوں میں ذاتی حفاظت اور محبت کا فقدان کارفرما ہوتا ہے۔ اس لیے لڑکیوں میں عزت نفس کے جذبے کو ابھارنے اور ان کی انفرادی صلاحیتوں کا بھرپور اعتراف کرنے سے انہیں بہت حد تک سکون اور اطمینان حاصل ہوتا** ہے۔ اس لیے ان کے لیے چند مثبت سرگرمیوں کا آغاز گھریلو سطح پر یا بیرون دیگر اسلامی تقریبات کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔ اس قسم کی سرگرمیوں میں خواتین کی علمی وادبی مجالس میں شرکت، پکنک پارٹیوں کا انعقاد، کھانے پکانے کے مقابلے، نیز کشیدہ کاری، کپڑوں کی سلائی شامل ہیں۔ اس طریق پر انہیں مصروف رکھ کر ان کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا جاسکتا ہے جس سے ان کا احساس محرومی ختم ہوجاتا ہے۔ لڑکیوں کو اپنی دیگر ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ دوستی کرنے کی بھی حوصلہ افزائی ضروری ہے۔

☆ اس کے علاوہ، مسلمان لڑکیوں کے سامنے زندگی کے اعلیٰ ترین ماڈل بھی پیش کرنے چاہئیں۔ انہیں ایسے لٹریچر کی فراہمی کرنی چاہیے جس میں امہات المومنینؓ اور دیگر صحابیاتؓ نیز حضرت مریمؑ کی سیرت وکردار کے بارے میں معلومات درج ہوں۔ یہ ایک عام مشاہدے کی بات ہے کہ ایسے خاندان جہاں گھروں میں والدین نے اپنے ذاتی مطالعے کے لیے عمدہ کتابوں کی ایک چھوٹی سی لائبریری بنائی ہو، ان کے بچے بھی ماں باپ کی طرح مطالعے کے شوقین ہوجاتے ہیں۔ اس طرح مطالعہ کرنے سے نہ صرف ان کا ذہنی افق وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے بلکہ ان کی عقل وفہم کا معیار (IQ) بھی بہتر ہوجاتا ہے۔

☆ ......زمانۂ جاہلیت میں عربوں کا دستور تھا کہ وہ اپنی لڑکیوں کو پیدائش کے فوراً بعد قتل کردیا کرتے تھے یا زندہ درگور کردیتے تھے۔ قرآن کریم نے نہایت سختی کے ساتھ اس عمل کی ممانعت فرمائی (سورہ التکویر)۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو ساتھ

عزت واحترام اور محبت کا ایسا سلوک کیا جس کی مثال تاریخ میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ تاہم لڑکیوں کے ساتھ بہت حد تک کم تر سلوک کرنے کی رسم بدمکمل طور پر ختم نہ ہوسکی۔ اب بھی مسلمان معاشرے میں لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اس طرز عمل کے مضمرات میں سے ایک اہم تر یہ امر بھی ہے کہ لڑکیاں احساس کمتری کا شکار ہوجاتی ہیں جس کی وجہ سے ان کی ازدواجی زندگی بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس لیے والدین کے لیے یہ امر بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام بچوں کے ساتھ برابر کا سلوک روا رکھیں ـــــ ان کے درمیان جنس (GENDER)، خوبصورتی یا کسی اور وجہ سے کسی قسم کا کوئی بھی امتیازی سلوک ہرگز ہرگز روانہیں رکھنا چاہیے۔

❀❀❀

بابِ ہفتم:

جنسی تعلیم: امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز

چند اہم سوالات: اگرچہ گزشتہ ابواب میں ہم جنسی تعلیم کے بارے میں بہت سے بنیادی امور کا تذکرہ کر چکے ہیں تاہم جنسی تعلیم کے معنی ومفہوم، اس کے دائرہ کار اور انسانی زندگی میں اس کی ضرورت واہمیت کے نقطہ نظر سے درج ذیل تین اہم سوالات کے جوابات کا علم ضروری ہے:

اولاً...... جنسی تعلیم کے کیا معنی اور اس سے کیا مراد ہے؟

ثانیاً...... کیا بچوں کو جنسی تعلیم دینی ضروری ہے؟

ثالثاً...... جنسی تعلیم دینے کا ذمہ دار کون ہے؟

اب ہم ان تینوں سوالات کے جوابات کا جائزہ لیں گے۔

جنسی تعلیم کا دائرہ کار اور مفہوم ومعنی: گزشتہ ابواب میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے کہ جنسی تعلیم سے مراد بچوں کو صرف تولید وتناسل کے اعضاء اور ان کے افعال سے آگاہ کرنے کا نام نہیں، نہ ہی اس کا مفہوم تولیدی عمل تک محدود ہے جیسا کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں۔ مزید برآں، مغربی ممالک کے برعکس جہاں اس کا دائرہ کار جنسی امراض سے حفاظت اور ناخواستہ حمل (UNWANTED PREGNANCY) سے بچنے کے محفوظ طریقوں (SAFE SEX) یا شادی سے قبل جنسی اعمال سے پرہیز (ABSTINENCE FROM SEX) کرنے کے اعمال کی تعلیم وتربیت دینے تک محدود ہے جیسا کہ باب اول میں ہم نے واضح کیا ہے کہ جدید تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ امریکہ میں جنسی تعلیم کے دونوں پروگرام اپنے مقاصد کے حصول بالخصوص جنسی

امراض/ ایڈز، غیر شادی شدہ لڑکیوں میں قیام حمل (UNWED MOTHERS) اور طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کو کم کرنے میں بری طرح سے ناکام ہو چکے ہیں۔

اس صورت حال کے بارے میں ایک مسلمان سائنس دان یوں رقمطراز ہیں کہ ''اسلام کسی ایسے تعلیمی نظام کی اجازت نہیں دیتا جس کے تحت، مغرب میں پائے جانے والے محفوظ طریقۂ جنسیت (SAFE SEX) کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اس لیے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ خاندانی اور سماجی سطح پر بچوں کے ذہنوں میں اسلامی تعلیمات کے تصورِ شرم وحیا کو راسخ کیا جائے جہاں تک جنسی افعال میں ملوث ہونے کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کو اس قسم کے ساتر لباس پہننے کی تاکید کی گئی ہے تاکہ جنس مخالف کے جذبات نہ بھڑکیں۔ مزید، انہیں اس امر کی بھی تاکید کی جائے کہ وہ ایک دوسرے کی جانب بھی شہوانی جذبات کے ساتھ مت دیکھیں۔ یہ دونوں امور اس جانب اشارہ کرتے ہیں کہ بچوں کو اخلاقی حدود کی پابندی کرنے کی ہدایت کی جائے (اس ضمن میں مزید تفصیلات آئندہ صفحات میں درج ہیں)۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ہر انسان کو روحانی تربیت کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو ہر شخص کو اپنے ضمیر کے سامنے جواب دینے کے لیے تیار کرے کیونکہ اس بات کا علم تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو ہے جو ہر انسان کے دل و دماغ میں پیدا ہونے والے خیالات اور رجحانات کا براہ راست علم رکھتے ہیں۔ پس بچپن سے ہی والدین کو چاہیے کہ وہ ایسے اقدامات کریں کہ بچوں میں صنف مخالف کے بارے میں ایک جذبۂ عزت واحترام پیدا ہو، مزید یہ کہ بچوں میں تحفظ نفس کا جذبہ (SELF ESTEEM) بھی پیدا ہو۔ اس بارے میں مزید تفصیلات باب نہم میں درج کی گئی ہیں۔

جنسی تعلیم کی ضرورت: جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو یہ امر ترقی یافتہ ممالک میں کی گئی تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ ''لاعلمی/ جہالت اور ذہنوں میں پائے جانے والا جذبہ تجسس ہی بچوں کے لیے زیادہ نقصان دہ ہیں بہ نسبت کسی امر کے علم ہونے

کے''...... بچوں کو اس امر سے آگاہ کرنے میں ناکامی کہ انہیں کسی قسم کی معلومات کی ضرورت ہے اور انہیں کن باتوں کا علم ہونا چاہیے۔ دراصل وہ وجہ ہے جس کی بناء پر ترقی یافتہ ممالک میں شادی سے قبل حاملہ ہونے والی لڑکیوں کی بہت زیادہ شرح ہے اور اس طرح اسقاط حمل کی شرح میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

لاعلمی یا جہالت شاید اتنی بری حالت نہیں جتنی خطرناک ''غلط معلومات'' ہیں جو بچے ادھر ادھر سے یا اپنے دوستوں سے (جو انہی کی طرح لاعلم ہوتے ہیں) یا انٹرنیٹ، ویڈیوز اور دوسرے مخربِ اخلاق وعریاں لٹریچر سے حاصل کرتے ہیں۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس قسم کی معلومات کسی نہ کسی طرح حاصل کر لیتے ہیں۔ اس لیے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ انہیں مستند اور صحیح معلومات فراہم کی جائیں کیونکہ کسی ناقابل اعتماد ذریعے سے معلومات ملنے کی صورت میں وہ غلط عادات کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اگر بچوں کو ان کے والدین، اساتذہ، مخلص دوست یا خاندان کے بزرگ یا اس موضوع پر کسی سنجیدہ کتاب کے ذریعے صحیح راہنمائی میسر آجائے تو پھر وہ غلط قسم کی عادات مثلاً جنسی انحرافات (مشت زنی، لواطت وغیرہ) میں ملوث ہونے سے بچ جاتے ہیں۔

یہاں اس امر کی جانب بھی توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر تعلیم کے عمل کو ایک مکمل اور مستند ذریعہ معلومات سمجھا جاتا ہے تو یہ واضح ہے کہ جنسی تعلیم کو بھی اس کا حصہ ہونا چاہیے کیونکہ جنسیت انسانی زندگی کا ایک اہم ترین پہلو ہے جس سے کسی صورت بھی صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے امریکہ اور یورپی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کا یہ مسئلہ نہیں کہ آیا سکولوں میں جنسی تعلیم دی جانی چاہیے یا نہیں؟۔ جنسی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت زیر بحث نہیں۔ خاص طور پر ایسے حالات میں جبکہ آزادانہ سماجی رویوں کی بناء پر نوجوان نسل جنسی افعال میں بری طرح سے ملوث ہو چکے ہیں۔ اس کے برعکس، ان ممالک میں رہنے والے مسلمان یہ محسوس کرتے ہیں کہ جنسی تعلیم جیسے حساس موضوع/ مضمون اور اس کے دیے جانے کا طریقہ ہی وہ نزاعی امر ہے جو اسلامی اقدار کی شائستگی،

شرم وحیا اور اخلاقی تعلیمات کے وسیع تر تصورات سے ٹکراتا ہے۔ مزید برآں زیر بحث موضوع میں یہ امر مرکزی حیثیت رکھتا ہے کہ جنسی تعلیم کہاں، کب اور کن اساتذہ کے ذریعہ دی جائے؟ **اس سوال کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کیوں کہ مغربی ممالک میں پایا جانے والا شہوانی ماحول، خواتین اساتذہ کا لڑکوں کی جانب زیادہ دلچسپی اور جنسی تعلیم دینے کے وہ طریقے جو ہر قسم کی اخلاقی اقدار سے عاری ہیں، وہ تمام تر اسلامی طرز تعلیم وتربیت سے بری طرح ٹکراتے ہیں کیونکہ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلامی طریقہ، جنسی تعلیم ایک متوازن اور شائستہ نیز شرم وحیا سے بھرپور نظام کا تقاضہ کرتا ہے۔** اسلام میں خاندانی نظام، نکاح اور شادی کی بنیاد پر استوار ہوتا ہے جس میں بچوں کی پرورش ونگہداشت اور تعلیم وتربیت کو بہت اہم مقام دیا گیا ہے نیز جس میں بچوں اور والدین کے حقوق وذمہ داریوں کی ادائیگی جیسے بنیادی اصولوں کی سختی کے ساتھ پابندی کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس لیے مسلمان بچوں کے لیے جنسی تعلیم کا کوئی نظام اور لائحہ عمل طے کرنے میں ان بنیادی اصولوں کی پابندی کا خیال رکھنا اہم ترین بات ہے جسے تعلیمی نصاب وضع کرنے والوں کو اپنے ذہن میں ہر وقت ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اسلام کا قانون جزا وسزا اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ خاندانی نظام کو مضبوط سے مضبوط اور محفوظ بنیادوں پر استوار کیا جائے جس میں ان تمام معاشرتی اقدار واخلاقیات کی پابندی ضروری ہے جو اسلام نے مسلمانوں کے لیے ضروری قرار دی ہیں۔ ان امور کے حصول کے لیے فرد کی آزادی کے لامحدود تصور پر (جیسا کہ یہ تصور مغرب میں پایا جاتا ہے) اگر کسی قسم کی پابندی بھی عاید کرنی پڑے تو یہ بات گوارا ہی نہیں بلکہ مطلوب ومحمود ہوگی کیونکہ یہ اخلاقی اقدار وروایات، ربانی ہدایت واحکامات پر مبنی ہیں جو حکمت ودانائی سے خالی نہیں۔ صرف یہی ایک بہترین طریقہ ہے جس کے ذریعے ایک متمدن، محفوظ، مضبوط اور صالح معاشرے کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

ترقی یافتہ ممالک میں جنسی تعلیم دینے میں جس اہم ترین پہلو سے اغماض برتا

جاتا ہے وہ اس کا ''نامکمل'' ہونا یا ''ادھوراپن'' ہے۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اس امر کی تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ جنسی اعمال وافعال میں حفاظتی امور کی پابندی (SAFE SEX METHODS) کے ساتھ بلا دریغ شرکت کر سکتے ہیں، ان افعال کے اخلاقی، مذہبی اور معاشرے پر پڑنے والے اثرات کا خیال کیے بغیر۔ اس امر کے بارے میں ایک امریکی دانشور خاتون نے بہت خوبصورت تبصرہ کیا ہے کہ **''جنسی تعلیم کے مربوط نظام کے 'ماہرین اور مویدین' اس امر کے یقین اور پر اعتماد عزم کے بغیر، ہر قسم کے اخلاقی تعلیمات سے صرف نظر کرنے کا دعوی کرتے ہیں جو دراصل ڈارونیت (DARWINISM) (بمعنی جانوروں) کے جنسی ماحول کی جانب مراجعت کا سفر ہے۔ جنسی تعلیم کے مویدین، جو تعلیم دے رہے ہیں اسے جنسی اعمال کو جاری رکھنے کی تربیت دینے کا عمل کہا جاسکتا ہے۔ ایک مرتبہ بچوں کو انکار کردینے کا طریقہ بتلانے اور جسم پر مالش کرنے والے تیل کی بوتل فراہم کرنے نیز چند کنڈوم دینے کے بعد، مادر پدر آزاد جنسی تعلیم کے مویدین، بچوں کو دنیا کے عملی میدان میں تنہا چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ حالات سے خود نبرد آزما ہوں۔ ان کے نزدیک شاید یہ وہ بہترین حفاظتی تدابیر ہیں جو آج کل کے تعلیم اور صحت وتندرستی قائم کرنے کے ذمہ داران اور کارپردازن، بچوں کو فراہم کرنے کے قابل ہیں جو اس ''سخت اور خونخوار'' جنسی ماحول (HARSH AND PREDECIOUS SEXUAL ENVIRONMENTS) سے بچنے کے لیے وہ تجویز کرتے ہیں...... لیکن یہ رویہ زمینی حقائق پر مبنی نہیں بلکہ یہ ایک ناکامی اور شکست کا اعتراف ہے!''(BARBARA. D. WHITEHEAD, 1998)**

اس ضمن میں مغربی ممالک میں چرچ (عیسائی مذہبی راہنماؤں) کے رویہ کا بھی، ان ممالک کے نوجوان طبقے کو عیسائیت (مذہب) سے برگشتہ کرنے میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اگرچہ ہمیں اس حقیقت کا شعور ہے تاہم اس امر کا بھی یقین کامل ہے کہ مسلم ممالک

بالخصوص پاکستان میں بھی نوجوان طبقے کی حالت، مغربی ممالک کے نوجوان طبقے سے بہت زیادہ مختلف نہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے مذہبی راہنما بھی نوجوان طبقے کو بالخصوص اور عوام الناس کو بالعموم، ایک مسلمان کی زندگی میں جنسی تعلیم کی اہمیت اور اس کے بارے میں تفصیلی احکامات اور راہنمائی دینے میں ناکام رہے ہیں۔ اس راہنمائی کے نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا نوجوان طبقہ بھی متعدد دیگر غیر مستند ذرائع (ٹی وی، انٹرنیٹ، ڈش وغیرہ) سے جنسی معلومات معلومات حاصل کرنے پر مجبور ہیں جس کا اندازہ ہمیں ان چند واقعات سے بآسانی ہوسکتا ہے جو نہ صرف روزنامہ اخبارات میں آتے رہتے ہیں بلکہ ان میں سے چند کا ذکر ہم نے گزشتہ صفحات میں کیا ہے نیز آئندہ ابواب میں بھی آرہا ہے۔

مذہبی راہنماؤں کا اس موضوع سے متعلق راہنمائی فراہم نہ کرنے کا یہ نتیجہ ہے کہ والدین بھی اپنے بچوں کو اس بارے میں تعلیم دینے کو ایک غلط کام سمجھتے ہیں۔ **یہاں اس بات پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ صحیح مذہبی تعلیمات (اسلامی) اور انسانی نفسیات نیز ایمان وعقیدہ اور سائنسی علوم سے حاصل شدہ معلومات کو معقول طریقے سے یکجا کرنے کی صورت میں، انسانی جنسی افعال واعمال کو، جو بہت سے لوگوں کے لیے اول وآخر عیش وعشرت کا ذریعہ ہیں جبکہ چند دوسرے لوگوں کے نزدیک یہ ایک قابل نفرت فعل ہے، کو ایک جائز اور ضروری عمل بنایا جاسکتا ہے۔ ان خدائی ہدایات کے مطابق کرنے سے جو خود اس کائنات کے مالک (اللہ تعالیٰ) کے نزدیک صحیح ترین طریقہ ہے اور جسے اس نے اپنے بندوں کی فطرت میں خود ودیعت کیا ہے۔**

جیسا کہ درج بالا سطور میں واضح کیا گیا ہے کہ جنسی تعلیم کا موجودہ نظام اخلاقی تعلیمات سے عاری عمل بن گیا ہے۔ پس ایک ایسا عمل جو جنسیت برائے حصول لذت کا ذریعہ سمجھا جاتا ہو، ایک معقول اور مناسب نظام نہیں ہوسکتا! یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں جنسی تعلیم کے مختلف پروگرام ان مقاصد واہداف کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں رہے جن کے پیش نظر وہ پروگرام گزشتہ ایک صدی سے زاید ان ممالک میں چلائے جا

رہے ہیں۔ مزید برآں، جنسی انارکی کی وجہ سے وہ ممالک بہت سے سماجی اور صحت وتندرستی کے مسائل سے بھی دوچار ہو گئے ہیں جس کا حتمی نتیجہ خاندانی نظام کی تباہی کی صورت میں نکلا ہے — **اس لیے انسانی زندگی کے جملہ مسائل حل کرنے کا صرف اور صرف واحد راستہ یہ ہے کہ جنسی تسکین کے داعیہ کو کسی الہامی ہدایت اور ضابطۂ اخلاق کے تحت کیا جائے جس کے تحت یہ جذبہ نہ تو ازخود مقصد زندگی بن جائے اور نہ ہی زندگی کو خوشحالی اور اطمینان سے دوچار کرنے کی ایک آخری انتہا!**

اس جگہ ایک الہامی مذہب کا کردار ہمارے سامنے آتا ہے جو انسانوں (مرد و عورت) کی زندگیوں کو ایک ڈسپلن اور ضابطے کے تحت لا کر ایک صالح معاشرے کے قیام کے ذریعے تہذیب وتمدن کی تشکیل میں ایک بنیاد فراہم کرتا ہے۔ پس تمام الہامی مذاہب نے نکاح/ شادی کے ذریعے عورت ومرد کے درمیان جنسی تعلقات قائم کرنے کو ایک قانونی ادارہ کی شکل دی ہے تاکہ اس طریق پر نسل انسانی کے تسلسل کو خاندانی نظام کے ذریعے فروغ دیا جائے اور اسی طرح تمام الہامی مذاہب نے جنسی لذت کے حصول کے دیگر تمام طریقوں کو حرام ٹھہرایا...... یہاں کوئی شخص اعتراض کرسکتا ہے کہ ''مذہب'' کو جو ایک انسان کا ذاتی / انفرادی مسئلہ ہے، انسان کی جنسی زندگی کے مسائل کے درمیان کیوں گھسیٹا جا رہا ہے؟'' ......مغربی طرزِ فکر اور تعلیم سے متاثرہ لوگوں کا یہ سوال بظاہر بہت وزنی محسوس ہوتا ہے تاہم اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ یہ معاملہ مذہب کے خوامخواہ دخل در معقولات کا معاملہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم نفسیات (PSYCHOLOGY) کو ایک ایسی سائنس کا علم جانتے ہیں جو انسانی رویوں اور سلوک کو سمجھنے کا علم ہے تو پھر اس امر میں بھی کسی کو کوئی شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ ایک صحیح الہامی مذہب (تعلیمات) بھی دنیا میں انسانی رویوں اور طرزِ عمل کو تبدیل اور منظم کرنے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ حقیقت میں ایک الہامی مذہب (اسلام) کی تعلیمات ہی انسانوں کے لیے امید کی آخری شعاع ہے جو اسے ان تمام گھمبیر مسائل سے نکال سکنے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہے۔ جن میں آج

کا انسان اپنی غلطیوں اور نادانیوں کی وجہ سے پھنسا ہوا ہے۔ تاہم اس جگہ اس حقیقت کا ادراک کرنا بھی بہت ضروری ہے کہ ایک مہذب انسانی معاشرے اور تہذیب کے قیام وفروغ کے لیے، جنسی داعیات وجذبات کو منضبط کرنے کی اشد ضرورت ہے!

بظاہر ایک فرد ان پابندیوں اور ضابطوں سے کسی حد تک اپنے اوپر ایک ناروا پابندی محسوس کرے گا اور اس امر کے لیے کوشاں ہوگا کہ ان سے کسی طریق پر اپنے آپ کو بچا سکے اور اُسی طریق پر اپنی غلط کاریوں میں مشغول رہے لیکن یہ امر بھی اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ جو کچھ ایک صحت مند معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہوتا ہے اسے ایک فرد اپنی ذات کے لیے تکلیف دہ محسوس کر سکتا ہے لیکن اس کے باوجود اس قسم کے نظم وضبط کی پابندی اور اس پر عمل درآمد کسی مہذب اور متمدن معاشرے کے قیام کے لیے ناگزیر ہوتی ہے (جیسا کہ دنیا کے دیگر قوانین کی پابندی ضروری ہے)۔ چونکہ شادی سے باہر جنسی جذبات کی تسکین ایک مہذب انسان کی تذلیل کے مترادف ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے معاشرے اور خاندان کے ادارے کا وجود بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے، اس لیے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اسے منضبط کیا جائے ـــــ اور یہی اسلامی تعلیمات کا مقصد وحید بھی ہے!

جنسی تعلیم صرف بچوں کو تعلیم دینے کی حد تک محدود نہیں بلکہ بالغ افراد معاشرہ کو بھی اس تعلیم وتربیت کی ضرورت ہوتی ہے تاہم بچوں اور نوجوان طبقے کو اس کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ ان پر خصوصی توجہ دی جائے تا کہ وہ جنسی معلومات سے استفادہ کر کے بالغ اور ذمہ دار مسلمان بن سکیں۔ یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ قرآن کریم نے انسان کی جنسی زندگی سے متعلقہ تمام پہلوؤں کے بارے میں نہایت جامع راہ نمائی فراہم کی ہے (گوشوارہ ۲ء۱)۔ ہر وہ شخص جو قرآن کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے وقت گزرنے کے ساتھ ان تعلیمات کے معنی ومفہوم کا علم بھی ہوتا چلا جاتا ہے جو اس کتاب الٰہی میں درج ہیں۔ مزید برآں، اگر اس کے ساتھ ساتھ، احادیث نبویہ ﷺ کا بھی جو ان موضوعات

سے متعلق ہیں، نوجوانوں کو مطالعہ کرایا جائے تو یہ موضوعات ان کے ذہن میں واضح ہونا شروع ہوجاتے ہیں اور یوں اس امر کا حتمی طور پر یقین کیا جاسکتا ہے کہ اس طریق پر مستقل وابستہ رہنے سے نوجوانوں کے جنسی طور پر بے راہ روہونے کے امکانات بہت کم ہوجاتے ہیں۔

درج بالا گزارشات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جنسی تعلیم کو اسلامی تعلیمات سے علیحدہ کر کے دیکھنا کسی صورت بھی مناسب نہیں بلکہ اس تعلیم کو زندگی کے لیے دی گئی دیگر اسلامی تعلیمات کی راہنمائی کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے جو ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے قرآن کریم کی شکل میں عطا ہوئی ہے اور جو عملی راہنمائی کی صورت میں ہمارے سامنے سنت مطہرہ/ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں موجود ہے۔ مزید جس کی تفصیلات ہمیں ان فقہی قوانین میں ملتی ہیں جو فقہائے کرام نے قرآن وحدیث کی راہنمائی میں اخذ کر کے کتب فقہ میں درج کیے ہیں۔ اس تمام راہنمائی کو ایک عقیدے اور نظام حیات کی شکل میں دیکھنے کی ضرورت ہے نہ کہ اسے سکولوں کے نصاب میں ایک علیحدہ مضمون کے طور پر پڑھانے کے اور وہ بھی ایسے اساتذہ کی معرفت جن کا اپنا اخلاق وکردار بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں۔ قریباً تمام مسلم ممالک میں اور بالخصوص مغربی ممالک اور امریکہ میں خواتین اساتذہ خود بھی اپنے طلباء کے ساتھ اس قسم کے مخرب اخلاق افعال میں اکثر وبیشتر ملوث ہوتی ہیں۔

اس امر پر زور دینے کی ضرورت ہے کہ جنسی تعلیم سے متعلق مسائل کا متعلقہ بنیادی طور پر دینی تعلیمات کے ساتھ ہونا چاہیے نہ کہ اس میں ثقافتی اقدار کا خیال کیا جائے۔ نظریاتی طور پر، بچوں/ جوانوں کو جنسی تعلیم وتربیت، اسلام کے وسیع تر علمی وعملی پس منظر میں دینے کی ضرورت ہے (انیس احمد، ۲۰۱۲) یہ ایک مربوط نظام تعلیم وتربیت ہے جس کا تعلق انسان کی تمام زندگی سے بحیثیت مجموعی ہے (ABDUL MABUD, 1999) مغربی ممالک میں جمع شدہ لا تعداد اعداد وشمار کے پیش نظر جو بن بیاہی ماؤں، طلاق کی

بڑھتی ہوشرح اوران بے شمار معاشرتی مسائل سے ہے، اب متعدد دانشور اور سائنس دان ایسے ہیں جنہوں نے اس جنس زدہ معاشرے میں نوجوان طبقے کے اخلاقی انحطاط اور ایسے پر سخت الفاظ میں تنقید کی ہے(CARL ULANOWSKY 1998; VALERIC RICHES 1998)

اس ضمن میں ایک مسلم دانشور نے بجا طور پر واضح کیا کہ ''مسلمان مما لک میں روایتی طور پر جنسی تعلیم کو بطور ایک علیحدہ مضمون کے کبھی بھی نہیں پڑھایا گیا بلکہ اسے دینی تعلیمات کے ساتھ ایک مربوط نظام کی حیثیت سے پڑھایا گیا ہے۔صدیوں سے اسلامی مدارس میں یہ طریقہ رائج رہا ہے کہ اس موضوع کی پڑھائی، ہمیشہ طہارت، نکاح بیاہ، طلاق، زوجین کے درمیان تعلقات، زوجین کے ایک دوسرے پر حقوق و ذمہ داریوں اور متعدد اس قسم کے سماجی وجنسی موضوعات از قسم عورتوں کے حقوق، وراثت، بچوں کی پرورش، وحفاظت وغیرہ کے تحت پڑھائے جاتے رہے ہیں''(ABDUL MBUD 1998)۔مزید،نوجوان نسل کے افراد، اس قسم کے تمام معاملات سے متعلقہ راہنمائی ان اخلاقی تعلیمات سے حاصل کرتے رہے ہیں جو عملاً ایک اسلامی معاشرے میں جاری وساری رہتی ہیں۔جن پر وہ اپنے بڑے بزرگوں (مردوخواتین) کو عمل پیرا ہوتے دیکھتے ہیں،نوجوان لڑکے اورلڑکیاں اپنی زندگی میں انہی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ پس یوں بچپن سے ہی اس موضوع سے متعلق عملی راہنمائی انہیں حاصل ہوتی رہتی ہے۔

اسلامی مدارس کا یہ طریق کار رہا ہے کہ وہ انسان کی ذاتی / انفرادی جنسی زندگی میں صفائی، پاکیزگی، طہارت نیز اخلاقی پہلوؤں کے حوالے سے تعلیم دیتے رہے ہیں جن کا تعلق اسلام کے بنیادی اعتقادات کے عین مطابق ہوتا ہے۔ احادیث کی تمام کتب(باب سوئم) اور فقہ کی بھی تمام مشہور کتابوں (باب چہارم) یعنی جسمانی صفائی اور طہارت و پاکیزگی (پیشاب کرنے سے لے کر جنابت واحتلام/حیض کی حالت میں غسل کرنے پر محیط ہے) کے بارے میں جو گفتگو کی گئی ہے اس حد تک تفصیل اور جامع انداز

میں ہے کہ ہر پہلو کو ہمیشہ درپیش رکھا گیا (اس ضمن میں متعدد مثالیں گزشتہ ابواب میں دی گئی ہیں) ان معلومات اور مثالوں کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں جنسی تعلیم مغربی تعلیم جنسی کے ان طریقوں کے بالکل برعکس ہیں جہاں بنیادی طور پر تمام تر زور جنس کے حیاتیاتی یعنی جنسی افعال کی بجا آوری) اور انسانی صحت وتندرستی (جنسی امراض سے محفوظ رہنے) کے بارے میں دی جاتی ہے۔

ایک مسلم صاحب علم نے جنسی تعلیم کے ضمن میں ایک بہت ہی نادر اور اچھوتے پہلو کی نشان دہی کی ہے۔ وہ رقمطراز ہیں کہ ''ایک مسلمان کو اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور نائب کے طور پر جس مقصد کے لیے بھیجا گیا ہے وہ سورہ الذاریات (۵۱:۵۶) میں یوں بیان ہوا ہے۔''میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں'' —— اس مقصد کے پیش نظر، ایک مسلمان آخرت میں اپنے تمام اعمال کے لیے جواب دہ ہے، اس کے بارے میں وہ یوں رقمطراز ہیں کہ ''اس ہدایت ربانی کے تحت جنسی تعلیم مسلمانوں کے لیے ایک اہم پہلو ہے جس کے تحت جنسیت کے موضوع پر گفتگو کرنے نیز اس کے بارے میں صحیح طرز عمل اختیار کرنے کی حدود مقرر کردی گئی ہیں۔ مزید انہوں نے اسلامی تعلیمات کے اس پہلو کو بنیادی طور ر لادینی/ مغربی طرز تعلیم کی ضد قرار دیا ہے۔(ABDUL MABUD 1998)

اس کتاب میں کسی جگہ ہم نے بیان کیا ہے کہ بچوں کو جنسی امور کے بارے میں ٹی وی، انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع سے آگاہ کیا جارہا ہے۔ مسلم ممالک میں طرز زندگی مغربی تعلیم وتہذیب کے زیر اثر بہت حد تک تبدیل ہو چکا ہے۔ تمام مسلم ممالک کے بڑے بڑے شہر، مغربی ممالک کے شہروں کا ایک چھوٹا عکس/نمونہ (MINIATUURE) پیش کرتے ہیں۔ نوجوان نسل غیر شعوری طور پر اس تہذیبی وثقافتی یلغار کے اثرات قبول کر رہی ہے (غلام اکبر 2011) اور اس کا نشانہ بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں بچوں/نوجوان نسل کی پرورش ودیکھ بھال اور تعلیم وتربیت ایک بہت دقت طلب مسئلہ بن گیا ہے جہاں اخلاقی

انحطاط کا عمل بہت تیزی کے ساتھ رد بہ عمل ہے۔ عبدالمعبود (۱۹۹۸) نے اس تمام تر صورت حال کا ذمہ دار درج ذیل چند عوامل کو ٹھہرایا ہے جن کے ذریعے مسلم ممالک میں اخلاقی اور دینی اقدار بتدریج کمزور ہوتی چلی جارہی ہیں۔

☆......لادینی نظام تعلیم

☆......بچوں پر ان کے ہم جولیوں/ دوستوں اور میڈیا کے اثرات

☆......مغربی تہذیب وتمدن اور ثقافت کے بارے میں معلومات کی کمی بالخصوص ان کے کمزور پہلوؤں سے آگاہ نہ ہونا

☆......والدین کی جانب سے نگرانی/ دیکھ بھال کی کمی

☆......زندگی کی ترجیحات میں واضح فرق کا ہونا۔ مسلم ممالک کے معاشروں میں ایک عام بات ہے کہ ان کی ایک بہت بڑی تعداد برائی اور منکرات کے بارے میں متحد نہیں جبکہ دوسری جانب، بدی اور لادینی طاقتیں، جو بہت قلیل تعداد میں ہیں، بہت متحد ہو کر سرگرم عمل ہیں۔ اس کی وجوہات میں عوام الناس کی مصروفیات دنیوی (رزق کی تلاش میں سرگرداں ہونا)، مختلف فرقوں کا وجود جو انہیں کسی ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے نہیں دیتا، ان کی سیاسی وفاداریاں، ذاتی مفادات یا اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت جیسے اہم ترین معاملے سے غافل ہونا ہے۔ ایسے تمام حالات میں بچے میڈیا اور اپنے دوستوں کی بری صحبت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

☆......والدین کا رول ماڈل نہ ہونا۔

☆......مسلم ممالک میں بالعموم اور مغربی ممالک میں بالخصوص، والدین اور بچوں کا ایک مشترکہ مسئلہ یہ ہے کہ وہ مسلسل خلاف اسلام ماحول سے دوچار ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ اس پر پروپیگنڈے سے متاثر ہوتے رہتے ہیں۔

''مختلف اقسام کی غلط حرکات اور عادات سے مسلسل اور مستقل واسطہ پڑنے کی صورت میں انسان کی نیکی کی حس اور قوت مدافعت ان برے اعمال کے مقابلے میں ماند

پڑ جاتی ہے اور یوں وہ اعمال جو کبھی گناہ کا فعل سمجھے جاتے تھے، انہیں برداشت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے اور ایک نیک دل مسلمان بھی غیر شعوری طور پر بعض اوقات انہیں فطری اور صحیح سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔''

باب ششم میں ہم نے چند دیگر عوامل پر بھی روشنی ڈالی ہے جو مسلم والدین کے لیے مسائل پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ اس قسم کے تمام مسائل کے تدارک کے لیے علامہ اقبالؒ نے اس امر کی جانب توجہ دلائی ہے کہ مسلم امہ کو موجودہ حالات، اسلام سے دوری (جمال مصطفی سے بیگانگی) کی بناء پر درپیش آئے ہیں۔ اس لیے امت کی نجات اللہ کے دین کی پیروی کرنے میں ہے۔ اگر امت مسلمہ، قرآن وحدیث کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل پیرا ہو جائے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل نہ کر پائے۔ مزید برآں، اس امر کے بھی غالب امکانات ہیں کہ انسانیت، جو جنسی بے راہ روی کے طوفان کی وجہ سے سخت پریشان اور تکلیف سے دوچار ہے، وہ بھی اسلامی احکامات کی افادیت کی قائل ہو جائے اور اسے بھی اس تکلیف سے نجات مل جائے جس کی وجہ سے وہ عرصہ دراز سے کرب و بلا میں مبتلا ہے۔

چارہ ایں است کہ از عشق کشادے طلبیم
پیش او سجدہ گزاریم ومرادے طلبیم!

یہ امر بہت ہی قابل اطمینان ہے کہ عیسائیت جس نے انسانی جبلت کے اس پہلو کے بارے میں راہنمائی نہیں دی، اس کے برعکس، اسلام نے جنس اور جنسیت کے بارے میں بہت تفصیلی معلومات دی ہیں۔ اسلام، جنس کو انسانی زندگی کا ایک بہت اہم جزو سمجھتا ہے جس کے ذریعے نسل انسانی کو اس زمین میں فروغ اور ترقی نصیب ہو رہی ہے اور اس نے مرد و زن کے درمیان شادی/ نکاح کے ذریعے جنسی تعلقات کو جائز قرار دیا ہے جس سے ایک خاندان وجود میں آتا ہے۔

اس حقیقت کے علی الرغم، یہ حیرت انگیز امر ہے کہ مسلم مذہبی راہنماؤں اور والدین

نے کیوں کر زندگی کے اہم ترین پہلو سے غفلت اور بیگانگی کا ثبوت دیا ہے۔ ایک مسلمان کو جمعہ کے خطبات اور دیگر اسلامی مجالس میں شادی بیاہ سے متعلقہ مسائل ومعاملات، بچوں کی اسلامی طرز پر پرورش اور تعلیم وتربیت، اور زوجین کے حقوق اور ذمہ داریوں کے بارے میں کوئی راہنمائی نہیں ملتی۔ خاندانی نظام کے بارے میں مناسب راہنمائی نہ ملنے کے نتیجے میں، مسلم معاشرہ بہت سے سماجی مسائل سے دوچار ہے جس میں گھریلو پیمانے پر تشدد، تیل کے چولہوں سے جل مرنا اور لڑائی جھگڑوں کا چلن عام ہے۔ اس قسم کے معاملات کی وجہ سے نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے جس کی شرح بھی بہت زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگر مسلمان نوجوان نسل اور بڑے بزرگوں کے سامنے اللہ کے رسول ﷺ کا یہ حکیمانہ فرمان بیان کیا گیا ہوتا کہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز اور حلال چیزوں میں طلاق ایک بدترین امر ہے'' تو مسلم معاشرے میں طلاق کی وہ بڑھتی ہوئی شرح نہ ہوتی جو آج دیکھنے میں آ رہی ہے۔ اسی طرح، اگر نوجوان مرد کو طلاق دینے کا صحیح شرعی طریقہ اور اس پر عمل کرنے کے فوائد سے آگاہ کیا گیا ہوتا جو غلط طریقے (بیک وقت تین طلاق دینا وغیرہ دینے سے ہوتا ہے) تو وہ بہت سے عدالتی مقدمات، لڑائی دنگے اور قتل وغارت واقع نہ ہوتے جو اس بناء پر ہوتے ہیں اور جن کی بناء پر مختلف خاندان ان نازک اور تکلیف دہ حالات سے دوچار نہ ہوتے جو اس قسم کے واقعات کا منطقی نتیجہ ہیں (مودودیؒ 1999)۔ اس موضوع پر مزید بات چیت باب نہم میں کی گئی ہے۔

درج بالا چند مسائل کے ضمن میں جب کوئی شخص اس حقیقت پر غور کرتا ہے کہ قرآن کریم میں جنسی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر کس قدر تفصیلی اور جامع راہنمائی دی گئی ہے تو وہ حیران رہ جاتا ہے ــــــ جنسی تعلیم کے مختلف موضوعات پر قرآن کریم کی ۴۰۰ سے زائد آیات اور ۶۵ سورتوں میں احکامات درج ہیں (گوشوارہ 2.1) قرآن نے شادی بیاہ، زوجین کے حقوق وفرائض، بچوں کی پرورش ونگہداشت، تعلیم وتربیت، رضاعت، نیز طلاق کی صورت میں بچے کو دودھ پلانا اور اس کی اجرت/ معاوضہ کے طریق کار، زوجین

کے نشوز/ نااتفاقی، مصالحت، وراثت وغیرہ کے بارے میں بہت تفصیل کے ساتھ راہنمائی دی ہے۔ اسی طرح قرآن نے ایک مسلمان مرد اور عورت کے درمیان انتہائی پرائیویٹ ازدواجی تعلقات اور اس کی وجہ سے ناپاکی/ جنابت سے طہارت و پاکیزگی کا حصول، حیض ونفاس، احتلام وغیرہ کی صورتوں میں جو راہنمائی دی ہے وہ صرف اور صرف اسلام کا ہی امتیازی نظام ہے۔ اسی طرح اسلام نے اہل کتاب اور مشرک عورتوں کے ساتھ شادی کے مسائل نیز عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول اور اختلاط اور اس قسم کے متعدد سماجی وجنسی معاملات کے بارے میں بھی راہنمائی دی ہے۔

ان تمام امور کے علاوہ، اسلام نے بہت ہی تفصیل کے اتھ ہدایات عطا فرمائی ہیں تاکہ ایک مسلمان پاک بازی کے ساتھ زندگی بسر کر سکے اور ذاتی زندگی میں مشت زنی، لواطت اور اس قسم کے دیگر جنسی انحرافات سے محفوظ رہ سکے۔ بچوں اور عورتوں کے ساتھ جنسی تشدد کا معاملہ بھی قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔ اسی طرح ضبط ولادت اور اس سے متعلقہ موضوعات از قسم بچوں کا قتل، اسقاط حمل، بانجھ پن جیسے موضوعات کا بھی قرآن کریم میں ذکر ہے۔ ان تمام موضوعات پر راہنمائی دیتے ہوئے، اہم ترین امر یہ ہے کہ یہ تمام تر معلومات نہایت شستہ اور سنجیدہ انداز میں دی گئی ہیں نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ حیات میں، مسلمان مرد اور عورتیں (نوجوان بھی) اپنی زندگی میں پیش آنے والے جنسی مسائل کے حل کے لیے، جس میں ان کے ذاتی زندگی کے انتہائی پرائیویٹ مسائل بھی ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راہنمائی حاصل کرتے تھے اور اس میں انہیں کوئی شرم وحیا یا پریشانی لاحق نہیں ہوتی تھی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اس قسم کے تمام مسائل پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی راہنمائی فرمایا کرتے تھے۔

بچوں کو جنسی تعلیم دینے کی ذمہ داری: زیر بحث موضوع کا تیسرا اہم ترین سوال یہ تھا کہ بچوں کو جنسی تعلیم دینے کی ذمہ داری کس کے کندھوں پر ڈالنی چاہیے؟ اس کا ایک سادہ سا جواب تو یہ ہے کہ ''ہر شخص کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے (SHHID ATHAR,

1998) اگر چہ یہ جواب بظاہر بہت آسان لگتا ہے لیکن چونکہ زیر بحث موضوع ایک بہت ہی ہمہ پہلو، ہمہ جہتی موضوع ہے، اس لیے اس کا کسی قدر تفصیل سے جائزہ لینا ہوگا۔

شاہد اطہر نے اس بنیادی سوال پر گفتگو کرتے ہوئے یہ سوال اٹھایا ہے کہ "کیا بچوں کو جنسی تعلیم دینی ضروری ہے؟" اس ضمن میں انہوں نے اس امر کی جانب اشارہ کیا ہے کہ "بطخ کے بچے کو اس کی فطری جبلت تیرنا سکھا دیتی ہے کیونکہ انڈے سے نکلنے کے فوراً بعد ہی وہ تیرنا شروع کر دیتا ہے" مزید دلائل کا سہارا لیتے ہوئے وہ رقمطراز ہیں کہ "بالآخر، ہزاروں سال سے مرد اور عورتیں جنسی افعال سرانجام دے رہے ہیں بغیر کسی بنیادی تعلیم (FORMAL EDUCATION) حاصل کیے۔ بہت سی روایتی تہذیبوں میں جنسی تعلیم کا آغاز شادی کے بعد ہوتا ہے اور وہ بھی آزمانے اور غلطی کرنے کے بعد سیکھنے (TRIAL AND ERROR) سے۔ چند جوڑے اس عمل کو جلد ہی سیکھ لیتے ہیں دوسروں کی نسبت اور بہتر کارکردگی کا مظاہر کرتے ہیں اس فرق کی بناء پر' جو انہیں دوسرے جوڑوں کی نسبت جنسی امور کے تصور اور اس کے اظہار کے طریقوں کے بارے میں ہوتا ہے ـــــ ان دلائل کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ کیے بغیر، کیا ہم یہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ہمیں اپنے بچوں کو کسی قسم کی کوئی جنسی معلومات فراہم نہیں کرنی چاہیے؟ جیسا کہ ہم نے اس باب کے آغاز میں گزارش کی تھی کہ جنسی تعلیم کا تصور صرف اس حد تک محدود نہیں کہ ہم اپنے بچوں اور بالغ ہونے والی نوجوان نسل کو جنسی افعال سرانجام دینے کے طریقوں کی وضاحت کریں یا انہیں یہ بتائیں کہ جنسی عمل (مباشرت) کے نتیجے میں جنسی امراض سے بچنے کے لیے انہیں کون سے طریقے استعمال کرنے چاہئیں جیسا کہ مغربی ممالک میں آج کل جنسی تعلیم کے تحت بچوں کو سکھایا جاتا ہے۔ ان ممالک میں جنسی تعلیم کا اطلاق کلاس روم میں دی جانے والی اُس جنسی تعلیم پر ہوتا ہے جو بچوں کو بالعموم پرائمری اور سیکنڈری سکولوں میں دی جاتی ہے۔ اس کے برعکس، **اس امر کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کی ضرورت ہے کہ جنسی تعلیم کا اطلاق**

تمام زندگی میں حاصل ہونے والی ان معلومات پر ہوتا ہے جس کی ایک فرد کو مختلف مراحل زندگی میں ضرورت محسوس ہوتی ہے، بچپن سے لے کر مرنے تک حتیٰ کہ مردہ جسم کو دفنانے سے قبل اس کو غسل دینے تک۔ مزید برآں، اس تعلیم کا اطلاق ان معلومات پر بھی ہوتا ہے جس کی بناء پر افراد معاشرہ اپنے رویوں اور اقدار کی تشکیل کرتے ہیں۔ ان معلومات میں جنسی اعضاء کی نشوونما کا علم، (جسمانی نشوونما اور ان کے افعال کا علم) جنسی صحت (تندرستی)، مرد وزن کے تعلقات بطور شوہر اور بیوی، زوجین کے درمیان محبت وشفقت، پیار ومحبت کا ہونا، اور دیگر اس قسم کے موضوعات شامل ہیں۔ **پس جنسی تعلیم، انسانوں کی جنسیت کے حیاتیاتی، سماجی وثقافتی اقدار، نفسیاتی اور مذہبی/ روحانی پہلوؤں پر محیط علم کا نام ہے۔**

جیسا کہ درج بالا صفحات میں اشارہ کیا گیا کہ کچھ والدین اپنے بچوں کے ساتھ جنسی موضوعات پر تبادلہ خیال کرنے میں آسانی محسوس کرتے ہیں جبکہ چند دوسرے والدین اس قسم کے موضوع پر بات کرنے سے گھبراتے ہیں۔ ایسے والدین کو اکثر اوقات پریشانی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ وہ بچوں کے ان سوالات کے جوابات سے آگاہ نہیں ہوتے جو بچے بالعموم ان سے پوچھتے ہیں۔ اس حقیقت کا ادراک بھی بہت ضروری ہے کہ موجودہ دور میں بچے انفارمیشن ٹکنالوجی کے ترقی کرنے کی وجہ سے نہ صرف بہت جلد بلوغت کی منزلوں کو پار کر لیتے ہیں بہ نسبت ماضی میں بلوغت کی عمر کے بلکہ وہ ان تمام افعال وکردار سے بھی آگاہ ہوجاتے ہیں جو شادی کے بعد زوجین کے درمیان پیش آتے ہیں۔ آج کل وہ زمانہ نہیں رہا کہ جب والدین اپنے بچوں کو شادی کی رات سے ایک دو دن قبل ان امور کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ میاں بیوی کی حیثیت سے دونوں کو ایک دوسرے کو کس طرح مطمئن کرنا ہے۔ موجودہ زمانے کے بچے، جنسی معلومات کا حصول جلد کرنا چاہتے ہیں اور وہ والدین جو ان موضوعات پر بات کرنے میں تاخیر کر دیتے ہیں، انہیں وقت سے بہت پہلے دادا، دادی، نانا، نانی بننے کے لیے تیار ہوجانا چاہیے! ــــــ اس قسم

کے معاملات میں بچوں اور والدین کے درمیان ان موضوعات پر بہت ہی واضح انداز میں بات چیت ہونی چاہیے۔اس قسم کی معلومات فراہم کرنے کا آغاز بچپن، بلوغت سے پہلے، بلوغت کے قریب پہنچنے پر اور بالغ ہونے پر ہونی چاہیے جس کے نتیجے میں،توقع کی جاسکتی ہے کہ بچے ایک تندرست وتوانا،صحت منداور جنسی طور پر بالغ افراد کی حیثیت سے پروان چڑھ سکیں۔مغرب میں تحقیقات سے پتہ چلا کہ ایسے بچے جنہیں ان کے والدین نے صحیح اور مستند جنسی معلومات اوائل عمر میں فراہم کردی تھیں،ان بچوں میں شادی سے قبل حاملہ ہونے یا کسی کو حاملہ کرنے کے امکانات بہت ہی کم ہوتے ہیں(ANON, 1999)

بچوں کو جنسی تعلیم دینے کا ایک دوسرا نقطہ نظر بھی ہے۔اس امر کی جانب اشارہ کیا جاچکا ہے کہ کچھ لوگوں کے نزدیک اس عمل کو سرانجام دینے میں بہت سے دوسرے لوگ، والدین، اساتذہ اور مذہبی راہنماؤں کو بھی شامل ہونا چاہیے ذیل میں ہم اس بارے میں ان لوگوں کے نقطہ نظر سے اس کا مطالعہ کریں گے۔

جنسی تعلیم اور والدین: درحقیقت کم عمر بچوں اور بلوغت کو پہنچنے والے بچوں کی جنسی تعلیم کی ذمہ داری والدین کا فرض ہے کیونکہ بچوں کا اکثر وقت گھروں میں ان کی نگرانی ہی میں گزرتا ہے۔ اس لیے انہیں ان کی تعلیم وتربیت کے بہت زیادہ مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ پیدائش سے لے کر بڑے ہونے تک بچے اپنے ماں باپ کی حرکات وسکنات کو دیکھتے ہیں اور ان کی باتوں کو نقل کرتے ہیں۔ بچے ابتدائی عمر میں والدین سے محبت وشفقت کا سبق سیکھتے ہیں۔طفولیت اور نوعمری میں وہ ان سے بات چیت کرنا،لباس تبدیل کرنا اور نہلانے دھلانے کے وقت ان سے بہت سی باتیں عملی طور پر سیکھتے ہیں۔ جب وہ پانچ سال سے سات سال کی عمر کے ہوتے ہیں تو وہ ''ڈاکٹر ڈاکٹر'' کھیل کھیلتے ہیں جس میں وہ ایک دوسرے کے جسمانی اعضاء دیکھتے ہیں جس سے انہیں لڑکے اور لڑکی کے جسمانی اعضاء کے فرق کا شعور حاصل ہوجاتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ جب وہ بلوغت کی سرحدوں کو چھونے لگتے ہیں تو اپنے ماں باپ سے بہت سے امور جن میں جنسی

معلومات بھی شامل ہوتی ہیں (از قسم طہارت کا طریقہ) سیکھتے ہیں۔ اسی طرح وہ دوسرے اہل خانہ، بزرگوں، رشتے داروں اور اپنے اردگرد کے ماحول سے بھی بہت کچھ اخذ کرتے رہتے ہیں۔

اگرچہ بچوں کو جنسی تعلیم دینے کی تمام تر ذمہ داری والدین ہی کی سمجھی جاتی ہے تاہم موجودہ دور میں مختلف عوامل کی بناء پر والدین اور بچوں کے درمیان خوشگوار اور ہمدردانہ ماحول میں گفتگو اب بہت حد تک ناپید ہوتی چلی جا رہی ہے۔ یہ بات صرف مسلمان ممالک کے والدین تک ہی محدود نہیں بلکہ مغربی ممالک میں بھی، جہاں والدین بہت روشن خیال سمجھے جاتے ہیں اور جہاں ان موضوعات پر گفتگو ہی نہیں بلکہ وہاں لوگوں کے سامنے جنسی افعال (ہر دو اصناف کے درمیان بغل گیر ہونا اور بوسہ بازی کرنا) کی بجا آوری میں کوئی جھجک یا شرم وحیا مانع نہیں ہوتی، ان ممالک میں بھی بہت سے بچے اس امر کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ ان کے والدین نے کبھی ان کے ساتھ جنسی تعلیم کے موضوع پر تبادلہ خیالات نہیں کیا **"میں اپنی عمر کے بیسویں سال میں تھی ــــ ممکن ہے کہ کالج ہی میں زیر تعلیم ہوں، ایک دن اپنی بہن کے ساتھ ہم اپنی ماں سے گفتگو کر رہے تھے۔ میری والدہ یہ دلائل دے رہی تھیں کہ بچوں کو جنسی تعلیم گھریلو سطح پر دینی چاہیے۔ ہم دونوں بہنیں ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس پڑیں کہ ایسی کوئی تعلیم ہمیں گھر سے نہیں ملی تھی"** (JANE PAULY, 1995)۔ ذیل میں گوشوارہ نمبر 7.1 میں درج شدہ اعداد وشمار، ان چند سوالات کے نتائج کو ظاہر کر رہے ہیں جو کوریا اور امریکی بچوں سے جنسی تعلیم کے بارے میں کیے گئے۔ ان اعداد وشمار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بیس سال سے کم عمر کے بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد (53 اور 81 فی صد بالترتیب امریکہ اور کوریا میں) نے ماضی میں جنسی تعلیم اپنے دوستوں سے حاصل کی تھی۔ جبکہ حالیہ زمانے میں اس کی شرح بھی قریباً وہی تھی یعنی 83 اور 72 فی صد بالترتیب امریکہ اور کوریا میں جنہوں نے یہ معلومات اپنے دوستوں سے حاصل کی تھیں تاہم حیرت انگیز یہ امر ہے

کہ مستقبل میں دوستوں سے اس قسم تعلیم کے حصول کی شرح بہت ہی کم رہ گئی جو کہ بالترتیب 7 اور 2 فیصد امریکہ اور کوریا میں تھی۔ دوستوں سے جنسی تعلیم کے حصول کے ان اعداد وشمار کے برعکس، بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد (80 اور 73 فیصد بالترتیب امریکہ اور کوریا) نے اس امر کا اظہار کیا کہ آئندہ (مستقبل میں) ان کو اس تعلیم کے دینے کی ذمہ داری والدین کی ہونی چاہیے جبکہ صرف 30 اور 24 فیصد بچوں کو (بالترتیب امریکہ اور کوریا) ماضی میں یہ تعلیم والدین نے دی تھی اور حال میں بچوں کی ایک بہت قلیل تعداد (صرف 3 اور 8 فی صد بالترتیب امریکہ کوریا) نے یہ تعلیم اپنے والدین سے پائی تھی۔ جنسی تعلیم دینے میں سکولوں کا کردار سب سے کم تھا۔

گوشوارہ نمبر 7.1: امریکہ اور کوریا میں بچوں سے پوچھے گئے سوالات/ جوابات کا تقابلی جائزہ

سوالات	والدین		سکول		دوست	
	امریکہ	کوریا	امریکہ	کوریا	امریکہ	کوریا
ا۔ ماضی میں آپ نے جنسی معلومات کہاں سے حاصل کیں؟	30	24	10	20	53	81
۲۔ زمانۂ حال کے نوجوان کہاں سے جنسی تعلیم حاصل کرتے ہیں؟	3	8	9	1	83	72
۳۔ مستقبل میں نوجوانوں کو کہاں سے جنسی معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔	80	73	11	12	7	2

ان اعداد وشمار سے بآسانی یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ:

☆...... امریکہ میں بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد سکولوں کو جنسی تعلیم دینے میں مناسب جگہ خیال نہیں کرتے جبکہ ان سکولوں میں جنسی تعلم دینے پر بلین ڈالرز سالانہ خرچ

کیے جا رہے ہیں۔

☆...... ماضی اور حال میں جنسی تعلیم دینے میں دوستوں کا کردار بہت اہم رہا ہے تاہم طلباء نے مستقبل میں دوستوں کو اس قسم کی تعلیم دینے کے لیے مناسب اور مفید خیال نہیں کیا جس کے یہ معنی ہیں کہ یہ سب سے کم اہم ذریعہ ہے۔

☆...... والدین کے کردار کو جنسی تعلیم دینے میں ایک بہت اہم ذریعہ قرار دینے کے باوجود یہ امر بہت مایوس کن ہے کہ وہ ماضی میں اپنے اس کردار کو ادا کرنے میں مجرمانہ حد تک غفلت برتنے کے مرتکب ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ حالیہ دور میں بھی ایسا ہی رہا!

ان اعداد و شمار کے برعکس، جرمنی میں ۳۷ فی صد لڑکیوں اور ۵۳ فی صد لڑکوں نے یہ بتایا کہ انہوں نے جنسی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی۔ تاہم ۶۹ فی صد لڑکیوں اور ۴۹ فی صد لڑکوں نے اپنی ماؤں کو ایک اہم ترین ذریعہ بتایا، اس قسم کی معلومات دینے کا (KLEG, K,N 1994)۔ اسی طرح کے اعداد و شمار نیدر لینڈ سے بھی حاصل ہوئے (ALISON HADLEY 1998)۔ یہ بتایا گیا ہے کہ بلوغت سے قبل ڈچ (نیدر لینڈ) بچے برطانوی بچوں کی نسبت دوگنا زاید اپنی ماؤں کے ساتھ ان مسائل پر بات کرتے ہیں جبکہ تین گنا سے زاید بچے اپنے باپ کے ساتھ جنسی مسائل پر آسانی کے ساتھ گفتگو کر لیتے ہیں۔ ایسے تمام بچے جو اپنے والدین سے ان مسائل پر گفتگو کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتے تھے، وہ بہت حد تک اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ جنسی عمل (مباشرت) کو موخر کر سکتے ہیں اور زیادہ موثر طریق پر ضبط ولادت کے طریقوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

جنسی تعلیم میں عیسائی مذہبی راہنماؤں کا کردار: درج بالا صفحات میں ہم نے بچوں کو جنسی تعلیم دینے میں والدین کے کردار کا کسی قدر تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔ ذیل میں ہم عیسائی مذہبی راہنماؤں کے کردار پر گفتگو کریں گے کہ ان پر بھی بچوں کو جنسی تعلیم دینے کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی تاہم ان کے تعلیمی عمل میں اس کردار کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم قدرے تفصیل کے ساتھ ماضی میں یورپ کی تاریخ کا مطالعہ

کریں۔

یورپ میں جنسی انقلاب: وکٹورین عہد (1901-1873) کے دوران، برطانیہ میں کسی شخص کے پرہیزگار اور بااخلاق ہونے کے یہ معنی تھے کہ وہ نہ صرف شادی سے باہر جنسی افعال سے پرہیز کرے گا بلکہ اس سے یہ توقع بھی کی جاتی تھی کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ بھی جنسی تعلقات قائم کرنے میں بہت حد تک اپنے جذبات پر قابو رکھ سکے گا۔ شادی شدہ زندگی میں زوجین میں سے ہر ایک کے لیے مباشرت سے لذت کا حصول ایک قابل تعریف عمل نہیں سمجھا جاتا تھا بالخصوص بیوی کے لیے تو لازماً۔ عیسائیت میں شادی کو مذہبی تقدس کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ عورتوں کو جہنم کا دروازہ سمجھا جاتا تھا کہ جن کے ایک فرد نے حکم الٰہی کی نافرمانی کے ذریعے (ORIGINAL SIN[1]) طبقہ اناث پر ہمیشہ کے لیے ذلت ونکبت کے دروازے وا کر دیئے تھے اور یوں سزا کے نتیجے میں ان دونوں کو زمین پر بھیج دیا گیا تھا۔ عیسائیت کی تعلیم میں شادی کے نتیجے میں مباشرت کی اجازت صرف بچوں کی پیدائش اور نسل انسانی کو فروغ دینے کے لیے دی گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ چرچ کے پوپ/ پادری صاحبان کے لیے اپنی بیویوں کے ساتھ ''حالت تنہائی'' میں ملنا ممنوع تھا۔ انسانی جنسیت کے بارے میں اس قسم کے انتہا پسندانہ خیالات وتصورات تھے جن کی بناء پر یورپ میں جنسی اخلاقیات کی وہ بنیاد پڑی جو آج تک مغربی تہذیب واقدار، جنسی معیار اخلاق اور طرز عمل میں کسی نہ کسی صورت میں جلوہ گر ہیں۔ مختصراً یہ کہ بیسویں صدی کے آغاز تک جنسیت کو ایک فطری برائی سمجھا جاتا تھا۔ یورپ میں اس قسم کے حالات کے نتیجے میں چرچ کے اس غیر فطری اور غیر انسانی طرز عمل کے خلاف بغاوت کا آغاز ہوا۔ اس

---

[1] اشارہ ہے بائبل کی تعلیمات کی جانب جب اماں حوّاؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ممنوعہ درخت کا پھل نہ صرف خود کھایا تھا بلکہ حضرت آدمؑ کو بھی بہلا پھسلا کر ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ تاہم قرآن کریم نے اس کی تردید کرتے ہوئے وضاحت کر دی تھی کہ نافرمانی ان دونوں سے سرزد ہوئی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی جانب سے معافی مانگنے پر معاف کر دیا تھا۔ (گوشوارہ نمبر ۲ء۱)

قسم کے انتہائی طرزِ عمل سے انسانوں میں ایک ردِعمل پیدا ہوا اور سید مودودی (1999) کے بقول "جب اٹھارہویں صدی عیسویں میں یورپین فلاسفروں اور اہل علم نے اپنی آواز فرد کی آزادیٔ رائے اور حقوق کے بارے میں بلند کی تو درحقیقت اس وقت انہوں نے اس سماجی ناانصافی اور غیر فطری اخلاقیات جنسی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جو یورپ میں عیسائی مذہبی راہنماؤں کی غلط تعلیمات اور جاگیردارانہ نظام کے ناپاک گٹھ جوڑ کی وجہ سے وہاں مسلط تھا۔ یورپ میں تحریک احیائے علوم کے معماروں کے ہاتھوں اس ناانصافی پر مبنی سماجی نظام کی تباہی نے انقلابِ فرانس کی بنیاد رکھی"۔(HASSAN HATHOUT, 2000) نے اس صورت حال پر یوں تبصرہ کیا کہ "یورپ میں جنسی انقلاب، دراصل ثمرہ ہے خوشحالیٔ آبادی (DEMOGRAPHICS) اور مانع حمل گولیوں کا ـــــ ایک ایسی سوسائٹی جہاں انفرادی آزادی اور حظِ نفسی (SELF FULFILMENT) پر زیادہ اصرار کیا جاتا ہو، وہاں پر جنسی خواہش اور جذبے کی تکمیل کو ایک ضرورت اور حق قرار دیا جاتا ہے" اسی طرح ایک دوسرے مسلم دانشور نے اس جنسی انقلاب کے بارے میں بحث کرتے ہوئے بیان کیا کہ "اس انقلاب نے مغربی معاشرے کو ایک دوسری انتہائی سمت میں ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے یہ معاشرہ بہت زیادہ غیر مزاحم اور روادار (PERMISSIVE) مادر پدر آزاد (LIBERTINE) اور غیر منظم (UNDISCIPLINED) بن گیا ہے اور یوں دنیا میں اپنی مثال آپ بن کر رہ گیا" (RIZVI,1980)

انقلاب، فرانس نے نوجوان نسل کو مزید یہ سبق بھی سکھایا کہ کسی الہامی طاقت نے انسانوں کے لیے کوئی قانون ان کی جنسی زندگی کے لیے وضع نہیں کیا اور کوئی ایسا مذہبی ادارہ بھی نہیں جو انسانوں کی جنسی زندگی پر قدغن لگانے کا مجاز ہو۔ پس مغرب میں نئی نسل اس طرز فکر کے ساتھ وجود میں آئی کہ "وہ جنسی اعمال کرنے میں آزاد ہیں، جب بھی ان کا جی چاہے، جس جگہ بھی وہ چاہیں اور جس کے ساتھ بھی انہیں موقعہ ملے" ـــــ اور ان

افعال کی بجا آوری میں کسی قسم کے بھی نتائج کی پرواہ کیے بغیر۔"(ANON,1996)

ان حالات میں یہ بہت اہم موقعہ تھا کہ چرچ نوجوان نسل کی اس اعتقادی گمراہی کو دور کرنے کی کوشش کرتا اور انہیں بتلاتا کہ انسان کو جنسی جبلت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے جو اس کی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ ایک نادر موقعہ تھا نوجوان لوگوں کو بتانے کا تاکہ وہ جنسی اعمال اور جنسی تعلیم کے برے اثرات سے محفوظ رہ سکتے۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ پوپ/ پادری صاحبان کو نوجوان نسل کو یہ بتلانا تھا کہ ابتدائی عمر میں جنسی افعال میں ملوث ہونے کے کیا نقصانات ہیں۔ عیسائی تعلیمات میں کسی نمونے کی شخصیت (رول ماڈل کے نہ ہونے کی وجہ سے، کہ حضرت عیسیٰؑ کی شادی نہیں ہوئی تھی) جس کی مثال دے کر نوجوان نسل میں جنسیت کے بارے میں ایک مثبت اور تعمیری طرز فکر وعمل کو پیدا کیا جاسکتا تھا۔ اس رول ماڈل کے نہ ہونے کی وجہ سے نوجوان لوگوں میں اپنے جسم وجان کی مناسب انداز میں دیکھ بھال اور صحت مند زندگی بسر کرنے کے بارے میں ایک منفی رویہ پیدا ہوگیا۔

درج بالا سطور میں نہایت مختصر انداز میں بیان کیے گے حقائق کے مطالعے سے اب وہ مرحلہ آ گیا ہے جب ہم جان سکیں کہ مذہبی راہنماؤں کا بچوں کو جنسی تعلیم دینے میں کیا کردار ہونا چاہیے؟

عیسائی چرچوں میں جنسی تعلیم کا موضوع ایک اختلافی مسئلہ رہا ہے۔ مذہبی لیڈر اسے والدین اور بچوں کے درمیان انفرادی (پرائیویٹ) مسئلہ گردانتے ہیں۔ وہ اپنے ماننے والوں کے درمیان پائی جانے والی اختلافی آراء کا نشانہ نہیں بننا چاہتے۔ چونکہ مختلف رائے رکھنے والے والدین کے درمیان اس امر میں بہت سے اختلافات ہیں کہ کونسی بات صحیح ہے اور کونسی معلومات ان کے بچوں کے لیے مناسب نہیں۔ ایسی صورت حال میں مذہبی راہنماؤں نے یہ متفقہ طرز عمل اختیار کرلیا ہے کہ" کچھ نہ کہا جائے" (JUST SAY NOTHING) (LOUIS PALMER 2001) تاہم یہاں اس امر کی جانب بھی

اشارہ کرنا ضروری ہے کہ مسلمان ممالک کے مذہبی راہنماوں میں صورت حال بھی بہت زیادہ مختلف نہیں۔ **شاید ہمارے مذہبی راہنماؤں نے ان حالات کے نتائج اور مضمرات کا بغور مطالعہ نہیں کیا اور ان پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا جو عیسائی مذہبی راہنماؤں کی ''کچھ نہ کہا جائے'' کی پالیسی کے نتیجے میں مغرب کی نوجوان نسل نیز اہل مغرب کی زندگی سے مذہبی تعلیمات کی ''بے دخلی'' کی صورت میں واقع ہوگئی ہے۔** ان حضرات کے بارے میں چند گزارشات ذیل میں مختصراً پیش کی جاری ہیں۔

☆...... بچوں کو جنسی تعلیم دینے کے بارے میں ''کچھ نہ کہا جائے'' یا ''صرف ناں کرو'' (JUST SAY NO) دونوں طریقوں کے مختلف مضمرات میں اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ اس طرح مذہبی راہنماؤں کو بے شمار نوجوان لوگوں کے ذہنوں میں پائے جانے والے ان خیالات وتاثرات تک رسائی حاصل نہیں ہو پاتی جو ان کے دل ودماغ میں پرورش پا رہے ہوتے ہیں۔ امریکہ میں ۵۰ فی صد سے زاید بچے جو جنسی طور پر بلوغت کی سرحدوں کو پار کر چکے ہیں، ان میں لاکھوں نوجوان (لڑکے اور لڑکیاں) ایسے ہیں جو ان مسائل سے روزانہ نبرد آزما ہو رہے ہیں۔ اگر مذہبی راہنما کسی ایسے مسئلے کے بارے میں خاموش رہنے کا رویہ اختیار کریں جو نوجوان نسل کے اس اہم ترین معاملے کے متعلق ہے تو پھر اس امر پر کسی کو حیرت کا اظہار کرنے کی ضرورت نہیں کہ مذہبی تعلیم کا ادارہ (چرچ) نوجوان نسل کو اپنے ہاتھوں سے کھو رہا ہے ـــــ یہی نتائج مسلم ممالک کے مذہبی راہنماؤں کے بارے میں بھی اخذ کیے جاسکتے ہیں اگر انہوں نے بھی اسی انداز میں نوجوان طبقے کو جنسی امور کے بارے میں راہنمائی نہ دینے کی روش برقرار رکھی ـــــ مزید برآں، عیسائی مذہبی راہنماوں کے اس طرز عمل سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جانا چاہیے کہ مسلم راہنماؤں یا کسی بھی مسلمان کے لیے یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ مغرب کے لوگوں میں بہت سی خرابیاں پائی جاتی ہیں اس امر کو جانے اور ان حالات کے تدارک کے لیے مناسب اور متبادل لائحہ عمل اختیار کیے بغیر!

☆...... **عیسائی مذہبی راہنماؤں کے اس طرز عمل میں ایک اور بہت بڑا خطرہ**

بھی پنہاں تھا جسے ان لوگوں نے نہیں بھانپا۔ جو کچھ چرچ (یا کوئی دوسرا مذہبی راہنما) اس اہم ترین موضوع کے بارے میں اپنی خاموشی یا ارادی یا غیر ارادی طور پر اس پیغام کے دینے کی صورت میں کرتا ہے کہ ''جنسیت ایک گناہ کا گندہ فعل ہے'' تو اس سوال کا کیا جواب ہے کہ کیا ''خدا'' ان جذبات انسانی اور آزمائشوں وتجربات کا خیال نہیں رکھتا جو گوشت پوست کے بنے ہوئے انسان کو ان کی روزمرہ زندگی میں پیش آتے ہیں؟ اور اگر ایسا ''خدا'' انسانوں کی بلوغت کے تکلیف دہ مراحل میں درپیش مسائل کا ادراک اور احساس نہیں رکھتا تو پھر کیا ایسے ''خدا'' سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ انسانوں کو ان کی زندگی میں پیش آنے والے مزید تکلیف دہ مسائل میں ان کی حفاظت اور دیکھ بھال کر پائے گا؟'' (LOUIS PALMER,2001)

مغرب میں چرچ پہلے ہی ایک بار سائنس اور مذہب کے درمیان پائی جانے والی کشمکش میں شکست سے دو چار ہو چکا ہے۔ اس کے لیے یہ ایک دوسرا موقعہ تھا کہ وہ موجودہ دور کے نوجوان طبقے کو درپیش چیلنج کا دانشمندی اور حکمت سے سامنا کرتا اور ان مسائل سے انہیں عہدہ برآ ہونے کے طریق کار اور لائحہ عمل سے آگاہ کر کے ان کی راہنمائی کرتا اور یوں مغرب کے لوگوں کی زندگی میں اپنی کھوئی ہوئی اہم پوزیشن کو بحال کرتا ـــــ وگرنہ اس امر کا غالب خدشہ ہے کہ مغرب میں رہنے والی عیسائی دنیا اسے دوبارہ اپنی زندگی کے معاملات میں رد کر کے اس سے مکمل طور پر چھٹکارہ حاصل کرلیں ـــــ یہاں اس امر کی نشان دہی بہت اہم ہے کہ مسلمان مما لک کے مذہبی راہنما بھی ان تاریخی حالات وواقعات اور پیغام سے سبق حاصل کریں جس کا مغرب میں عیسائی مذہبی راہ نماؤں نے احساس نہیں کیا۔ مسلم مما لک کے نوجوان طبقے میں بھی جنسیت کے بارے میں معلومات اور راہنمائی کا فقدان ہے اور مسلم نوجوان طبقہ بھی جنسی تعلیم کے لحاظ سے مغربی مما لک کے نوجوان طبقے سے بہت مختلف نہیں۔ بدقسمتی سے مسلم مما لک کے مذہبی راہنما بھی، نوجوان طبقے کی زندگی میں جنسیت کو عملاً اور مثبت طور پر کیا حیثیت حاصل

ہونی چاہیے، کے بارے میں دوٹوک اور واضح حل نہیں پیش کر پائے اور یوں اس راہنمائی کے فقدان کی وجہ سے ان کی جنسی معلومات کے فقدان نے اپنے مسائل کا حل جاننے کے لیے نوجوان نسل کو بھی اس امر پر مجبور کردیا ہے کہ وہ غیر مستند ذرائع (ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ) سے معلومات حاصل کریں۔ ہمارے لیے صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ مغربی ممالک میں نوجوان نسل گمراہی کا شکار ہو رہی ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم مذہبی راہنما آگے بڑھ کر جنسی تعلیم کے ان پیچیدہ مسائل اور حالات کا حل پیش کریں جس سے آج بہت بڑے پیمانے پر انسانیت دوچار ہے اور مسلم ممالک کا نوجوان طبقہ بھی بالخصوص عالم پریشانی میں مبتلا ہے۔ اس طریق پر اس امر کے روشن امکانات ہیں کہ نہ صرف مسلمان نوجوان نسل جنسی انارکی کے اس طوفانِ بےمحابا کے برے اثرات سے بچ سکیں گے بلکہ انسانیت بھی اس کے مہلک ترین اثرات سے بچ جائے اور یہ موجودہ انسانیت پر اسلام کا بہت بڑا احسان ہوگا!

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ عیسایت کے برعکس جس نے انسانوں کی ایک بنیادی جبلت کے بارے میں راہنمائی نہیں دی تھی، اسلام نے ان تمام مسائل کے حل کے لیے مکمل اور تفصیلاً راہنمائی دی ہے۔ اسلام، جنسی جبلت کو انسانی زندگی کا ایک جزو لاینفک شمار کرتا ہے جس نے شادی بیاہ کے ادارے کے تحت مرد وزن کے درمیان جنسی تعلقات کو جائز قرار دیا ہے اور جس کے نتیجے میں نسل انسانی کا ارتقاء تسلسل کے ساتھ قائم ہے!

جنسی تعلیم دینے میں سکولوں کا کردار: قبل ازیں کہ یہ باب اختتام پذیر ہو، یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ اور یورپ میں بچوں کو جنسی تعلیم دینے میں سکولوں کے کردار کو واضح کیا جائے۔ گوشوارہ نمبر 7.1 میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ سکولوں کے کردار کو بچوں کو جنسی تعلیم دینے کے بارے میں سب سے کم اہمیت دی گئی ہے۔ بچوں نے سکولوں کو جنسی تعلیم دینے کے نظام کو مناسب نہیں جانا درآنحالیکہ امریکہ میں سکولوں کے ذریعے مختلف نظام ہائے تعلیم پر اربوں ڈالر سالانہ خرچ کیے جا رہے ہیں۔ امریکہ

میں جنسی تعلیم کا جو بھی نظام رائج ہے، اس کی وجہ سے ان طلباء کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جو پہلے سے ہی جنسی افعال میں ملوث ہیں کہ وہ زیادہ دفعہ جنسی افعال میں متعدد افراد کے ساتھ شرکت کریں۔ اس جگہ ہم ایک یا دو مثالیں دینے پر ہی اکتفا کریں گے کہ امریکن سکولوں میں تعلیم جنسی کے یہ پروگرام کتنی بری طرح سے ناکام ہوئے ہیں۔ اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ ''ٹی وی، فلم، ویڈیو گیمز اور انٹرنیٹ میں گھرے ہوئے بہت سے بچوں کی حالت ایک ایسے خشک اسپنج کی سی ہے جو بہت سا پانی چوس لیتا ہے (یعنی جنسی افعال میں بے تحاشا شرکت کرتا ہے موقعہ ملنے پر) (ANON,2000)۔'' اسی طرح ایک دوسرے محقق یوں رقمطراز ہیں کہ ''سکولوں میں جنسی افعال اپنی انتہائی حالت عروج پر ہیں اگرچہ بظاہر سکول کی چار دیواری میں جنسی افعال کی ممانعت ہے'' (RICHARD JOHNSON, 1996)۔۔۔ اسی محقق نے مزید لکھا کہ ''طلبا (لڑکے اور لڑکیوں) کے درمیان جنسی کلچر، اساتذہ کے احکامات کے علی الرغم پایا جاتا ہے اور اس کی حیثیت سکولوں کی چار دیواری میں ایک کھیل کے میدان کی سی ہے'' ۔۔۔ مزید برآں، ایک اور محقق (JOY DAVIDSON, 1998) رقمطراز ہیں کہ ''آج کل بیس سال سے کم عمر کے بچے جب کالجوں میں داخل ہوتے ہیں، تو انہیں متعدد جنسی معاملات کے بارے میں بہت زیادہ معلومات ہوتی ہیں (جو بالعموم انٹرنیٹ اور ویڈیو کیسٹس کی شکل میں عام ہیں) جبکہ چند دیگر مسائل کے بارے میں انہیں کوئی معلومات نہیں ہوتیں۔ اپنے دورِ بلوغت کے دوران، ان کے چہار جانب میڈیا کی جانب سے جنسی تصورات کی بھرمار ہوتی ہے۔ میڈیا کے ملے جلے پیغامات کے ذریعے انہیں یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ جنسیت ایک غلط، غیر اخلاقی اور موت سے ہمکنار کرنے والی چیز ہے۔ ان حالات کے باوجود کسی شخص کے لیے اس امر پر اظہار حیرت کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ'' **کالج میں جانے والے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں، جب والدین کی نگرانی سے اچانک آزاد ہوتے ہیں، تو وہ کالج میں پائے**

جانے والے جنسی لذت کے مواقع سے بھرپور استفادہ کرنے کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے بالکل اسی طرح جس طرح ایک بھوکا کتا، جب اسے قصاب کی دوکان میں کھلا چھوڑ دیا جائے، کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا''......اور''یہ امر بھی باعث حیرت ہے کہ جنسیت کے بارے میں وہ تمام تر معلومات جو انہیں حاصل ہوتی ہیں، کالج میں پہنچ کر وہ انہیں صرف نظر کرتے ہوئے''جنسی دعوت'' کے اس موقعہ سے بھرپور فائدہ اٹھانے میں کوئی دقیقہ فردگزاشت نہیں کرتے!''

اگرچہ درج بالا تبصروں کے یہ الفاظ جو امریکی/ یورپی ممالک کے دانشوروں کے اقوال سے نقل کیے گئے ہیں۔ اس جنسی تعلیم کے معیار کے بارے میں بہت حد تک اس صورت حال کا صحیح نقشہ پیش کرتے ہیں جو بچوں کو دی جارہی ہے تاہم بچوں کی صحت وتندرستی پر اس جنسی تعلیم کے جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں ان کا اندازہ ترقی یافتہ ممالک کے محکمۂ صحت کی ان رپورٹس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اگرچہ اس قسم کی بہت سی تحقیقی رپورٹس کا حوالہ بھی دیا جاسکتا ہے جو اس تعلیم کے دینے والے اساتذہ/ پروفیسرز نے جنسی تعلیم کے معیار کے بارے میں دیے ہیں۔ مشتے از خروارے''میں طلباء کو گیارہ سال سے پڑھا رہا ہوں لیکن مجھے مسلسل انہیں بنیادی سوالات کے جوابات دینے پڑتے ہیں جو میں نے دس سال قبل اپنے طلباء کو دیے تھے۔ طلباء کو جنسی تعلیم ساتویں گریڈ سے دینی شروع کی جاتی ہے اور بعد ازاں، وہ ایک سمیسٹر کی تعلیم ہائی سکول میں بھی حاصل کرتے ہیں —— میں ایک کلاس کو پڑھاتا ہوں جس میں بنیادی طور پر کالج کے سینئر طلباء ہی داخلہ لے سکتے ہیں لیکن بیشتر طلباء، ان کلاسوں میں ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں اپنے جسمانی اعضاء کا علم بھی نہیں ہوتا'' —— یہ تبصرہ ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر کا ہے جو میامی یونیورسٹی امریکہ میں صحت کی تعلیم دینے پر مامور ہے(REGINALD, FENNET 19)

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا!

❀❀❀

باب ہشتم:

جنسی تعلیم کے لئے نصاب کی تیاری

جنسی صحت کی تعلیم (SEXUAL HEALTH EDUCATION):

جنسی تعلیم کا ایک بہت اہم پہلو انسانوں کی صحت وتندرستی کا قیام ہے۔ یہ امر کسی شخص کے لیے بالخصوص مغرب میں رہنے والوں کے لیے باعث حیرت ہوگا کہ اسلام نے انسانی خوشحالی کے اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا۔ ابن ماجہ نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **''جب کبھی ایسا ہو کہ کسی قوم میں گناہوں کی بھرمار ہوجائے اور اس قوم کے لوگ ان گناہوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگیں تو اللہ تعالیٰ اس قوم میں ایسی بیماریاں پیدا کردیتا ہے جو ان کے آباء واجداد میں نہ تھیں۔''** (سنن ابن ماجہ۔مفہوم)

دنیا میں پھیلے ہوئے جنسی امراض بالخصوص ایڈز اس حدیث کی ایک بہت عمدہ اور اچھوتی مثال ہے۔ جنسی امراض کی بہت سی اقسام ایسی ہیں جو جنسی عمل کے دوران چھوت لگنے سے پھیلتی ہیں۔ اس قسم کے امراض امریکہ اور یورپ کے علاوہ دنیا کے بہت سے دوسرے ترقی پذیر ممالک میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ صرف امریکہ میں ۳۰ ملین (تین کروڑ) افراد ان امراض کا شکار ہیں (ANON, 1996)...... یاد رہے کہ ان میں سے بہت سے امراض کا قریباً دو تین صدیوں پہلے دنیا میں وجود نہیں تھا!

انسانی صحت وتندرستی کے قیام کے لیے ایک موثر جنسی صحت کا پروگرام بہت ضروری ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں یہ تعلیم کا ضروری حصہ ہے۔ کینیڈا میں ایک سروے

سے پتہ چلا کہ ۸۹ فیصد نابالغ بچوں کی رائے کے مطابق جنسی صحت کا پروگرام بہت ضروری ہے۔ چھ مختلف ذرائع میں سے، انہوں نے سکولوں کو جنسی صحت کے پروگرام کی تعلیم دینے کے لیے ایک اہم ترین ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس کے بعد خاندان اور دوستوں کو اہمیت دی گئی۔ اسی طرح انہوں نے بارہ مختلف موضوعات میں سے جنسی بیماریوں کی روک تھام کو اولین حیثیت دی جو سکولوں میں جنسی تعلیم پر مبنی صحت کے پروگراموں میں شامل کرنے چاہئیں۔ (MCKAY AND HOLLOWAY 1998)

یہ امر باعث دلچسپی ہوگا کہ کینیڈا ایک ایسا ملک ہے جہاں بچوں کو صحت جنسی کی تعلیم، ان کی انفرادی اقدار، عقائد اور مذہبی پس منظر (ETHNO --- CULTURAL BACKGROUND) میں دی جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ صحت جنسی پر مبنی یہ تعلیم اخلاق سے عاری (VALUE FREE) نہیں۔ صحت جنس کے ایک موثر پروگرام کے ذریعے یہ تعلیم نوجوان نسل کو حال اور مستقبل کے لیے ایک صحت مند شہری کی حیثیت سے بڑا ہونے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

صحت جنسی کی تعلیم میں جن موضوعات پر گفتگو کی جاتی ہے، ان کا ذکر ایک ڈاکٹر نے یوں کیا ''لازماً لڑکوں کے لیے ایک مرد ڈاکٹر اور لڑکیوں کے لیے ایک خاتون ڈاکٹر ہونی چاہیے۔ چونکہ ان موضوعات میں بہت سی باتیں، انسانی جسمانی اعضاء اور ان کے افعال کے بارے میں ہوتی ہیں اس لیے والدین کے لیے اس قسم کے موضوعات پر بات کرنا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ وہ نوجوان نسل کے سوالات کے جواب نہیں دے سکتے۔'' ان میں سے چند موضوعات کے بارے میں ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جنسی تعلیم کا خاکہ: دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں جنسی تعلیم کے مختلف پروگراموں کا مطالعہ کرنے (باب اول) سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ دنیا میں ہر جگہ اور ہمیشہ سے مختلف ثقافتی اور تہذیبی اقدار سے جنسی تعلیم کا ایک گہرا تعلق ان کی سماجی اور اخلاقی اقدار کی روشنی میں رہا ہے جو کسی بھی ملک/ علاقے/ معاشرے میں

رائج رہے ہیں۔ ان اخلاقی اقدار میں مذہب کو ایک بہت اہم حیثیت حاصل رہی ہے۔ تاریخ انسانیت میں مذہبی اقدار وروایات نے جنسی اخلاقیات کی ترویج وترقی میں نمایاں کردار ادا کیا (BIGELOW, M.A. 1962)۔ درحقیقت کسی انسان کا بنایا ہوا نظام کبھی بھی انسانوں کے جملہ مسائل کا کوئی شافی حل تجویز کرنے میں کامیاب نہیں ہوا بالخصوص جنسیت اور اس سے متعلقہ مسائل جن کا تعلق انسان کی جبلت سے رہا ہے۔ جنسی تعلیم کے مختلف پروگراموں اور طریقوں کے بارے میں صحیح نقطہ نظر جاننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان کا جائزہ الہامی ہدایات کی روشنی میں لیا جائے۔ قرآن کریم نے سورۃ الجاثیہ (23:45) میں اس حقیقت سے یوں پردہ اٹھایا ہے۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾

''پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہے اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟۔ اللہ کے بعد اور کون ہے جو اسے ہدایت دے؟ کیا تم لوگ کوئی سبق نہیں لیتے ؟''

ان آیات کی روشنی میں یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جنسی تعلیم کا ایسا نظام جو اخلاقی تعلیمات اور ربانی ہدایات سے عاری ہو، اور اس کی پشت پر کوئی اخلاقی ماڈل (شخصیت) بھی نہ ہو، تو اس کے نافذ کرنے سے سوائے مایوسی اور نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس ضمن میں اسلامک اکیڈیمی کیمبرج (برطانیہ) اور محکمہ تعلیم یونیورسٹی آف کیمبرج نے ایک مشترکہ مشاورت کا انعقاد جنسی تعلیم کے موضوع پر کیا: (ANON 1991, MICHAEL, J. M. REISS-AND S,A MABUD 19998)

یہ مشاورت چھ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے اصحاب علم پر مشتمل تھی جو برطانیہ

میں قیام پذیر ہیں۔اس مشاورت نے ایک مشترکہ یادداشت تیار کی جس میں کہا گیا کہ:

☆......اس یادداشت میں موجودہ نظامہائے جنسی تعلیم کا ناقدانہ جائزہ لیا گیا، ان اصولوں کی فہرست تیار کی جو ان کے خیال میں جنسی تعلیم کے نظام کی اصلاح کرنے کے لیے ضروری تھے اور جن کے ذریعے تعلیمی نظام کے لیے ایک اخلاقی ڈھانچہ(FRAME WORK) فراہم کرنا تھا۔

☆...... اس یادداشت نے عصمت و عفت اور کنوار پن(CHASTITY/ VIRGINITY) کو شادی سے قبل ضروری قرار دیا اور شادی شدہ زندگی میں زوجین کے درمیان باہمی وفاداری کو لازم قرار دیا نیز نکاح کے بعد جنسی افعال میں ملوث ہونے اور لواطت کو ممنوع قرار دیا۔

☆......اس یادداشت نے زوجین کو بطور والدین کے ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرنے کی تاکید کی۔

☆......نیز بچوں کے لیے یہ ضروری قرار دیا کہ وہ اپنے والدین کی عزت واحترام اور تابعداری کو ملحوظ رکھیں اور بڑھاپے اور کسی قسم کی معذوری کی بناء پر ان کی خدمت کو اولاد کے لیے لازم قرار دیا۔

☆......اس امر کی تاکید کی گئی کہ زوجین کے درمیان عزت احترام کے ساتھ تعلق قائم رہنے چاہئیں۔

اس جگہ اس امر کی صراحت بھی ضروری ہے کہ قریباً دس سال قبل، برطانوی حکومت نے ایک سرکلر نمبر 11/87 کے ذریعے جنسی تعلیم کے مسئلے پر ہدایات جاری کی تھیں۔اس سرکلر میں کہا گیا تھا کہ ''بچوں کو جنسی تعلیم کے عضوی اور فعلیاتی پہلوؤں پر تعلیم، اخلاقی تعلیمات کی حدود میں رہتے ہوئے دینی چاہئیں۔اور بچوں کو اس امر کی تاکید کی جانی چاہیے کہ وہ اپنی زندگی میں ضبط نفس(SELF RESTRAINT) کی اہمیت کو پیش نظر رکھیں۔نیز عزت انسانی اور دوسروں کی عزت واحترام کا خیال رکھیں۔نیز بچوں کی مدد بھی

کی جائے تاکہ وہ اپنی جسمانی، جذباتی اور اخلاقی کمزوری کی وجہ سے اتفاقی طور پر جنسی افعال میں ملوث نہ ہوجائیں۔ مزید براں، سکولوں کو اس امر کا بھی اہتمام کرنا چاہیے کہ دونوں صنفوں کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ جنسی امور میں ذمہ دارانہ طرز عمل اختیار کریں۔ طلباء کی مدد کی جائے تاکہ وہ اپنے تعلقات شادی بیاہ کے ذریعے ایک خاندان کی بنیاد استوار کرنے کی اہمیت وفوائد سے آگاہ ہوسکیں۔ ❶

اگرچہ اس سرکلر کے مندرجات کی بناء پر مختلف مذہب کے لوگوں نے اسے پسند کیا تھا لیکن ان کا یہ خیال تھا کہ کاش سکولوں میں دی جانے والی جنسی تعلیم کے ذریعے بے حیائی اور مادر پدر آزاد جنسی افعال کو روکا جاسکے!

ذیل کے سطور میں ہم جنسی تعلیم کا ایک خاکہ درج کر رہے ہیں جس کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر رکھی گئی ہے (SHAHID ATHAR,1999) یہ امر باعث اطمینان ہے کہ حالیہ دور میں متعدد اہل علم اور تنظیموں نے مغرب میں اس قسم کے تعلیمی خاکہ جات پیش کیے ہیں (D, OYEN, F.M 1996; IQRA TRUST 1993,1997; SARWAR, G 2004; MICHEL J. REISS AND SA MABUD 1998)

یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ جنسی تعلیم کے ایک مناسب نظام کے ذریعے مسلم معاشروں میں جنسیت کے بارے میں جو منافقانہ روش موجودہ زمانے میں

---

❶ اس سرکلر کے ضمن میں (Ashraf, S. A 1998b). کا یہ تبصرہ ہر شخص کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہونا چاہیے کہ ان ہدایات کو کس قدر اہمیت دی جارہی ہے۔ وہ رقمطراز ہیں کہ ''جب میں نے سکول کے ایک استاد سے پوچھا کہ کیا طلباء کو جنسی تعلیم ایک شادی شدہ خاندانی نظام کے تناظر میں دی جاتی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ان کے لیے ایسا کرنا ممکن نہیں کیونکہ ہمارے طلبہ کی ایک بہت بڑی تعداد ایسے والدین کی ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ بغیر شادی کئے رہ رہے ہیں۔ ان کے والدین اور بچوں کی بے عزتی ہوسکتی ہے اگر ہم انہیں اس نقطہ نظر سے تعلیم جنسی دیں''......اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برطانیہ میں مذہبی تعلیمات کا لوگوں پر کس قدر کمزور اثر ہے کیونکہ شادی شدہ زندگی اور نکاح کے ادارے کا تقدس بری طرح سے پامال ہورہا ہے!

پائی جاتی ہے، اس کا خاتمہ ہوجائے گا۔ مزید برآں، اس امر کا بھی امکان ہے کہ اس وجہ سے مسلم معاشرے میں جنسیت کے بارے میں ایک معتدل نقطہ نظر پیدا ہو جائے (TUFAIL MUHAMMAD, 1999)۔ اسی طرح ایک مسلمان ڈاکٹر یوں رقمطراز ہیں کہ ''بچوں کو جنسیت کے بارے میں حقائق سے روشناس کرانے میں ان کے جسمانی وذہنی نشوونما کا خیال رکھنا ضروری ہے اور یہ کام سکول اور خاندان کی سطح پر کیا جانا چاہیے۔ مزید اس تعلیم کو اسلامی تعلیمات کے مجموعی تناظر میں دینا چاہیے تاکہ نوجوان نسل نہ صرف جسمانی نظام کے تولیدی اعضاء کی ساخت بلکہ ان کے افعال سے بھی آگاہ ہوجائے اور ساتھ ہی ساتھ انہیں جنسی اعمال کی پاکیزگی کے بارے میں مکمل آگہی ہوجائے۔ بچوں میں اگر ایک دفعہ اسلامی ذہن پیدا ہوجائے تو پھر انہیں جنسی تعلیم دینے میں کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیے بلکہ یہ زیادہ مناسب ہے کہ انہیں صحیح اور مستند معلومات فراہم کردی جائیں بجائے اس کے کہ انہیں اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے لیے تنہا چھوڑا جائے کہ وہ غیر مستند ذرائع سے غلط معلومات حاصل کریں جس سے وہ احساس ندامت میں مبتلا رہیں جو ہمارے معاشرے میں تعلیم نہ دینے کی وجہ سے خاموش رہنے کی صورت اکثر ہوتا ہے۔ (HASSAN HATHOUTL, 2000)۔ اس بارے میں مبین اختر (2010) کی وہ آراء بھی ذہن میں تازہ کرلینی ضروری ہیں جن کا ذکر ہم نے باب پنجم میں کیا ہے۔

جنسی تعلیم کے درج ذیل خاکے کو اسلامی تعلیمات کے وسیع تر تناظر میں دیکھتے ہوئے اس امر کو واضح طور پر سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ ایک تفصیلی نصاب تعلیم جنسی کی تیاری میں بچوں کی جسمانی، ذہنی نشونما کا خیال رکھا جاتا ہے، اوراس کی تیاری ماہرین تعلیم اور نصاب(PEDOGOGY EXPERTS) کا کام ہے جو اس خصوصی کام سرانجام دینے کے ماہر ہوتے ہیں۔

جنسی تعلیم کے وسیع تر موضوعات

ا۔جسمانی اعضاء کی نشوونما: تولیدی نظام کی ساخت اور افعال

(الف) لڑکیوں کا نظام: اس موضوع کے تحت ضروری ہے کہ لڑکیوں کے تولیدی اعضاء کی ساخت اور افعال کا تذکرہ کیا جائے۔اس ضمن میں بلوغت اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی جسمانی، جذباتی اور نفسیاتی تبدیلیوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔اسی طرح حیض اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل بالخصوص پہلی مرتبہ ایام کا آغاز اور اس سے متعلقہ مسائل از قسم مناسب لباس اور دیگر ضروری ہدایات کا دیا جانا ضروری ہے۔ اس ضمن میں پاکیزگی/ طہارت کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ضروری ہے(تفصیلی ہدایات آئندہ صفحات میں آ رہی ہیں) ایک ماہر نفسیات یوں رقمطراز ہیں کہ ''ہر شخص جانتا ہے کہ پہلی مرتبہ ایام کے شروع ہونے پر لڑکیاں بہت زیادہ گھبرا جاتی ہیں اگر انہیں پہلے سے اس کے بارے میں آگاہ نہ کیا گیا ہو۔مباشرت کے بارے میں مناسب معلومات نہ ہونے اور مختلف غلط فہمیوں اور اوہامات کی بناء پر شادی کی پہلی رات، لڑکیاں خوف سے کانپنے لگتی ہیں'' (مبین اختر 2002)۔ پس یہ ضروری ہے کہ انہیں ایام کے بارے میں حفظان صحت اور پاکیزگی کے بارے میں معلومات فراہم کی جائیں تا کہ وہ نماز کی ادائیگی کے بارے میں آگاہ ہو جائیں۔ نیز شادی کی صورت میں انہیں زوجین کے درمیان جنسی تعلقات کے بارے میں بھی معلومات دی جائیں۔اسی طرح، انہیں ان امور کی معلومات بھی دینی ضروری ہیں جو ایام سے قبل درد اور تکلیف کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں (PRE-MENSTURAL SYNDROM-----PMS)، ایام میں بے قاعدگی (IRREGULAR MENSES) یعنی استحاضہ،نفاس (بچے کی پیدائش کے بعد خون کا جاری رہنا) اور ایام یاس (MENOPAUSE) جیسے امور کے بارے میں

معلومات فراہم کرنی چاہئیں۔ نیز قیام حمل، اس کے دوران صحت کے اصول، بچوں کی پیدائش اور دیکھ بھال، رضاعت (بچے کو دودھ پلانا) اور اس قسم کے دیگر مذہبی معلومات کا علم دینا بھی ضروری ہے۔

(ب) لڑکوں کا نظام تولید وتناسل: لڑکیوں کی طرح لڑکوں کو بھی ان کے جنسی وتولیدی اعضاء کی ساخت اور ان کے افعال کے بارے میں آگاہ کرنا ضروری ہے، بلوغت اور اس کی وجہ سے جسمانی نظام میں واقع ہونے والی جذباتی، نفسیاتی تبدیلیوں کے بارے میں آگاہ کرنا ضروری ہے۔ بلوغت کے نتیجے میں ہونے والی جنسی خواہش میں اضافے، احتلام وغیرہ اور اس ضمن میں طہارت کے حصول کے لیے وضو، غسل کے مسائل سے آگہی ضروری ہے۔ ایک مسلم صاحب علم یوں رقمطراز ہیں کہ "فقہائے کرام نے اس قسم کی حالت کی درج ذیل مختلف اقسام کے بارے میں ہدایات دی ہیں: (ABDUL WAHAB BOUDHIBA,1998)

"☆...... مرد کا مادۂ منویہ ایک گاڑھی لیسدار سفید رنگ کی رطوبت ہوتی ہے اور لڑکوں کے عضو تناسل سے زور دار طریق پر نکلتی ہے۔ اس کی مہک کھجور کے درخت کے نر گچھے کے زردانوں (SPATHES) جیسی ہوتی اور اس کے اخراج کے بعد عضو تناسل ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔

☆...... عورتوں میں یہ رطوبت پتلی ہوتی ہے جس کی تند و تیز بو ہوتی ہے جو عورتوں کے عضو (VAGINA) سے نکلتی ہے۔

☆...... مذی، ایک سفیدی مائل رطوبت ہوتی ہے جو مردوں کے عضو تناسل سے اس وقت نکلتی ہے جب انہیں شہوت کا غلبہ ہوتا ہے۔ یہ پراسٹیٹ گلینڈ سے نکلنے والی رطوبت ہے جو عضو تناسل کی نالی (نائیزہ URETHRA) کو چکنا کرتی ہے جس سے مادۂ منویہ کا اخراج آسانی سے ہوجاتا ہے نیز اسمیں پائے جانے والے اجزاء فرکٹوس (FRUCTOSE) مادہ منویہ کے حیوانی خلیوں (SPERMS) کی غذا کے کام آتی ہے

جس سے انہیں عورت کے اندرونی اعضاء (رحم) میں حرکت کرنے کی قوت وطاقت حاصل ہوتی ہے اور یوں وہ عورت کے بیضے سے مل کر قرار حمل کا باعث بنتے ہیں۔

مضیٰ: عورتوں میں جنسی شہوت کے وقت نکلنے والے رطوبت جو مردوں کی منی کے مترادف ہوتی ہے اور اندرونی اعضاء میں پائے جانے والے مختلف غدودوں سے نکلتی ہے۔

لڑکوں کو بھی احتلام یا شادی شدہ ہونے کی صورت میں مباشرت کے بعد غسل کی ضرورت اور ترکیب پر روشنی ڈالنی چاہیے کیونکہ جنابت کی حالت میں ایک مسلمان نماز کی ادائیگی نہیں کرسکتا نیز قرآن کریم کو چھونا/ پڑھنا بھی ایسی حالت میں منع ہے۔

اس عمر میں لڑکوں کو شادی سے باہر جنسی افعال (زنا، مشت زنی، لواطت) میں ملوث ہونے کے نقصانات سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ اوائل عمر میں جنسی افعال میں ملوث ہونے سے مختلف جنسی امراض جس میں اہم ترین سوزاک، گنٹھیا، ایڈز جیسے امراض شامل ہیں کے بارے میں بھی آگاہ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح انہیں خاندانی نظام کی اہمیت وضرورت، زوجین کے ایک دوسرے پر حقوق اور ذمہ داریاں، بچوں کی پرورش، تعلیم وتربیت نیز ان کی جسمانی صحت وتندرستی کے قیام کے لیے ہدایات دینی ضروری ہیں۔ اسی طرح انہیں شراب نوشی، سگریٹ اور دیگر نشہ آور اشیاء کے برے اثرات سے بھی آگاہ کرنا ضروری ہے۔ یاد رہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو یہ تعلیم بالترتیب مرد اور خواتین اساتذہ یا ڈاکٹرز کے ذریعے دی جانی چاہیے۔

بلوغت کی عمر سے پہلے: بچوں کو (میٹرک میں پڑھنے والوں کو) مرد وزن کے درمیان جنسی تعلقات کی نوعیت اور اس کے مضمرات سے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اسی طرح ان بچوں کو جنہوں نے سکول کی تعلیم ختم کر کے کالجوں میں داخلہ لے چکے ہوں (انٹرمیڈیٹ) انہیں اس امر سے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے لڑکوں کو کسی لڑکی کے ساتھ ''دوستی'' اسلامی نقطہ نظر سے حرام اور ممنوع ہے۔ لڑکوں کی عمر کا یہ دور بہت ہی حساس اور خطرناک ہوتا ہے کیونکہ کالج میں جا کر وہ بہت حد تک اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں اور

دوسرے لڑکوں کے ورغلانے سے وہ بھی ایسی حرکت کر گزرتے ہیں۔ دونوں صنفوں کے افراد کو اس امر کی تاکید کرنی چاہیے کہ اسلام میں لڑکے اور لڑکی کے درمیان جائز تعلقات صرف شادی/ نکاح کی صورت میں ہی جائز ہیں۔ مزید برآں، انہیں جنسی تعلقات کے نتیجے میں ایڈز اور دیگر امراض میں مبتلا ہونے کے خدشے سے بھی آگاہ کرنا چاہیے۔ لڑکیاں، اس عمر میں فریق مخالف کو خوبصورت لگنے کے لیے ذاتی بناؤ سنگھار پر توجہ دیتی ہیں جبکہ نوجوان لڑکے اس عمر میں اپنے آپ کو بالغ ظاہر کرنے کے لیے سگریٹ نوشی شروع کر دیتے ہیں اور وہ لڑکیوں کی جانب راغب ہونے لگتے ہیں۔

جسمانی نشوونما کی وجہ سے ۸ سے ۱۶ سال کے دوران لڑکے اور لڑکیاں اپنے جسمانی اعضاء میں تبدیلیاں محسوس کرنے لگتے ہیں۔ ان میں دیگر بہت سی جذباتی اور دوسرے لوگوں کیساتھ بات چیت کرنے، تعلقات بنانے وغیرہ کی تبدیلیاں (BEHAVIORAL CHANGES) واقع ہوتی ہیں۔ اس قسم کی تبدیلیوں کی وجہ دیگر جسمانی اعضاء بالخصوص تولیدی/ جنسی اعضاء میں پیدا ہونے والے ہارمونز کی پیدائش سے ہے۔ اس عمر میں نوجوان بچے (لڑکیاں اور لڑکے) اپنی جسمانی نشوونما کے بارے میں فکرمندی اور تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔ تاہم انہیں اس امر سے آگاہ کرنا چاہیے کہ اس قسم کی تمام تر تبدیلیوں کا تعلق، ان کے بالغ ہونے سے ہے اور یہ ایک فطری عمل ہے۔ دراصل بلوغت کی عمر، بچپن اور بالغ ہونے کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس عمر کے آغاز میں جنسی اعضاء کی رطوبتیں اپنے عروج پر ہوتی ہیں جس کی بناء پر لڑکے اور لڑکیاں، بچے پیدا کرنے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہوجاتے ہیں۔ لڑکوں میں یہ عمل مادۂ منویہ (SEMEN) میں پائے جانے والے حیوانی خلیوں اور لڑکیوں میں ان کے بیضہ دان سے نکلنے والے بیضے (OVUM) کے باہم ملنے کی صورت میں واقع ہوتا ہے جو لڑکیوں میں ایام ماہواری کی وجہ سے ہر ماہ نکلتا ہے۔ شادی شدہ ہونے کی صورت میں جب زوجین مباشرت کرتے ہیں تو اس کے نتیجے میں ان دونوں خلیات کا ملاپ رحم میں

ہوجاتا ہے اور یوں قرار حمل ہوجاتا ہے—— یہ دور، دونوں اصناف کے افراد کے لیے ایک مشکل مرحلہ ہوتا ہے اور انہیں درج ذیل چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اولاً......اس عمر کو پہنچنے پر دونوں اصناف کے افراد کو اپنے بالغ ہونے اور ایک دوسرے کے لیے باعثِ کشش ہونے کا احساس ہوجاتا ہے اور ان میں جنسی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

ثانیاً......دونوں اصناف بہت حد تک جذباتی طور پر آزادانہ سوچ کے حامل ہوجاتے ہیں اور اپنے آپ کو ماں باپ کے اثرات سے آزاد محسوس کرنے لگتے ہیں۔

بچوں کی عمر میں یہ دور ایسا ہوتا ہے جب انہیں بہت زیادہ راہنمائی، مدد اور شفقت ومحبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسمانی نظام میں پیدا ہونے والے ہارمونز کی وجہ سے جو جنسی جذبہ پیدا ہوتا ہے وہ بعض اوقات انہیں گمراہ کر کے غلط راستے پر ڈال سکتا ہے۔ اس حالت سے دوچار ہونے سے بچانے کے لیے انہیں ان تمام حقائق، تبدیلیوں اور اردگرد ماحول میں پائےجانے والے جنسی جذبات کو برانگیختہ کرنے والے ماحول کے ممکنہ برے اثرات سے آگاہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس قسم کی تبدیلیاں، اکثر اوقات دونوں صنفوں کے افراد میں پیدا ہوتی ہیں جبکہ ان میں سے چند کا تعلق صرف ایک جنس سے ہوتا ہے۔ پس یہ بہت ضروری ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں، دونوں کو ان تمام تر تبدیلیوں سے آگاہ کیا جائے جو بلوغت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس قسم کی تبدیلیوں کے بارے میں ذیل کی سطور میں چند اہم معلومات پیش کی جارہی ہیں۔

لڑکوں میں بلوغت کا دور: لڑکے بالعموم ۱۰ سے ۱۸ سال کی عمر میں بالغ ہوجاتے ہیں۔ اس دوران ان کا جسمانی وزن بڑھنا شروع ہوتا ہے اور قد بھی دراز ہوتا ہے۔ ان کی ٹانگوں، چہرے، بغلوں، سینے اور جنسی اعضاء کے اردگرد بال اگنا شروع ہوتے ہیں۔ ان کی آواز میں گہرائی اور بھاری پن پیدا ہوتا ہے۔ جسم میں چکنائی دار رطوبتوں اور پسینے کی وجہ سے چہرے پر پھنسیاں نکل آتی ہیں۔ اس لیے انہیں روزانہ نہانے کی ضرورت

پیش آتی ہے بالخصوص چہرے کی صفائی بہت ضروری ہے۔ چہرے کی صفائی نہ کرنے سے مزید چکنائی دار رطوبتوں کا اخراج ہوتا ہے اور پھنسیوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے جس سے چہرہ بدنما لگتا ہے اور سخت تکلیف بھی ہوتی ہے۔

بلوغت کی عمر میں جنسی جذبات کا بہت زیادہ غلبہ ہوتا ہے اور مختلف اقسام کے خواب اور خیالی تصورات (FANTACIES) بھی جن کی وجہ سے وہ بہت حد تک رومانیت پسند ہوجاتے ہیں۔ خواب کے عالم میں احتلام ہوجاتا ہے جس میں مادۂ منویہ کا اخراج، عضو تناسل سے ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں غسل کرنا ضروری ہے۔ لڑکے ذاتی طور پر اپنے مسائل حل کرنا پسند کرتے ہیں اور اپنا بہت ساوقت اپنے دوستوں کے ساتھ گزارنا پسند کرتے ہیں اور گھر میں والدین کیساتھ بہت کم وقت کے لیے رہتے ہیں۔

لڑکیوں میں بلوغت کا دور: لڑکوں کی طرح، لڑکیوں کے لیے بھی بلوغت کا دور ایک بہت پیچیدہ اور تکلیف دہ دور ہوتا ہے۔ ان کا وزن اور قد بڑھنے لگتا ہے۔ ان پر موڈ کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ انہیں اس امر پر تشویش ہوتی ہے کہ آیا ان کی جسمانی نشوونما ٹھیک طور پر ہورہی ہے یا نہیں؟ اور لوگوں کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ان میں جنسی طور پر فریق مخالفت کے لیے دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی جنسیت کے بارے میں تعجب اور اجنبیت کے احساس سے دوچار ہوتی ہیں۔

لڑکیوں میں ان کی چھاتیاں/ نشوونما پانے لگتی ہیں جب ان کی عمر 9 سے 13 کے درمیان ہوتی ہے۔ اس ضمن میں انہیں ان کے سائز اور شکل کے بارے میں بہت پریشانی ہوتی ہے۔ بغلوں اور زیر ناف بال اگنے شروع ہوجاتے ہیں۔ بعض لڑکیوں میں ایام ماہواری (حیض) کا دور شروع ہوجاتا ہے جب وہ 11 سے 12 سال کی عمر کو پہنچتی ہیں تاہم زیادہ تر لڑکیاں 13 سے 14 سال کی عمر میں اس مرحلے سے دوچار ہوتی ہیں۔ لڑکیاں، اپنے لباس اور شکل وصورت کے بارے میں بہت زیادہ محتاط ہوجاتی ہیں اور ان میں زیادہ اعتماد اور اپنی ذات کے بارے میں یقین ہونے لگتا ہے اور وہ اپنی رائے کی صحت

کے بارے میں بھی اصرار کرتی ہیں۔ 17 سے 18 سال کی عمر میں وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول میں زیادہ دلچسپی کا اظہار کرنے لگتی ہیں اور گھروں میں والدہ کا ہاتھ بٹانے لگتی ہیں۔ اس عمر میں ان پر بھی رومانوی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

ایام ماہواری کا دور بالعموم 11 سے 15 سال کے درمیان شروع ہوتا ہے۔ تاہم جلد سے جلد 9 سال میں بھی ہوسکتا ہے۔ ایام کا دورانیہ 3 سے 7 یوم تک ہوتا ہے۔ اور ہر 27 سے 33 دن بعد دہرایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ تھکاوٹ اور کمزوری محسوس کرتی ہیں کیونکہ جسم میں خون کے اخراج کی وجہ سے فولاد (IRON) کی کمی ہوجاتی ہے۔ اس کمزوری کو رفع کرنے کے لیے ڈاکٹرنی کے مشورے سے وٹامن اور دیگر نمکیاتی اجزا کی گولیاں شروع کردینی چاہئیں۔ یہاں اس امر کی یاددہانی کرانی بہت ضروری ہے کہ ایک دفعہ جب لڑکیوں میں ماہواری کا دور شروع ہوجاتا ہے تو پھر وہ حاملہ ہوسکتی ہیں اس لیے شادی سے قبل کسی صورت میں بھی جنسی اختلاط سے پرہیز کرنا چاہیے۔

طہارت: گزشتہ صفحات میں ہم نے اسلام میں طہارت/ پاکیزگی کے چند پہلوؤں کے بارے میں گفتگو کی تھی۔ ذیل کی سطور میں اس بارے میں مزید گفتگو کی جارہی ہے۔

(ABDUL WAHAB BOUDHIBA,1998) رقمطراز ہیں ''طہارت کا حصول صرف جسمانی نجاستوں اور غلاظتوں کو صاف کرنے ہی کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے ایک مسلمان وقتی اور ہمیشہ انفرادی طور پر روحانی پاکی کے حصول کے لیے سرگرداں رہتا ہے''......طہارت کے وسیع تر مفہوم کے بارے میں بحث کرتے ہوئے وہ رقمطراز ہیں کہ ''ایک فرد جو کسی وجہ سے بھی طہارت اور پاکیزگی سے محروم ہوگیا ہو، وہ اول قدم سے مختلف خطرات سے دوچار ہوجاتا ہے۔ شیطان اس کے ساتھ کوئی بھی زیادتی کرسکتا ہے اور وہ خود کو اس حالتِ ناپاکی میں رہتے ہوئے، شیطان کی چالوں سے محفوظ و مامون نہیں رکھ سکتا۔ حالتِ ناپاکی میں وہ قرآنی آیات کی تلاوت بھی نہیں کرسکتا جو اسے شیطان کے شر سے محفوظ کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں جبکہ قرآن

کوصرف وہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں جو ظاہری طور پر پاک ہوں (المطہرون)۔ایسے شخص کی حفاظت جسمانی وروحانی،اور اس کی نیکی (حسنہ) بہت حد تک خطرے سے دوچار ہوتی ہیں۔پس یہ امر بہت ضروری ہے کہ وہ اس حفاظتی حصار کو دوبارہ تعمیر کرے اور یہ وہ عمل ہے جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے بیک وقت سماجی، جادواثر اور مذہبی طور پر پاکی وطہارت کے حصول کا ذریعہ ہے۔طہارت اور پاکیزگی کا حصول ایک حفاظتی حصار کا نظام ہے حتیٰ کہ موت کی حالت میں بھی ایک بہت موثر صفائی (غسل) کی ضرورت ہوتی ہے جو آخری صورت ہے پاکی اور طہارت کی! مرنے والا فرد بھی مختلف ناپاکی کی حالتوں سے دوچار ہوتا ہے اور اس کے لیے بھی یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالک کو ملنے سے پہلے مکمل طور پر پاک وصاف اور طاہر ہو کیونکہ صرف ایک طاہر جسم ہی اس قابل ہوسکتا ہے کہ وہ ''لقائے وجہہ اللہ'' (اللہ تعالیٰ کا دیدار) کے قابل ہو سکے۔''

مزید برآں ''فقہائے کرام نے روایتی طور پر نجاست (حداث) کی دوقسمیں بیان کی ہیں۔ایک بڑی غلاظت/نجاست (نجاست غلیظہ) یعنی جنابت، جو واقعہ ہوتی ہے مادۂ منویہ کے اخراج سے یا حیض ونفاس کیوجہ سے جبکہ نجاست کی دوسری قسم نجاست خفیفہ ہے جو جسم سے خارج ہونے والی نجاست کے دونوں اقسام میں سے کسی ایک کے خارج ہونے سے واقع ہوجاتی ہے۔فقہائے کرام کے نزدیک جو چیزیں انسانی جسم سے خارج ہوتی ہیں یعنی گیس، مائع یا ٹھوس وہ نجاست ہیں ـــــ جسم سے خارج ہونے والی تمام اشیاء نجس/ ناپاک ہیں۔گیس (اخراج ریاح)، حیض کا خون، پیشاب، پاخانہ، مادۂ منویہ، خون، پیپ وغیرہ تمام نجاست کی اقسام ہیں۔اسی طرح طہارت کے حصول کی بھی دو اقسام ہیں۔وضو (عام طہارت) اور غسل (مکمل طہارت) ان دو اقسام کی طہارتوں کے ساتھ مزید دو اقسام کی طہارتیں بھی شامل ہیں۔ایک تیمم یعنی مٹی سے پاکی حاصل کرنے کا طریقہ جو اس صورت میں صحیح ہوتا ہے جبکہ پہلی دو حالتوں کے لیے پانی میسر نہ ہو اور آخری وہ دو طریقے نجاستوں سے پاکی حاصل کرنے کے ہیں جن کے اخراج سے جسم کو پاک

وصاف کرنا ضروری ہے۔ پس ان دوطریقوں سے جن کا تعلق فطری طور پر پاکی حاصل کرنے سے ہے یعنی استنجا اور استبراء جن کی مدد سے بالترتیب پاخانہ اور پیشاب کی نجاستوں سے جسم کو پاک وصاف کیا جاتا ہے۔''

وہ مزید رقمطراز ہیں کہ ''فقہائے کرام نے حیض کے خون کے بارے میں بھی بہت تفصیل سے کام لیا ہے اور اس کا قانونی طور پر نجس حالتوں (حیض) جس سے عورتیں ہر ماہ دو چار ہوتی ہیں اور بظاہر نجس حالت (استحاضہ) کے درمیان تمیز روا رکھی ہے۔ حیض خون کی وہ حالت ہے جو عورت کی پیشاب گاہ سے بچے کی پیدائش کے علاوہ دوسری حالتوں میں خارج ہوتا ہے۔ اس خون کے اخراج کی بھی چند شرائط ہیں اولاً یہ عورتوں سے ان کی عمر کے ۹ سے لے کر ۵۵ سال کے درمیان خارج ہوتا ہے۔ اس خون کو عورت کی پیشاب گاہ سے باہر نکلنا چاہیے اور جب کہ ایک پاک/ طاہر عورت اپنے اندرونی کپڑوں یا کسی ٹمپون (TAMPON) پر خون کے نشان دیکھے تو وہ حالت حیض میں ہوتی ہے۔ اسی طرح حیض کے خون کی رنگت بھی ان چھ اقسام میں سے کسی ایک رنگت جیسی ہونی چاہیے مثلاً سیاہ خون، سرخ خون، زرد رنگ، مالٹے کے رنگ جیسا زرد رنگ، ہری رنگت اور مٹیالے (GRAY) رنگت کا خون۔ ایسے خون کی اس حالت کا خیال کرنا ضروری ہے جب وہ کسی کپڑے یا کپاس (روئی) کے پھاہے پر اس وقت نظر آتا ہے جب اسے پیشاب گاہ سے فوراً نکال کر دیکھا جائے نہ کہ اس وقت جب وہ خشک ہو چکا ہو۔ اس خون کے جاری ہونے کی قانونی مدت کم سے کم تین دن اور تین راتیں ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں۔''

درج بالا فقہی قوانین ان احادیث سے اخذ کردہ ہیں جو اس ضمن میں مروی ہیں۔ اسلام کے دور اول میں خواتین، روئی کا ایک پھایہ اپنی پیشاب گاہ کے منہ پر رکھ لیا کرتی تھیں (جیسا کہ آج کل پیڈ رکھے جاتے ہیں) یہ جاننے کے لیے کہ آیا حیض کا خون رک گیا ہے یا نہیں؟ وہ اس قسم کی روئی کا پھایہ جس پر خون لگا ہوتا تھا، ام المومنین حضرت

عائشہؓ کی خدمت میں بھیج کر استفسار کیا کرتی تھیں۔ ام المومنینؓ فرمایا کرتی تھیں کہ ''جلدی مت کرو، انتظار کرو اس وقت تک کہ روئی کا پھایہ بالکل سفید/ صاف ہو''......مزید ''حضرت آمنہ بن جحشؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے استفسار کیا کہ ایسی حالت میں انہیں کیا کرنا چاہیے جب کہ حیض کا دورانیہ طویل ہوجائے اور وہ حالت حیض کی مدت کا تعین نہ کر پائیں؟'' اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں یہ نصیحت کی کہ ''جس طرح دوسری عورتیں حیض کی حالت سے گزرتی ہیں اور جب انہیں خون آنا بند ہوجاتا ہے تو تم بھی اس طرح ہر ماہ کیا کرو'' (ابوداؤد، ترمذی اور احمد)

حیض کے دوران اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کی ممانعت ہے۔ تاہم اگر عورت اپنے نچلے حصہ جسم پر کپڑا باندھ لے تو پھر خاوند اس کے ساتھ لیٹ کر بوس وکنار کرسکتا ہے۔ اور اس کے جسم کے دیگر تمام حصوں کو سہلا سکتا ہے سوائے اس جگہ جسم کے جو ناف اور گھٹنوں کے درمیان ہوتا ہے تاہم اعتکاف میں مباشرت کی ممانعت ہے۔

درج بالا امور کے علاوہ، طہارت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک پسندیدہ عمل ہے کیونکہ اس کے دیگر متعدد اچھے پہلو بھی ہیں۔ انسانی صحت، تندرستی کے قیام نیز جسمانی صفائی کے لیے بھی اس کی اہمیت واضح ہے۔ اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے کے بعد وضو یا غسل کر لینے سے ایک انسان چاق و چوبند ہوجاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرنا چاہے تو یہ امر اس کے لیے فرحت کا باعث بھی ہے۔ مزید برآں، وہ قوت وطاقت جو صحبت کرنے میں خرچ ہوتی ہے، وضو کرنے/ نہانے سے بحال ہوجاتی ہے اور اس طرح انسان بہت سی بیماریوں سے بھی بچ جاتا ہے (ابن قیم 751ھ، شاہ ولی اللہ 1176ھ)

یاد رہے کہ طہارت/ پاکیزگی کا تصور قرآن کریم کی دو آیات سے اخذ کردہ ہے پہلی آیت سورہ النساء (43:4) ہے اور دوسری سورہ المائدہ (6:5) ہے۔ ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے، سید مودودیؒ (1999 الف) رقم طراز ہیں۔

سورہ المائدہ (6:5) میں یوں فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۞

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب تم نماز کے لیے اٹھو تو چاہیے کہ اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو، سروں پر ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھولیا کرو۔ اگر جنابت کی حالت میں ہو تو نہا کر پاک ہو جاؤ اگر بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو، پس اس پر ہاتھ مار کر اپنے منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ اللہ تم پر زندگی کو تنگ نہیں کرتا چاہتا۔ مگر وہ چاہتا ہے کہ وہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے، شاید کہ تم شکر گزار رہو۔''

''جنابت کے اصل معنی بیگانگی اور دوری کے ہیں۔ اس سے لفظ اجنبی نکلا ہے۔ اس طرح شرع میں جنابت سے مراد وہ نجاست ہے جو قضائے شہوت سے یا خواب میں مادہ خارج ہونے سے لاحق ہوتی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے آدمی طہارت سے بیگانہ ہو جاتا ہے'' ـــــ مزید سورہ المائدہ کی درج بالا آیت کی تشریح یوں فرمائی:

''جنابت خواہ مباشرت سے لاحق ہوئی ہو یا خواب میں مادہ منویہ خارج ہونے کی وجہ سے، دونوں صورتوں میں غسل واجب ہے۔ اس حالت میں غسل کے بغیر نماز پڑھنا یا قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔''

☆.....**قرار حمل اور رحم مادر میں بچے کی حالتیں اور وضع حمل:** مختلف قرآنی آیات جو گوشوارہ 1. 2 میں درج کی گئی ہیں، ان کا مطالعہ کرنے کے بعد ان تمام امور کے بارے میں بچوں کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ تاہم اس ضمن میں کتاب ''قرآن حکیم اور علم الجنین'' (1999) کا مطالعہ مفید رہے گا۔!

جنسی امراض بالخصوص ایڈز: نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو ان تمام جنسی امراض بالخصوص ایڈز کے بارے میں مختصر معلومات دینی بہت ضروری ہے جو شادی سے قبل یا مابعد اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت (خاص کر اخلاق باختہ عورتیں/ طوائفیں) سے مباشرت کرنے کے نتیجے میں واقع ہوسکتی ہیں اور جن کی وجہ سے مغربی ممالک میں لاکھوں انسان ہر سال موت کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔

سماجی اور دینی اخلاقیات: اس ضمن میں لڑکیوں کو حجاب (پردے) کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لیے سورہ نور، الاحزاب اور دیگر آیات قرآنیہ کا مطالعہ کسی تفسیر ترجیحاً تفہیم القرآن از سید مودودیؒ کی مدد سے کرانا چاہیے۔

لڑکوں اور لڑکیوں کو شرم وحیا کے اسلامی تصور سے آگاہ کرنے بالخصوص ستر کے حدود کی پابندی کرنے اور غض بصر کی ضرورت واہمیت بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ جوانی میں عصمت وعفت (کنوارپن) کی ضرورت اور اہمیت اور اس ضمن میں اسلامی تعلیمات سے آگہی ضروری ہے۔ یاد رہے کہ عصمت وعفت اور کنوارپن کا تصور صرف لڑکیوں تک ہی محدود نہیں بلکہ لڑکوں/ مردوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے کہ وہ شادی سے قبل شباب کی حالت میں اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے مختلف جنسی افعال، انحرافات سے پرہیز کریں۔

بچوں کو سکولوں/ کالجوں میں اپنے دوستوں اور ہم جولیوں کی جانب سے درپیش دباؤ کا سامنا کرنے کے لیے بھی مناسب دینی تعلیمات اور ان پر عمل کرنے کی اہمیت کا احساس دلانا نیز خاندانی زندگی بالخصوص شادی کے بعد مسائل، جن کا ذکر گزشتہ صفحات

میں متعدد مرتبہ کیا گیا ہے، کے بارے میں بھی نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو روشناس کرانا بہت ضروری ہے۔

اسلام میں تعدد ازواج نیز غلامی کے مسئلے کے بارے میں بھی جو صحیح صورت حال ہے اس سے نوجوان طبقے کو آگاہ کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں بالخصوص مستشرقین نے اللہ کے رسول ﷺ اور امہات المومنینؓ کے بارے میں جو شکوک وشبہات اور غلط فہمیاں پھیلائی ہیں، ان سے بھی نوجوان نسل کو تفصیل کے ساتھ آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ [1]

نوجوان طبقے کو دیگر رشتے داروں، ہمسایوں اور امت مسلمہ کی بھلائی کے لیے خیر و فلاح کے کام کرنے کی جاب توجہ دلانے کے علاوہ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لیے بھی کام کرنے کی اہمیت سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ مسلمان، دراصل دنیا میں خیر وفلاح کا علمبردار بنا کر بھیجا گیا ہے جس کی نشان دہی قرآن کریم میں متعدد سورتوں میں کی گئی ہے۔ (البقرہ 110:2، 143، الحج 41:22)

زنا، نشہ اور شراب نوشی: ان موضوعات پر بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معلومات بہم پہنچانے کی ضرورت ہے۔

عورتوں کے حقوق ومسائل: نوجوان نسل کو موجودہ زمانے میں درپیش اہم ترین موضوعات از قسم مرد وزن کے حقوق واختیارات اور اس سے متعلقہ مسائل (FEMINISM) وغیرہ کے بارے میں بھی اسلامی نقطہ نظر سے آگاہ کرنا چاہیے۔

طلاق اور خلع: یہ دو موضوعات بھی ایسے ہیں جن کے بارے میں نہ صرف نوجوانوں بلکہ بڑی عمر کے لوگوں کو بھی آگاہ کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ اس طریق پر قرآنی احکامات اور اسوہ حسنہ میں دی گئی ہدایات کا علم ہونے سے اس امر کی توقع کی جاسکتی ہے کہ مسلم معاشرے میں بڑھتی ہوئی شرح طلاق اور خاندانی لڑائیوں میں کمی آسکتی ہے۔

---

[1] ان ہر دو موضوعات پر ''تعدد ازواج اور اسلام'' (2014) از محمد آفتاب خان کا مطالعہ مفید رہے گا۔

وراثت: وراثت بھی ایک ایسا موضوع ہے جس کا ہماری معاشرتی زندگی سے بہت گہرا تعلق ہے اور غیر اسلامی ماحول اور دیگر متعدد تہذیبی وثقافتی عوامل کی بناء پر عورت (بیٹی، بہن) کو وراثت سے محروم کرنے کے لیے موجودہ مسلم معاشرے میں ہزاروں حیلے بہانے (کاروکاری، قرآن سے نکاح وغیرہ) کیے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے خلاف اسلام طاقتیں، خواتین کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے اس موضوع پر بھی بہت بڑھا چڑھا کر باتیں کرتی ہیں۔ وراثت کے قوانین کے بارے میں نوجوان نسل کو اوائل عمر سے ہی آگاہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ بڑے ہوکر لڑکے، اپنے والد یا بڑوں کی طرح، لڑکیوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والے نہ بنیں اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قوانین کے مطابق وراثت بخوشی تقسیم کریں۔ اس ضمن میں اس امر کی صراحت بہت ضروری ہے کہ عورتوں کو وراثت کا حق خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نہایت تفصیل کے ساتھ مختلف مثالوں/ حالتوں کو بیان کر کے فرمایا ہے۔ یاد رہے کہ مغرب میں عورتوں کو وراثت کا حق بہت تگ ودو کے بعد شاید ایک صدی قبل ہی ملا ہے جبکہ قرآن نے چودہ صدیاں قبل اس کی وضاحت کر دی تھی۔ نیز قرآنی احکامات غیر مبدل ہیں جبکہ مغربی ممالک میں دیئے گئے حقوق کسی وقت بھی جمہوری انداز میں واپس لیے جا سکتے ہیں۔

فیملی پلاننگ اور اسقاط حمل: اگرچہ اسلامی نقطہ نظر سے مسلم ممالک میں شادی سے باہر جنسی افعال حرام ہیں تاہم مغربی تعلیم اور تہذیب وتمدن سے متاثر ہونے کی بناء پر بہت سے نوجوان (اور بڑی عمر کے لوگ بھی) اس قسم کے برے افعال میں مبتلا ہیں۔ تاہم نوجوان نسل کو مانع حمل اشیاء کے بارے میں آگاہ کرنا ضروری ہے اس تاکید کے ساتھ کہ اسلامی نقطہ نظر سے ان اشیاء کے استعمال پر کیا حدود وقیود عائد ہوتی ہیں۔ بالخصوص ان کے ساتھ اس امر پر تفصیلاً گفتگو کرنے کی ضرورت ہے کہ مانع حمل اشیاء کا استعمال اس لیے کرنا کہ اس کے ذریعے زنا کی اجازت مل جائے اور مرد پر کسی قسم کی ذمہ داری کا بار بھی نہ پڑے ایک ایسا گھناؤنا جرم ہے جس سے انسانی فطرت کو سخت نفرت کرنی

چاہیے۔ جوانی کے عالم میں تمام تر زور شادی سے قبل پرہیز اور برے ماحول سے گریز پر دیا جانا چاہیے تاکہ اس کے ذریعے لڑکے اور لڑکیوں میں کنوارپن اور شرم وحیا کا تصور برقرار رہے۔

اس ضمن میں زیادہ تر زور دونوں صنف کے افراد کے درمیان پاکیزہ رہنے اور شرم وحیا کے تصورات پر ہی دیا جانا ضروری ہے۔ مسلم ممالک کے خوشحال لوگوں میں جہاں لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان میل جول، سکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں ایک عام بات ہے، وہاں لڑکوں اور لڑکیوں کے ایک دوسرے سے میل ملاقات کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ ہمیں دونوں صنفوں کے افراد کو باہم میل جول رکھنے کے مناسب طریقوں کی تلقین کرنی چاہیے لیکن یہ ایک ایسا خام خیال ہے جس کی تکذیب کے لیے مشہور مقولہ ''آگ اور پانی اکٹھے نہیں ہو سکتے'' بہت کافی ہے!

جہاں تک مانع حمل اشیاء کے استعمال کا تعلق ہے تو اس بارے میں مسلم نوجوان نسل کو یہ بتانے کی اشد ضرورت ہے کہ جن طریقوں سے یہ تصور اسلامی ملکوں میں ترقی یافتہ ممالک کی جانب سے پھیلایا جا رہا ہے، اس کا تعلق ان کے اپنے استعماری اور استبدادی نظام کو مسلم ممالک پر دوبارہ مسلط کرنے کی دورس تدابیر سے ہے۔ ان ممالک کے اپنے بہت سے مالی اور سیاسی فوایدان اشیاء کے استعمال کو فراواں کرنے سے ہے اور اس کے لیے وہ اپنا ایک خفیہ ایجنڈا رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں سید مودودیؒ (1993) اور (SARWAR, GHULAM 2000) نے نہایت عمدگی کے ساتھ ان تمام معاشی وسیاسی عوامل کا ذکر کیا ہے جو ان ممالک کے پیش نظر ہے۔ تاہم یہاں اس امر کا تذکرہ بہت ضروری ہے کہ مغربی ممالک کی یہ تمام تر کوششیں اسلامی تعلیمات کے عین مخالف اور ضد ہیں۔ مسلم اہل علم کی یہ رائے بہت وزنی ہے کہ ضبط ولادت کے ایسے طریقوں کا حکومت کی جانب سے بڑے پیمانے پر ملکی آبادی پر بزور نافذ کرنا خلاف اسلام ہے۔ تاہم اسقاط حمل کے برعکس چونکہ ضبط ولادت میں کسی ذی روح جاندار کا قتل نہیں ہوتا اس

لیے چند فقہا نے اس کے بارے میں کسی قدر نرم رویہ اختیار کیا ہے۔ اس ضمن میں امام غزالیؒ نے ان دونوں کے درمیان ایک واضح خط امتیاز کھینچا ہے ''مانع حمل طریقہ، اسقاط حمل سے مشابہت نہیں رکھتا۔ اسقاط حمل جرم ہے ایک ذی روح کو مار دینے کی وجہ سے، مادر رحم میں جنین کی حالت زندگی کے مختلف مراحل میں ہوتی ہے۔ ان میں سے پہلی حالت مادۂ منویہ کے رحم میں ٹک جانے اور اس کے عورت کے بیضہ کے ساتھ مل جانے سے ہے۔ یہ حالت زندگی یعنی روح پڑ جانے کی ہے اس لیے اس حالت کو خراب کرنا ایک گناہ ہے۔ جب یہ مزید نشوونما پا جاتا ہے اور ایک لوتھڑا بن جاتا ہے تو پھر اسقاط حمل ایک بڑا جرم بن جاتا ہے۔ جب اس میں روح / زندگی پڑ جاتی ہے تو پھر اس کی تخلیق کا عمل مکمل ہو جاتا ہے اس کا مار دینا مزید گناہ کا باعث ہے اور یہ جرم اپنی انتہاء کو پہنچ جاتا ہے جب اسے ماں کے رحم سے زندہ حالت میں نکال دیا جائے'' (احیائے علوم، باب النکاح / شادی) امام غزالیؒ نے مانع حمل طریقوں کی اجازت کے ایسے بہت سے پہلوؤں پر بحث کی جن کے تحت اس پر عمل کرنے کی اجازت ہے۔ ان میں اہم ترین امر عورت کی صحت وتندرستی کی خراب حالت اور انفرادی سطح پر مخصوص سماجی ومعاشی عوامل ہیں جن کیوجہ سے زوجین اس پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں وگرنہ مانع حمل طریقوں کی سختی کیساتھ مخالفت کی گئی ہے۔

جنسی انحرافات: لواطت کی طرح، مشت زنی، منہ کے ذریعے عورت سے جنسی حظ کا حصول وغیرہ جیسے امور پر بھی نوجوان نسل کو راہنمائی دینے کی ضرورت ہے تا کہ وہ اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہو سکیں نیز انہیں مغرب میں پائے جانے والے مقاصد کا بھی علم ہو سکے۔

شادی سے قبل مشاورت: درج بالا موضوعات کے بارے میں نوجوان نسل کو آگاہ کرنے کے علاوہ یہ بہت ضروری ہے کہ شادی سے قبل مشاورت کے ذریعے لڑکوں اور لڑکیوں کو راہنمائی دی جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ عمل دونوں صنفوں کے افراد کے لیے علیحدہ ماہرین (مرد اور خواتین) کے ذریعے دیا جانا چاہیے۔ اس دوران دونوں اصناف کے

افراد کوان تمام امور کے بارے میں راہنمائی دینے کی ضرورت ہے جو درج بالاعنوانات کے تحت بیان کیے گئے ہیں۔ نیز ان تمام اوہامات اور غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ضروری ہے جو نوجوان طبقے کے ذہنوں میں پائے جاتے ہیں۔

بعد از شادی مشاورت: چونکہ بیشتر مسلم ممالک میں لوگ ایک بڑے خاندان کی صورت میں اکٹھے رہتے ہیں(EXTENDED FAMILY) جس کے اپنے مثبت اور منفی پہلو ہیں اس لیے شادی شدہ جوڑوں کو اس قسم کے حالات میں رہنے کے بارے میں تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ تاہم موخرالذکر دونوں مشاورتوں کے بارے میں ہم قدرے تفصیلاً آئندہ ابواب میں گزارشات پیش کریں گے۔

❀❀❀

باب نہم:

مسلمان بچوں کی جنسی تعلیم: چند عملی سفارشات

تعلیمی نصاب کی تیاری: تعلیمی نصاب کی تیاری ہمیشہ عمر اور ذہنی بلوغت کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ تاہم مسلمان بچوں کے لیے کسی قسم کے بھی نصاب کی تیاری میں خاص کر اس امر کو ملحوظ رکھا جانا چاہیے کہ اس کی تیاری اسلامی تعلیمات کے وسیع دائرے کے اندر رہتے ہوئے کی جائے۔ اس ضمن میں بچوں کی فطری ضرورت، ذہنی نشوونما اور اخلاقی تربیت کا اہتمام کرنا بھی بہت ضروری ہے تا کہ بچے عمر کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کے وسیع تر تصور سے بھی بہرہ ور ہوتے جائیں۔ مختلف مغربی ممالک میں، بچوں کی جسمانی نشوونما اور ذہنی بالیدگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اہل علم نے نصابی تعلیم کی تیاری کے لیے راہنمائی فراہم کی ہے (SHIBEVA, A. N 1979; VERA, S. PASTER, 2000; PAM BUSHNELL AND LEE/LUCAS, 2001)

یہاں اس امر کی جانب بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ درج بالا مقالہ جات میں جنسی تعلیم کے جس نصاب کا خاکہ کیا گیا ہے، اس کا زیادہ تر زور مغربی ممالک کے بچے ہیں جن کی تہذیب وتمدن، رہن سہن، عقائد اور طریق زندگی (دین/ مذہب) مسلمان بچوں کے طرز زندگی اور اخلاقیات سے بہت حد تک مختلف ہے تاہم بچوں کے بارے میں اس عالمگیر حقیقت کا ادراک کرنا بھی ضروری ہے کہ ہر ملک/ جگہ کے بچے معصوم ہوتے ہیں چاہے وہ مغرب میں ہوں یا مشرق میں۔ اس امر کی تصدیق ایک حدیث نبوی ﷺ سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''بچہ اپنی فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا

ہے تاہم اس کے والدین اسے عیسائی یا یہودی بنا دیتے ہیں‘‘......مسلمان والدین کو ان موضوعات اور طرز تعلیم کے بارے میں کچھ اشکالات اور سوالات ہو سکتے ہیں جو بہت حد تک فطری ہیں تاہم اس امر کو بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ موجودہ زمانے میں مسلم ممالک میں اس قسم کا کوئی تحقیقی کام سرانجام نہیں پایا۔

اسلامی تعلیم وتربیت کا نظام ایک ایسا بحرِ بیکراں ہے جس کی وسعت اور حدود کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ اپنے اندر انسانی زندگی کے ہر پہلو از قسم مادی، اخلاقی، روحانی،نفسیاتی اور سماجی نیز جنسی زندگی کے بارے میں نہایت حکیمانہ اور دور رس راہنمائی رکھتا ہے کہ اسکے کسی ایک پہلو کا احاطہ کرنے کے لیے انسان کو عمرِ نوحؑ درکار ہے۔ قرآن وحدیث میں انسانی زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں ہدایت وراہنمائی ملتی ہے۔ مزید برآں، فقہائے کرام اور دیگر اہل علم نے قرآن وحدیث سے مزید فقہی قوانین کا استنباط کیا ہے۔ تاہم آئندہ صفحات میں ہم نہایت اختصار کے ساتھ صرف اس راہنمائی تک اپنی گزارشات کو محدود رکھیں گے جو انسانوں کی جنسیت سے متعلق ہے۔ ان معلومات کے بارے میں یہ وضاحت بھی بہت ضروری ہے کہ جنسی امور کے بارے میں جو راہنمائی اسلامی لٹریچر میں دی گئی ہے، ان صفحات میں ان کا عشر عشیر بھی احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں کہ یہ موضوع اپنی اہمیت، وسعت اور متنوع موضوعات کے لحاظ سے بہت گہرائی اور گیرائی کا حامل ہے۔ مزید ایک پہلو جو اسلامی تعلیمات کے بارے میں بالعموم اور موضوع زیر بحث سے بالخصوص اہمیت کا حامل ہے، وہ یہ کہ اسلام صرف تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تربیت کے پہلو پر تعلیم سے بھی زیادہ زور دیتا ہے۔

تعلیم کے عملی پہلو پر زور دینے کی اس لیے بھی ضرورت ہے تا کہ ایک انسان عملی مسلمان بن جائے۔ جو کچھ وہ جانتا یا لوگوں کو بتاتا ہے اس کی عملی مثال بن کر دکھادے کہ اسلام کی تعلیمات پر اس طرح عمل کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف مسلمان کی انفرادی زندگی بلکہ معاشرے کی اجتماعی زندگی بھی امن وعافیت کا گہوارہ بن جاتی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں ان تمام احکامات قرآنی پر عمل کر کے دکھایا جس کے مطابق صحابہ کرامؓ نے بھی اس کے مطابق عمل کیا اور یوں چراغ سے چراغ جلتا رہا اور آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ہم اس عمل کے نتیجے میں اپنی زندگیوں میں ان خوشگوار لمحات کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ اسلام کی نظر میں جنسی تعلیم کا مقصد اولین ایسی معلومات فراہم کرنا ہے جس کے ذریعے بچے اور نوجوان نسل بتدریج عمر میں اضافے اور ذہنی بلوغت کے ساتھ:

☆......ان احکام دینی سے بھی آگاہ ہوسکیں جو ان پر احتلام، حیض وغیرہ کی صورتوں میں عاید ہوتے ہیں۔

☆......انہیں حلال وحرام امور کا علم ہوجائے تاکہ وہ حرام امور از قسم زنا، مشت زنی اور لواطت سے پرہیز کرسکیں۔

☆......ان تمام امور کو جاننے کے بعد جب بالغ ہو کر وہ شادی کے قابل ہوجائیں تو وہ ایک خوشحال زندگی بسر کرسکیں۔ زوجین کی حیثیت سے وہ ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض، بہ احسن ادا کرسکیں۔

☆......جنسی تعلیم وتربیت کا اہم ترین مقصد نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو ایک عملی مسلمان بنانا ہے جو ہر قسم کی برائیوں سے بچتے ہوئے صالح زندگی بسر کرنے کے قابل ہوجائیں۔

درج بالا مقاصد کے پیش نظر، مسلم اہل علم نے جنسی تعلیم وتربیت کے پروگرام کو درج ذیل ادوار زندگی جو جسمانی وذہنی نشوونما اور بلوغت کو ملحوظ رکھتے ہوئے، تجویز کیے ہیں۔ اس ضمن میں ہمارے پیش نظر عبداللہ ناصح الوان(1981) کی عربی کی کتاب ''تربیت الاولاد فی الاسلام'' کا پہلا ایڈیشن ہے جو اس موضوع پر ایک عالمانہ کاوش ہے۔ نیز اس کے علاوہ دیگر مسلم اہل علم کی انگریزی، اردو کتب بھی پیش نظر رہی ہیں(حوالہ جات کے لیے دیکھیے آخری حصہ کتابیات وحوالہ جات)

مسلمان بچوں کو جنسی تعلیم دینے کے مراحل:

مسلمان بچوں کو جنسی تعلیم دینے کے درج ذیل مراحل ہیں:

(۱) پیدائش سے تین سال کی عمر (۲) تین سے پانچ سال کی عمر
(۳) پانچ سے سات سال کی عمر (۴) سات سے دس سال کی عمر
(۵) دس سے چودہ سال کی عمر (۶) چودہ سے سولہ سال کی عمر
(۷) بالغ افراد

اب ہم ان مراحل حیات میں دی جانے والی جنسی تعلیم کے چیدہ چیدہ نکات بیان کریں گے۔

(۱) پیدائش سے تین سال کی عمر: بچوں کی جسمانی وذہنی بلوغت کے مختلف مراحل میں جنسی تعلیم کا اصل الاصول یہ ہے کہ ان کے لیے والدین سے بہتر کوئی راہنما اور استاد نہیں ہوسکتا۔ جب والدین، اپنے بچوں کے ساتھ محبت وشفقت اور دوستانہ ماحول میں رہتے ہیں تو پھر بچے، ان سے ہر وہ سوال جو ان کے ذہن میں ابھرتا ہے، بلا جھجک پوچھ لیتے ہیں۔ بچہ جب بولنا شروع کرتا ہے تو وہ مختلف سوالات کرتا ہے اور ان میں بہت سے سوالات کا تعلق اس کے جسم کے بول وبراز (جنسی وتولیدی) اعضاء سے متعلق ہوتے ہیں۔

اوائل عمر میں جب بچوں کے جنسی اعضاء یا دوسرے حصوں کو دھونے، نہلانے میں ہاتھ لگتا ہے تو انہیں گدگدی محسوس ہوتی ہے۔ ایک ماہر نفسیات رقمطراز ہیں کہ ''اگر بچہ اپنے جنسی اعضاء کو ہاتھ لگاتا ہے تو والدین کو غصہ کرنے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تین سال کی عمر کے بعد اسے بتایا جاسکتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے سامنے اس طرح کرنا اچھا نہیں ہوتا کیونکہ لوگ برا مناتے ہیں پس لوگوں کے سامنے اس طرح کی حرکت نہیں کرنی چاہیے بالکل اسی طرح جس طرح کسی کے سامنے پیشاب/ پاخانہ کرنا اچھا نہیں

ہوتا۔ اس طرح انہیں یہ بھی بتانا چاہیے کہ گھر میں ننگے پھرنا بھی اچھا نہیں ہوتا'' (مبین اختر 2010)

۲۔ تین سے پانچ سال کی عمر: اس عمر کو پہنچنے تک بچے اپنی جنس (لڑکا یا لڑکی) کے بارے میں آگاہ ہوجاتے ہیں۔ اس عمر میں انہیں یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ لڑکیوں میں پیشاب کرنے کا عضو، لڑکوں کی نسبت مختلف ہوتا ہے اور اسے پیشاب گاہ (VULVA) کہتے ہیں۔ عام طور پر لڑکے/ لڑکیاں اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ ''ہم کہاں سے آئے تھے؟''۔۔۔۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اس کا جواب دینے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ یا غیر معمولی شرم وحیا کا مظاہرہ نہ کریں۔ بچوں کو کبھی نہیں بتانا چاہیے کہ ہم تمہیں باغ سے گوبھی کے پھول کی شکل میں لائے تھے یا تمہیں مارکیٹ سے خریدا تھا۔ اس مرحلے پر انہیں یہ بتادینا ہی کافی ہوتا ہے کہ ''تم ایک ہسپتال میں پیدا ہوئے تھے'' اگر والدہ حاملہ ہے تو پھر اس کا پیٹ کس حد تک بڑھا ہوتا ہے تو اسے یہ بتا دینا ہی کافی ہے کہ ''اس کے پیٹ میں ایک بچہ ہے'' بچے کی پیدائش پر اسے بتا دینا چاہیے کہ اب یہ بچہ پیٹ سے باہر آ گیا ہے اور اسی طرح تم بھی پیٹ سے باہر آئے تھے۔ تاہم اس قسم کے تمام معاملات/ سوالات کے جوابات بہت سادہ انداز میں دینے چاہئیں۔ مزید اس قسم کے سوالات کا جواب دیتے وقت محتاط قسم کا انداز بیان اختیار کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ غیر جذباتی انداز میں، جس طرح بچے نے سادگی سے سوال پوچھا تھا، اس طرح سادگی سے جواب دیا جائے تاکہ بچے کو اس امر کا احساس تک بھی نہ ہونے پائے کہ میرے سامنے کسی بہت ہی اہم راز کی بات کی جارہی ہے۔ سوالات کے مبہم اور غلط جواب دینے کی صورت میں بچوں کا اعتماد والدین سے اٹھ جاتا ہے تاہم وہ اپنے سوال کا جواب حاصل کرنے کے لیے دوسرے غیر مستند ذرائع از قسم دوست جو انہی کی طرح معصوم ہوتے ہیں اور اس قسم کی معلومات بھی نہیں رکھتے، سے رجوع کرتے ہیں۔

۳۔ پانچ سے سات سال کی عمر: اس عمر کو پہنچنے تک بچے اپنی جنس کے بارے

میں مکمل طور پر آگاہ ہوجاتے ہیں تاہم وہ اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے متمنی رہتے ہیں لیکن شرم وحیا کیوجہ سے ایسا نہیں کر پاتے۔ پس یہ امر بہت اہم ہے کہ والدین ایسے موقعوں پر ان کی صحیح راہنمائی کریں۔ اس عمر میں انہیں شادی/ بیاہ کی اہمیت سے آگاہ کرنا چاہیے اور مزید یہ بتانا ضروری ہے کہ بچے شادی کے بعد ہی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس عمر میں لڑکیاں، اپنی چھاتیوں کے بارے میں مضطرب ہوتی ہیں کہ آیا وہ صحیح شکل وصورت میں نشوونما پا رہی ہیں یا نہیں؟......انہیں بتا دینا چاہیے کہ چھاتیوں کی بہتر نشوونما، بچے کی پیدائش کے بعد ہی مکمل ہوتی ہے۔ ماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو دو سال تک دودھ پلائیں حتیٰ کہ وہ دوسری ٹھوس غذا کھانے کے قابل ہوجائے۔

☆......اس عمر تک بچے بہت معصوم ہوتے ہیں اور ایک سفید کاغذ کی مانند جس پر والدین اور اساتذہ جو کچھ بھی لکھنا چاہیں، وہ اسے ذہن نشین کر لیتے ہیں۔ اس عمر میں وہ جلد اثر قبول کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس عمر میں بچوں کو ''نورانی قاعدہ/ بغدادی قاعدہ'' پڑھانے سے انہیں بعد میں قرآن کریم پڑھنے میں بہت آسانی ہوجاتی ہے۔ اس عمر میں انہیں تیسویں پارے (آخری پارے) سے چند چھوٹی چھوٹی سورتیں زبانی یاد کرانی چاہئیں مزید انہیں کلمہ طیبہ بھی یاد کرا دینا چاہیے۔

☆...... ماؤں کو چاہیے کہ وہ بچوں کو پیغمبروںؑ کے بارے میں معلومات بہم پہنچائیں۔ نیز صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ کے بارے میں بھی بتانے کی ضرورت ہے۔

☆......عمر کے اس دور میں بچوں کو پڑھنے کے لیے رسالے/ کتب دینی چاہئیں۔ یہ عمر کا وہ حصہ ہوتا ہے جب انہیں کچھ اچھے اشعار بھی یاد کرائے جا سکتے ہیں۔

۴۔ سات سال سے دس سال کی عمر: بچوں کی عمر میں یہ بہت ہی اہم اور نازک مرحلہ ہوتا ہے کیونکہ وہ بلوغت کے قریب ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو ان متوقع تبدیلیوں سے آگاہ کیا جائے جو ان کے جسم میں واقع ہونی والی ہیں یعنی طبعی تبدیلیاں، نیز دیگر جذباتی، فزیالوجیکل اور نفسیاتی تبدیلیوں کے بارے میں

بھی انہیں آگاہ کرنا ضروری ہے جو بلوغت کے قربت کی وجہ سے ان میں واقع ہو رہی ہیں یا واقع ہونیوالی ہیں۔ اس دور میں لڑکیوں کو ایام ماہواری/آغاز کے بارے میں معلومات فراہم کرنی نہایت ضروری ہیں نیز اس کیوجہ سے پیدا ہونے والے مسائل از قسم مناسب کپڑوں (سینیٹری پیڈ، ٹیمپون وغیرہ) کا استعمال، طہارت اور مناسب خوراک کے بارے میں بھی آگاہ کرنا ضروری ہے۔ اس طرح لڑکوں کو بھی احتلام اور اس کے متعلقہ مسائل از قسم کپڑوں کی صفائی، غسل وغیرہ کے بارے میں معلومات دینی ضروری ہیں۔ لڑکوں کو مسلسل تاہم نہایت حکمت و دانائی کے ساتھ اس امر سے بھی آگاہ کرنا نہایت ضروری ہے مبادا وہ مشت زنی (اکیلے یا دوستوں کے ساتھ مل کر) کی اس عادتِ بد میں ملوث ہوجائیں۔ اس طرح عمل قوم لوط (ہم جنس پرستیGAYISM) کی قباحت اور حرمت کے بارے میں بھی آگاہ کرنا نہاہیت ضروری ہے۔

بچوں میں شرم و حیا کی وجہ سے صحیح اور مستند معلومات، جن کا تعلق ان کی صحت اور دینی امور سے ہے، نہیں پہنچ پاتیں جس کی وجہ سے وہ بہت سی غلط فہمیوں اور اوہامات کا شکار ہوجاتے ہیں (باب پنجم) اور فکر مندی کیوجہ سے وہ تعلیمی سرگرمیوں یا کام کاج میں دلچسپی لینا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ مسئلہ بعض اوقات، بہت گھمبیر صورت اختیار کرلیتا ہے جبکہ زبانی نصیحت بلکہ سرزنش/ مار پیٹ سے معاملہ خراب ہوجاتا ہے۔ اس ضمن میں کسی ماہر نفسیات سے مشورہ کرنے یا اس موضوع پر کوئی عمدہ کتاب جس میں نوجوانوں کے جنسی مسائل کے حل کی تدابیر ہوں، بچے کو پڑھنے کو دینی چاہیے تاکہ انہیں حوصلہ اور اعتماد حاصل ہو اور وہ مایوسی اور ناامیدی کی دلدل سے نکل سکیں۔ عمر کے اس دور میں بچے بالعموم اس قسم کے غلط افعال یا بری صحبت کی وجہ سے ان حالتوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اس طرح انہیں مختلف جنسی امراض بالخصوص ایڈز کے بارے میں بھی صحیح معلومات دینی ضروری ہے جس کی وجہ سے بالآخر انسان موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔

اس امر کی جانب اشارہ کیا جاچکا ہے کہ اس عمر میں بچوں کو مثبت تعلیم دینے کے لیے

بالخصوص ایسی کتب جو جنسی تعلیم کے موضوع پر اسلامی نقطہ سے لکھی گئی ہوں، مطالعے کے لیے دینی چاہئیں۔ ❶ اس عمر میں بچوں کو نماز، روزہ کی ادائیگی کی بھی تلقین کرنی چاہیے۔ اگر والد اپنے بچوں کو نماز کے لیے اپنے ساتھ مسجد لے جانے کا اہتمام کریں اور والدہ گھروں میں اپنی بچیوں کو پابندی کرائیں تو اس کے بہت مفید اور دور رس نتائج حاصل ہو سکتے ہیں جو انہیں بہت سے برے اعمال میں ملوث ہونے سے روک سکتے ہیں۔

جنسی تعلیم و تربیت کے اہم موضوع پر گفتگو کو مزید بڑھانے سے قبل یہ ضروری ہے کہ اس امر کی جانب اشارہ کیا جائے کہ قرآن کریم کی متعدد سورتیں (النساء، النور، الاحزاب) میں ایسے بہت سے احکام بیان ہوئے ہیں جن میں اسلام میں خاندانی نظام کی بنیاد، جو عورت اور مرد کے درمیان شادی/ نکاح کے ذریعے وجود میں آتی ہے کا ذکر ہے۔ خاندانی نظام کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے قرآن کریم نے نہایت تفصیل کے ساتھ راہنمائی دی ہے۔ جن میں اہم ترین زنا سے اجتناب ہے۔ اس طرح ایسے مرد اور عورتوں کے درمیان شادی بیاہ کی مخالفت کی گئی ہے جو خونی/ رحم کے رشتے کی بناء پر ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہوں (چچا، بھتیجا، ماموں، بھانجی وغیرہ)۔ اس کے علاوہ مرد و زن دونوں کو اس امر کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی جانب غیر ضروری طور پر مت دیکھیں (غض بصر)۔ مزید عورتوں کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے جسم، لباس، زیورات، بناؤ سنگھار، آواز اور خوشبو وغیرہ کا مردوں کے سامنے اظہار نہ کریں۔ اور تنہائی میں کسی غیر مرد سے ملاقات بھی نہ کریں۔ مزید برآں، اسلام نے دونوں صنفوں کے لیے عفت و عصمت کا تصور دیا، جسمانی اعضاء کو چھپانے کا حکم دیا گیا (عریانی کی ممانعت) اس مقصد کے لیے ستر کے حدود، مرد و زن کے لیے علیحدہ علیحدہ مقرر کیے ہیں۔

❶ اگرچہ اردو زبان میں اس قسم کا لٹریچر بہت کم پایا جاتا ہے تاہم مقام شکر ہے کہ حالیہ دور میں جنسی انارکی کے طوفان کی وجہ سے مسلم اہل علم نے اس جانب توجہ دینی شروع کی ہے حوالہ جات میں چند ایسی کتب کے نام درج ہیں جن کا مطالعہ کالج کے بچوں (لڑکوں/لڑکیوں) کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ، دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت داخل ہونا اور باہر کھڑے ہو کر اندر جھانکنے کی ممانعت کی گئی بلکہ دروازے کے ایک جانب کھڑے ہو کر سلام کر کے اجازت طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مخصوص اوقات (بعد از ظہر، عشاء اور فجر کی نماز سے قبل) افراد خانہ حتیٰ کہ بچوں/ نوکروں کو بھی ممانعت کی گئی کہ وہ کسی کے پرائیویٹ کمرے میں بلا اجازت داخل ہوں۔ اس طرح اسلام نے محرم اور غیر محرم کے درمیان واضح تمیز روا رکھی ہے اور اس امر کی حدود مقرر کر دی ہیں کہ غیر محرم کے ساتھ کس حد تک زبانی گفتگو کی جا سکتی ہے۔

جب ہم ان تمام امور پر غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ بہت سے حرام اور ممنوعہ کاموں کا تعلق حواس خمسہ یعنی دیکھنے، سننے، چھونے، بولنے سے ہے جس سے ایک فرد غلط کام کرنے پر مائل ہوتا ہے۔ ایک حدیث نبوی ﷺ میں اس جانب بہت خوبصورتی کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے کہ "آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا (لوچدار) گفتگو کرنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، پاؤں کا زنا حرام کام کی طرف چل کر جانا ہے۔ اس کے بعد جنسی اعضاء اس کام کی تکمیل کر دیتے ہیں جسے زنا کہتے ہیں۔"

جیسا کہ درج بالا سطور میں ذکر کیا گیا کہ اسلام میں جنسی تعلیم و تربیت کے ضمن میں بہت زیادہ زور دونوں صنفوں کے افراد کے درمیان میل جول اور غض بصر پر دیا گیا ہے۔ اس لیے اب ہم ان دو امور کے بارے میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ گفتگو کریں گے۔

الف (تخلیہ PRIVACY): اس عمر میں بچوں کو ہدایت کرنی چاہیے کہ جب کبھی بھی انہیں اپنے والدین/ رشتے دار/ بزرگ کے گھر یا کمرے میں جانے کی ضرورت پیش آئے تو اجازت طلب کر کے اندر داخل ہوں۔ سورہ النور (24:58 تا 59) میں خاص طور پر ان تین اوقات کا تعین کر دیا گیا ہے جب انہیں کسی کے تخلیے میں جانے کی ضرورت پیش آئے، ان تین اوقات میں والدین/ بزرگ بالعموم ہلکے پھلکے لباس میں محو آرام ہوتے ہیں بالخصوص شادی شدہ لوگوں کی زندگی میں یہ اس قسم کے اوقات ہیں جب

میاں بیوی (والدین) تنہائی کی حالت میں ازدواجی تعلقات میں بھی مصروف ہو سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ ہدایت صرف بچوں کے لیے ہی نہیں بلکہ تمام افراد خانہ حتیٰ کہ نوکروں کے لیے بھی ہے کہ اگر ان اوقات میں انہیں کسی کے کمرے میں جانے کی ضرورت ہو تو پھر اجازت لے کر کے اندر جانا چاہیے۔

کسی کے گھر میں داخلے کے لیے بھی سلام کرنے کے بعد اجازت طلب کرنے کے بارے میں درج بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے تاہم اسلامی تعلیمات اس بارے میں اس حد تک حساس واقع ہوئی ہیں کہ اگر کسی شخص کو اپنے گھر میں بھی داخل ہونے کی ضرورت پیش آئے تو اسے چاہیے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنی آمد کی اطلاع کھانسنے کی شکل میں دے۔

قرآن کریم نے عربوں کی ایک غلط رسم کی مذمت کرتے ہوئے حج کا احرام باندھنے میں سفر سے واپس آنے پر رات کے وقت گھر میں داخلے کے لیے دروازے سے آنے کی بجائے، دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہونے کی ممانعت کی جسے عرب ایک اچھا شگون سمجھتے تھے۔ قرآن کریم نے سورہ البقرہ (2:189) میں اس کی ممانعت کی اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ گھروں میں سیدھی طرح دروازے سے داخل ہوں۔

اس ضمن میں باہر سفر سے آنے والوں کے لیے اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی ذات سے یوں اسوۂ حسنہ پیش فرمایا کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھنے کا سبق دیا تا کہ گھر میں اطلاع ہو جائے اور اگر کسی ملنے والے نے ملاقات کرنی ہے تو وہ بھی ملاقات کر لے نیز اس اثناء میں اگر خواتین نے جسمانی صفائی/ کپڑے وغیرہ بدلنے ہوں تو وہ فوری طور پر ایسا کر لیں تا کہ خاوند جب اپنی بیوی کو کافی دنوں کے بعد دیکھے تو اس کے دل میں اس کی چاہت اور محبت پیدا ہو نہ کہ اس کے خراب کپڑے یا میلے کچیلے جسم کی وجہ سے اسے کراہت محسوس ہو۔

☆...... ایک مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس امر کی ممانعت ہے کہ وہ کسی ایسی

جگہ پر حالت تنہائی میں اکیلے کسی غیرمحرم فرد کے ساتھ رہے کیونکہ ایسی حالت میں ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ اس احتیاط کی یہ ایک انتہائی حالت ہے کہ کسی عورت کو اپنے دیور/جیٹھ (خاوند کے بھائی بند) کے ساتھ بھی حالت تنہائی میں نہیں رہنا چاہیے۔

☆......سورہ الاحزاب (32:33) میں مرد وزن کے درمیان بلا وجہ/ بلاضرورت باہمی اختلاط کی سخت ممانعت کی گی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں دونوں صنفوں کے درمیان پائی جانے والی فطری جنسی کشش، دونوں کو ورغلانے میں کامیاب ہوسکتی ہے۔ تاہم کسی نہایت ضروری امر کی وجہ سے عورتوں سے کوئی چیز مانگنے یا کسی تعلیمی معاملے میں کچھ پوچھنے کی ضرورت لاحق ہوتو اس کے لیے شریعت نے یہ اخلاقی ضابطہ تجویز کیا ہوا ہے کہ پردے میں رہ کر سوال کیا جائے جس کا جواب بھی کسی نرم یا لوچدار آواز کے بغیر نہایت وقار کے ساتھ دے دیا جائے۔

(ب) غض بصر: نوجوان نسل کو اس عمر میں بتانے کی ضرورت ہے کہ وہ صنف مخالف کو بالعموم دیکھنے سے گریز کریں۔ اگرچہ بظاہر یہ ایک معمولی اور غیر اہم سی بات لگتی ہے تاہم چونکہ بچے اس عمر میں بہت زیادہ اثر قبول کرتے ہیں اس لیے اس عمر میں دی گئی ہدایات کا ان پر تاحیات اثر رہتا ہے۔

صنف مخالف کی جانب دیکھنا اس لیے حرام قرار دیا گیا ہے کہ آنکھ خواہش جنسی کی پیامبر ہوتی ہے جو زنا اور اس قسم کے دیگر برے افعال کی دعوت دے کر اس برے فعل کی تکمیل کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ قرآن نے سورہ نور (۲۴:۳۰-۳۱) میں مسلمان مردوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے جنسی اعضاء کی بھی حفاظت کریں۔ ایک شخص اگر اس حکم کی نزاکتوں اور حکمت پر غور کرے تو اسے سخت حیرت ہوتی ہے ان تفصیلی احکامات پر جو قرآن وحدیث اور فقہائے کرام نے اس ضمن میں بیان کی ہیں جس کی ایک معمولی سی جھلک ذیل کی سطور میں درج تفصیلات سے دیکھی جاسکتی ہیں۔

(۱) محرم وغیر محرم رشتے: اسلام نے محرم اور غیر محرم کے درمیان ایک بنیادی تفریق روا رکھی ہے۔ مزید محرم رشتے داروں کی بھی تقسیم ذیل کے تحت کی ہے۔

☆......نسبی محرم رشتے: وہ لوگ جو نسبی لحاظ سے محرم ہیں جس میں ماں، بیٹیاں، بہنیں، خالہ، بھتیجے، بھتیجیاں شامل ہیں (سورہ النساء ۴: ۲۳)

محرمات صہریہ: یہ وہ رشتے ہیں جو شادی/ بیاہ کیوجہ سے قائم ہوتے ہیں مثلاً سوتیلی ماں، بیٹے کی بیوی، ساس، بیوی کی سوتیلی بہن۔

محرمات رضاعیہ: یہ وہ محرمات ہیں جو ایک ماں سے دودھ پینے/ رضاعت کی بناء پر قائم ہوتے ہیں مثلاً رضاعی بہن بھائی، رضاعی ماں اور بیٹی (النساء ۴: ۲۳)

(۲) محرم رشتے داروں کی طرف دیکھنا:

سورہ النور (۲۴: ۳۰۔۳۱) میں مسلمان مرد وزن کو ہدایت کی گئی ہے کہ ''وہ اپنے جنسی اعضاء کی حفاظت کریں'' اہل علم نے ہر دو اصناف کے افراد کے لیے عریانیت کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(الف) ایک مرد کا کسی مرد کے سامنے عریاں ہونا۔

(ب) ایک عورت کا کسی عورت کے سامنے عریاں ہونا

(ج) ایک مرد کا کسی عورت کے سامنے عریاں ہونا

(د) ایک عورت کا کسی عورت کے سامنے عریاں ہونا

اس طرح ایک مرد کا ستر جسم کے اس حصے پر مشتمل ہے جو اس کی ناف سے لے کر گھٹنے کے درمیان ہوتا ہے۔ اس امر کی ممانعت کی گئی ہے کہ اس حصۂ جسم کو کسی بھی دوسرے شخص/ فرد کے سامنے کھولا جائے ماسوائے اپنی بیوی۔ اللہ کے نبی ﷺ نے مسلمانوں کو اس امر کی ہدایت فرمائی ہے کہ وہ حالت تنہائی میں بھی ننگے نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالی کی ذات اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم وحیا کی جائے۔

عورتوں کا ستر ان کا تمام جسم ہے۔ جو سوائے شوہر کے کسی بھی مرد کے لیے کھولنا حرام ہے۔ تاہم ہاتھ اور چہرہ محرم رشتے داروں کے سامنے کھولے جا سکتے ہیں، اسی طرح عورتوں کو اس امر کی بھی سخت ممانعت ہے کہ وہ بہت تنگ، چست اور اس قدر مہین لباس پہنیں کہ جس سے ان کے جسم کی رنگت یا خدوخال نظر آئیں۔

(۳) اپنے منگیتر کو دیکھنا: اگرچہ کسی عورت کو شادی سے قبل خواہ مخواہ دیکھنا کسی صورت بھی جائز نہیں تا ہم چند حالتوں میں اس کی اجازت ہے۔ ایک حدیث نبوی ﷺ کی رو سے ایک صحابیؓ نے اللہ کے رسول ﷺ کو انصار کی کسی عورت سے شادی کرنے کے بارے میں بتایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ ''کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے؟'' صحابیؓ نے جواب نفی میں دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جاؤ اور اس پر ایک نظر ڈال کر دیکھ لو، کیونکہ انصار کی عورتوں کی آنکھوں میں عام طور پر کوئی نقص ہوتا ہے'' (مسلم:1424، ترمذی:1087)

(۴) اپنی بیوی کو دیکھنے کی اجازت: ایک شوہر کو اس امر کی اجازت ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کسی بھی جسمانی حصے پر نظر ڈال سکے تاہم یہ بہتر ہے کہ اس کے ساتھ مباشرت کے وقت کوئی کپڑا اوڑھ لیا جائے۔ (ابوداؤد:272)

(۵) کافرہ عورتوں کا مسلمان عورتوں کو دیکھنا: کسی کافرہ عورت کے لیے ایک مسلمان عورت کے ستر کو دیکھنے کی ممانعت ہے سوائے ہاتھوں، پیروں یا چہرے کے جو کام کرتے وقت بالعموم کھلے رہتے ہیں۔

(۶) نوخیز لڑکوں (پندرہ سال سے کم عمر) کو دیکھنا: اسلام میں شرم وحیا کو قائم رکھنے اور جنسی جذبات کو قابو میں رکھنے کے لیے اس امر کی بھی ممانعت ہے کہ نوخیز بچوں کو جو اکثر وبیشتر بالخصوص خوشحال گھرانوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو بلاضرورت دیکھا یا ان کے پاس بیٹھا جائے۔ اس طرح کے بچے بہت خوبصورت اور حسین ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسے بچوں کو دیکھنے سے کسی (بدبخت) شخص کے دل میں جنسی جذبات ابھر سکتے ہیں

اس لیے انہیں ساتھ رکھنے کی ممانعت ہے۔ موجودہ زمانے میں امراء کے گھروں میں بہت سے مرد کام کرتے ہیں۔ ایسے گھرانوں کی خواتین، نوکروں پر بے جا اعتماد کرتے ہوئے، ان کے ساتھ اپنے بچوں کو کھیلنے کودنے یا حالت تنہائی میں چھوڑ کر اپنی مصروفیات میں مشغول ہوجاتی ہیں۔ ایسے حالات میں اکثر یہ نوکر بچوں کے ساتھ جنسی تشدد کرتے ہیں اور بچے ڈر، خوف یا حیا کی وجہ سے ایسے واقعات کا ذکر اپنے والدین سے نہیں کرتے۔ یہ صورت حال نہ صرف مغربی ممالک میں ان بچوں کے ساتھ اکثر پیش آتی ہے جو صرف اپنی ماں کیساتھ رہتے ہیں جو انہیں اپنے کسی بزرگ رشتے دار یا دوست کے پاس چھوڑ کر کام کاج کے لیے چلی جاتی ہیں۔ اس قسم کے رشتے دار/ دوست بچوں کے ساتھ جنسی افعال میں ملوث ہوجاتے ہیں---- یہ صورت حال مسلم ممالک کے ان گھرانوں میں بھی واقع ہوسکتی ہے جن کے والدین بہت دولت مند یا ''روشن خیال'' ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

(۷) بچوں کو عریاں حالت میں دیکھنا: اگرچہ چھوٹی عمر کے بچوں (۳۔۴ سال سے کم) بچوں کے لیے ستر/ لباس کا تعین نہیں تاہم بہتر ہے کہ بچوں کو چھوٹی عمر سے ہی ننگے رہنے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کی جائے اور انہیں مناسب کپڑے پہننے کا عادی بنایا جائے۔

(۸) غض بصر کی چند استثنائی حالتیں: اسلام میں اس امر کی اجازت نہیں کہ کوئی مرد کسی محرم عورت کو بھی دیکھے (اگرچہ اس کی نیت خراب نہ ہو اور چاہے وہ عورت بہت خوبصورت بھی نہ ہو) تاہم چند استثنائی حالتوں میں شریعت نے کسی عورت کو دیکھنے کی اجازت دی ہے۔ اس قسم کی حالتیں کسی ناگہانی حادثے یا اہم ترین ضرورت کی بناء پر ہی جائز قرار دی گئی ہے جن کی نشاندہی ذیل میں کی جارہی ہے۔

☆......اپنی ہونے والی منگیتر کو دیکھا جاسکتا ہے۔

☆......انسانی صحت وتندرستی کے قیام کے لیے ڈاکٹروں/ نرسوں کی میڈیکل تعلیم

وتربیت کے لیے بالخصوص بچے کی پیدائش کے موقعہ پر اگر کوئی ماہر عورت ڈاکٹر نہ ہوتو مرد ڈاکٹر اس کام میں مدد دے سکتا ہے۔ تاہم اس ضمن میں اس امر کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ مرد ڈاکٹر بہت متقی اور پرہیز گار ہونا چاہیے۔ مزید برآں، یہ کہ عورت کے جسم کے صرف انہی اعضاء کو دیکھا جائے جو اس عمل کے لیے ضروری ہو اور مریضہ کی کوئی رشتے دار عورت اس کے پاس موجود ہو۔ نیز مرد ڈاکٹر کافر یا مشرک نہ ہو۔

☆...... کالجوں/ یونیورسٹیوں میں بھی لڑکیوں کو تعلیم وتربیت دینے کا کام اگر کسی مرد ٹیچر کے ذمہ ہو تو پھر انہیں حالت تنہائی میں نہ پڑھایا جائے بلکہ دوسرے طلباء (لڑکوں) کے ساتھ اکٹھا پڑھایا جائے۔ بہتر ہے کہ لڑکیوں کی قطار سب سے آخر یا پہلی ہو۔

☆...... عدالتی مقدمات میں کسی گواہی کی صورت میں جج یا فریق مخالف بھی عورت کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔

(۹) دس سے چودہ سال کی عمر: اس عمر میں بچے سکول کی ہائی کلاسز (مڈل تا میٹرک) میں ہوتے ہیں اور کچھ عرصے بعد کالج میں داخل ہونے کے لائق بھی۔ اس لیے وہ انسانی زندگی کے تمام معاملات (بشمول جنسیت) کو سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں، پس ان تمام امور کے بارے میں انہیں معلومات دینی از حد ضروری ہیں۔ باب پنجم میں ہم نے ان غلط فہمیوں کے بارے میں گفتگو کی ہے جو جنسیت کے موضوع پر نوجوان نسل میں پائے جاتے ہیں۔ اس قسم کی غلط فہمیوں کا کچھ صحیح اور کچھ غلط معلومات پر مشتمل ایک ملغوبہ ہوتا ہے جو جنسی اعضاء کی ساخت، ان کے افعال، کنوارپن اور شادی شدہ زندگی میں زوجین کے درمیان حقوق وفرائض سے متعلق ہوتی ہیں۔ ان تمام مغالطوں کی بناء پر نوجوان نسل (لڑکے/ لڑکیاں) اس امر کا تصور بھی نہیں کر سکتی کہ شادی شدہ زندگی میں زوجین کے درمیان رفاقت کس قدر حسین اور خوشگوار تعلقات کا سبب ہوتی ہے جس سے بہرہ مند ہونے کی لذت تو کجا وہ شادی سے قبل اس کا تصور کرنے سے بھی قاصر ہوتے ہیں!

ایک ماہر نفسیات یوں رقمطراز ہیں کہ ''بلوغت کی عمر کو پہنچنے والے بچے اگر شادی شدہ

زندگی میں زوجین کے درمیان تعلقات کی تفصیل جاننے کا اظہار کریں تو انہیں بتا دینا چاہیے کہ یہ تعلقات زوجین کے لیے بہت ہی زیادہ پر لطف اور سکون اور محبت آمیز ہوتے ہیں۔اس باہمی اختلاط (مباشرت) کے نتیجے میں مرد کے مادۂ منویہ کے حیوانی خلیے (SPERMS) عورت کی تولیدی نالی (VAGINA) کے ذریعے رحم میں داخل ہوتے ہیں اور بیضہ دان سے خارج ہونے والے انڈے (OVA) کیساتھ مل جاتے ہیں اور یوں قرار حمل ہوجاتا ہے جہاں یہ جنین نو ماہ تک پرورش کے مختلف مراحل سے گزرتا ہوا بالآخر پیدائش (وضع حمل) کے نتیجے میں دنیا میں جنم لیتا ہے۔اس جگہ نوجوان نسل کو اسلامی تعلیمات کے ساتھ اس پہلو سے بھی آگاہ کر دینا چاہیے کہ زوجین کے درمیان مباشرت کا عمل نہ صرف بچے کی پیدائش کا سبب بنتا ہے اور زوجین کو اس دوران نہایت ہی لطف وانبساط حاصل ہوتا ہے بلکہ اس کے پایۂ تکمیل پہنچنے پر ایک مسلمان شوہر اور بیوی کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ''حسنہ'' (نیکی کا اجر/ثواب) بھی ملتا ہے جس طرح کہ ایک مسلمان کو نماز پڑھنے سے اجر وثواب ملتا ہے۔تاہم کسی غیر عورت کے ساتھ شادی سے قبل یا بعد، یہ عمل زنا کہلاتا ہے جس کی سزا ایک شادی شدہ مرد کے لیے سنگسار کے ذریعے موت ہے جبکہ ایک غیر شادی شدہ شخص کے لیے اس کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہے (جواز خود بہت حد تک جان لیوا ہوسکتی ہے) (MUBEEN AKHTAR 2010)

بچوں کو جنسی امراض بالخصوص ایڈز کے نقصانات سے بھی آگاہ کرنا چاہیے۔ نیز دیگر امراض از قسم سوزاک، گنٹھیا وغیرہ بھی شادی سے باہر جنسی افعال میں ملوث ہونے سے لاحق ہوسکتے ہیں۔

☆......نوجوان بچوں کو شادی کے بعد زوجین کے مابین حقوق، فرائض سے بھی آگاہ کرنا چاہیے۔

☆......شادی/ بیاہ کے لیے نوجوان نسل کو اپنے جیون ساتھی کے انتخاب کے لیے پسندیدہ اوصاف سے بھی آگاہ کرنا ضروری ہے۔اس رشتے میں منسلک ہونے والے افراد

کا ایک دوسرے کو دیکھ لینا بھی ضروری ہے' اس امر کی تلقین خود پیغمبر ﷺ نے فرمائی ہے۔ نیز اس انتخاب کے لیے دیگر اوصاف کا ذکر گزشتہ ابواب میں کیا جا چکا ہے۔

اس عمر میں نوعمر بچوں کو جنسی تعلیم وتربیت دینے کا اصل الاصول یہ ہے کہ انہیں بتایا جائے کہ ہر قسم کے ایسے طریقوں سے مکمل اجتناب کیا جائے جو جنسی جذبات کو بھڑکانے والے ہوں۔

واضح رہے کہ موجودہ دور میں اس عمر کے بچوں کو انٹرنیٹ، ٹی وی اور دیگر عریاں لٹریچر تک رسائی ہے۔ انہیں جنسی امور/ افعال سے بھی آگہی ہے اور لڑکے، لڑکیوں کے آزادانہ میل جول کی وجہ سے ان کے اندر جنسی جذبات کا بھڑک جانا بھی اتنا غیر فطری عمل نہیں، پس اس باہمی اختلاط کو ہر صورت میں روکنا بہت ضروری ہے۔

اس امر کی ایک بہت بہترین مثال ایک حدیث نبوی ﷺ سے ملتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الآخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ" . وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

(بخاری: 1513، 4399، 6228)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر فضل بن عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اس اثناء میں قبیلۂ بنی خثعم کی ایک عورت بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اس عورت کو دیکھنے لگے اور عورت ان کو دیکھنے لگی۔ حضور ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا چہرہ دوسری

طرف پھیر دیا۔ اس کے بعد اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ بلاشبہ اللہ کے فرض حج نے میرے بوڑھے باپ کو پا لیا ہے اور وہ اس قدر بوڑھے ہے اور ضعیف ہیں کہ سواری پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! (باپ کی طرف سے حج کرلو)۔''

جامع ترمذی میں مزید یہ مروی ہے کہ حضرت عباسؓ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ انہوں نے اپنے بھتیجے کا منہ کیوں دوسری جانب پھیر دیا تھا؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کہ جب میں نے ایک مرد اور عورت کو دیکھا، مجھے ڈر پیدا ہوا کہ مبادا وہاں کوئی فتنہ جنم لے'' ——

ظاہر ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہمیشہ نوجوانوں کی جنسی اخلاق کی تربیت کے بارے میں بہت محتاط رہتے تھے مبادا وہ کسی فتنے میں مبتلا ہو جائیں۔ پس والدین اور اساتذہ کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں اور طلباء کی جنسی تعلیم و تربیت کے بارے میں احتیاط برتیں۔ بچوں کو جنسی فتنے میں مبتلا ہونے سے بچانے کے لیے درج ذیل دو طریقوں پر عمل ضروری ہے۔

اولاً......اندرونی نگرانی کی حفاظتی تدابیر اور

ثانیاً......بیرونی نگرانی کی تدابیر۔

الف) اندرونی نگرانی کی تدابیر: اندرونی نگرانی ذیل کے نکات پر مشتمل ہے۔

☆......نوجوان بچوں کی تربیت کہ وہ دوسروں کی پرائیویسی میں بلا اجازت داخل نہ ہوں۔

☆......لڑکوں اور لڑکیوں کے آزادانہ اختلاط کی قطعاً اجازت نہ دی جائے بالخصوص جبکہ عورتیں کسی تقریب میں شرکت کے لیے تیار ہو رہی ہوں کہ ایسے وقت میں وہ بناؤ سنگھار کے ذریعے بہت پرکشش اور جاذب نظر ہوتی ہیں۔

☆...... جب لڑکے اور لڑکیاں، ۷ سے ۱۰ سال کی عمر کو پہنچیں تو انہیں علیحدہ علیحدہ بستر پر سونے کی ہدایت کی جائے کیونکہ اس سے ان کے اندر جنسی جذبات بیدار ہو سکتے ہیں جبکہ سونے کے دوران ان کے جسم ایک دوسرے کے ساتھ مس کریں۔

☆...... دونوں صنفوں کے افراد کو ہدایت کی جائے کہ وہ مناسب لباس استعمال کریں تا کہ وہ ایک دوسرے کے جنسی اعضاء (ستر) نہ دیکھ سکیں۔

☆...... والدین کو اپنے بچوں کے ٹی وی، ڈش اور انٹرنیٹ کے پروگرام دیکھنے پر کڑی نظر رکھنی چاہیے۔

☆...... اسی طرح انہیں اس امر کا بھی خیال کرنا چاہیے کہ ان کے بچے غیر ضروری طور پر ٹیلی فون، موبائیل اور انٹرنیٹ پر اپنے دوستوں/سہیلیوں سے بات چیت کریں یہاں اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اگر والدین اس طریق پر اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت، تفریح نیز دیگر سوشل سرگرمیوں پر توجہ دینے لگ جائیں تو وہ اپنے بچوں کو مخرب اخلاق اور جنسی بے راہ روی کے اس طوفان سے بچا سکیں گے جو آج کے معاشرے میں ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ اس ضمن میں قرآن کریم نے سورہ النحل (125:16) میں ایک بہترین اصول بیان کیا ہے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

''اے نبی ﷺ! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو، تمہارا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے۔''

(ب) بیرونی نگرانی کا نظام: بیرونی نگران کا حفاظتی نظام، اندرونی نظام کی

نسبت بہت زیادہ اہم ہے، جب بچے سکول/ کالج پڑھنے کے لیے گھر سے باہر جاتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو والدین، خاندان اور اس قسم کے دیگر پابندیوں سے آزاد سمجھتے ہیں۔ مسلم ممالک کے تعلیمی اداروں میں نظام اس قدر خراب اور ابتر ہو چکا ہے کہ وہ گھروں میں دی گئی بچوں کی تعلیم وتربیت کو بھی ضائع کر دیتے ہیں۔ اس لیے والدین پر یہ ایک دوہری ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کے اخلاق، کیریکٹر اور عادات کی گھر سے باہر کالج/ یونیورسٹی کے ماحول میں بھی نگرانی وحفاظت کریں اور انہیں ان تمام مخرب اخلاق اور جنسی انارکی پھیلانے والے اسباب سے جو بچوں کو خراب کرنے کا سبب بنتے ہیں، بچائیں۔ ان متعدد اسباب میں اولین سینما، عریاں تصاویر، چست اور تنگ لباس (جس سے اندرونی اعضاء کے خدوخال جھلکے پڑیں ہیں)، بڑے بڑے ہورڈنگز میں عریاں عورتوں کی تصاویر جو شاہراہوں اور چوکوں میں نصب ہوتے ہیں اور فحاشی وجنسی افعال کی دعوت دیتے ہیں، شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ہوٹل، کیفے (بالخصوص انٹر نیٹ کیفے جو شہروں میں عام ہیں) بھی لڑکے اور لڑکیوں کے باہمی میل جول کے لیے اہم ترین جگہیں ہیں۔ اگر چہ گھروں میں ٹی وی، ڈش، انٹرنیٹ نے بھی بچوں کے اخلاق کو تباہ کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے تاہم گھروں سے باہر ان مختلف اداروں کا بچوں کے کیریکٹر پر بری طرح سے اثر انداز ہونا کسی تفصیل کا محتاج نہیں۔

اس غرض کے لیے کہ بلوغت سے قبل بچوں کو اس قسم کے مخربِ اخلاق عوامل اور ماحول سے بچانے کے لیے تین طریقوں کی سفارش کی گئی ہے جو ذیل میں درج ہیں

اولاً: بچوں کو یہ امر بہت ٹھنڈے طریقے سے سمجھایا جائے کہ دنیا میں تمام جنسی انارکی کا طوفان برپا کرنے میں یہود وہنود کا ہاتھ ہے جو استعماری طاقتوں کے آلہ کار ہیں تاکہ جنسی طور پر مسلمان نوجوان نسل کو گمراہ کر کے امت مسلمہ کو مغربی طاقتوں کے زیر اثر رکھا جا سکے۔ ان کا یہ طریق کار ہے کہ مسلم ممالک کے خاندانی نظام کو تباہ کرنے کے لیے جنسی انارکی کا طوفان عظیم برپا کر دیا جائے تاکہ نوجوان نسل اس طوفان میں بہہ جائے اور اپنے

دین واخلاقی اقدار سے عاری ہوجائے۔

ثانیاً...... مسلم ممالک میں برتھ کنٹرول کے ذریعے نہ صرف آبادی کی شرح کو کم کیا جائے بلکہ مانع حمل طریقوں سے مردوزن کے لیے زنا کو آسان تر بنادیا جائے۔ظاہر ہے کہ ایک مہذب معاشرے میں کسی بن بیاہی لڑکی کا حاملہ ہوجانا ایک بہت بڑا عیب ہے جس کا سامنا نہ صرف اس لڑکی اور اس کے خاندان کو کرنا پڑتا ہے بلکہ اس کے نتائج وعواقب سے مسلم معاشرے کی اخلاقی بنیادیں تک ہل جاتی ہیں۔آبادی میں اضافے کو کم کرنے میں مغربی استعمار کی یہ چال ہے کہ آئندہ جنگوں میں جبکہ لاکھوں انسان پلک جھپکنے میں لقمۂ اجل بن سکتے ہیں، وہی ملک اور اقوام زندہ رہ سکیں گی جن کی آبادی زیادہ ہوگی کیونکہ یورپ کے ممالک اپنی خودساختہ تحدید آبادی کی وجہ سے آبادی کی شرح میں کمی کا شکار ہیں۔

ثالثاً...... جنسی انارکی کے طوفان میں پھنس جانے کے بعد نوجوان نسل نہ صرف جسمانی بلکہ ذہنی اور دماغی طور پر کمزور ہوجاتی ہیں بلکہ وہ علم اور سائنس کے میدان میں بھی ترقی کرنے سے پیچھے رہ جاتی ہیں۔ظاہر ہے کہ موجودہ دنیا میں کسی بھی قوم یا ملک کا علم اور سائنس میں ترقی کیے بغیر زندہ رہنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے اس لیے یہود وہنود، مسلم امہ کے نوجوانوں کو بالخصوص عیش وعشرت کا دلدادہ بنا کر ان کی تباہی کے درپے ہیں۔

(٦) چودہ سے سولہ سال کی عمر: جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ اس عمر کو پہنچنے پر لڑکے اور لڑکیاں بالغ ہوجاتے ہیں۔عمر کا یہ دور بھی بہت خطرناک ہوتا ہے کہ نوجوانوں میں جنسی جذبات اپنی حالت عروج پر ہوتے ہیں کیونکہ وہ شادی کے قابل ہوجاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے نوجوانوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ جلد از جلد شادی کرلیں۔''شادی میں جلدی کرنے میں یہ حکمت پوشیدہ ہے جسے جدید سائنس کی تحقیقات نے واضح کیا ہے کہ''مجرد رہنے والے لوگوں کی ۸۰ سے ۹۰ فی صد تعداد مختلف بیماریوں/

امراض کا شکار ہو جاتی ہے'' ......مزید یہ کہ ''غیر شادی شدہ افراد ۲۱ گنا سے زائد جیلوں یا نفسیاتی امراض کے ہسپتالوں میں پائے جاتے ہیں۔'' (GILDER , G.F, 1975)

انسانوں میں جنسیت ایک ایسا طاقتور داعیہ ہے جو اپنی تسکین کا سامان ہر صورت میں کرنا چاہتا ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کو یہ داعیہ اس لیے دیا گیا ہے کہ نسل انسانی کا سلسلہ جاری رہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام الہامی مذاہب نے شادی/بیاہ کے ادارے کے ذریعے جنسی جذبے کی تسکین کا جائز طریقہ بتایا ہے۔ اسلام نے بالخصوص انسانوں کے لیے اس داعیے کی اہمیت وضرورت کو بجا طور پر تسلیم کرتے ہوئے اس کی تسکین کے لیے نکاح/شادی کے قانونی طریقے کو جائز قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نہ صرف ''جوانوں کو شادی کرنے کی ترغیب دی ہے بلکہ مزید یہ ہدایت بھی کی ہے کہ'' نکاح میری سنت ہے اور جو اس سنت سے اعراض برتتا ہے وہ (میری امت) میں سے نہیں''۔ متعلقہ احادیث صفحات میں درج کی ہیں۔ مزید برآں، تجرد کی زندگی بسر کرنے کی سختی کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے۔

نکاح/شادی کے ذریعے مسلمانوں کو روحانی، فطری، جذباتی اور نفسیاتی سطح پر ایک جیون ساتھی بھی میسر آتا ہے۔ زوجین کے درمیان محبت، باہمی اعتماد اور سکون واطمینان کی وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جسے سکینت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے قانونی اور روحانی طور پر ایک خاندان کی بنیاد پڑتی ہے جس کے نتیجے میں زوجین کے درمیان تعلق کی وجہ سے بچے پیدا ہوتے ہیں جو والدین کے قانونی اور جائز وارث قرار پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے سورہ النور (۳۱:۲۴) میں فرمایا کہ

> ''تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی، غلاموں میں سے جو صالح ہوں، ان کے نکاح کر دو، اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا، اللہ بڑی وسعت والا ہے اور علیم ہے اور جو نکاح کا موقعہ نہ پائیں تو انہیں چاہیے کہ عفت مابی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے

فضل سے ان کو غنی کر دے"

مسلم اہل علم نے شادی بیاہ کے مقاصد بیان کیے ہیں جن میں اہم ترین بچوں کی پیدائش، انسان کی جنسی خواہش کی تسکین، ایک صحت مند تفریح اور سکون کا ذریعہ اور ایک پرسکون اور آرام دہ گھریلو زندگی کا قیام ہے۔ اس کے علاوہ، شادی کے ادارے کی ایک سماجی اہمیت اور ضرورت بھی ہے کہ مرد و زن شادی کیے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے!

بچوں کی عمر کے اس دور میں یہ تمام امور اور موضوعات کھل کر زیر بحث لانے کی ضرورت ہے تاہم ایسا کرتے وقت انہیں اس امر سے بھی آگاہ کرنے کی ضرورت ہے کہ اگرچہ اسلام نے زوجین کو ایک دوسرے کے ساتھ لطف اندوز ہونے کی حوصلہ افزائی کی ہے تاہم ایک مسلمان کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زندگی کے اعلیٰ تر مقاصد کے لیے بھی کام کرے۔ ان اعلی مقاصد میں بچوں کی بہترین تربیت اور اسلامی تعلیم کے لیے حلال ذرائع سے رزق کا حصول اور اس کے ساتھ اپنے عمل اور قول سے دوسرے انسانوں تک دینی تعلیم کی ترویج و اشاعت جیسے مقاصد بھی اس کی ذمہ داری ہے۔ شریعت نے مرد و زن کو اس امر کا پابند کیا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات دوسرے بنی نوع انسان تک پہنچائیں اور یوں مسلم معاشرے کی تشکیل کے ذریعے ایک اسلامی ریاست کا وجود عمل میں لانے کے لیے بھی کوشاں رہیں!

(۷) بالغ افراد کی جنسی تعلیم و تربیت: جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں جب بالغ ہوجاتے ہیں تو انہیں بالترتیب احتلام اور حیض/ ایام ماہواری کا آغاز ہوجاتا ہے۔ یہ اس امر کی ایک فطری نشانی ہے کہ اب وہ شادی/ بیاہ کے قابل ہو گئے ہیں پس دونوں صنفوں کے افراد کو اس امر سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے کہ اب وہ ایک بالغ انسان کی طرح اپنے فرائض اور ذمہ داری کو ادا کرنا شروع کریں۔ انہیں طہارت اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے ان تمام ہدایات پر عمل پیرا ہونا چاہیے جو شریعت نے ان کے لیے ضروری قرار دی ہیں۔ اس طرح وہ جسمانی اور روحانی طور پر اپنے آپ کو پاک

اور صاف رکھ سکیں گے۔

موضوع زیر بحث پر اس گفتگو کو ہم اس طریق پر سمیٹ سکتے ہیں کہ والدین اور اساتذہ کرام اس امر کا احساس پیدا کریں کہ جنسی تعلیم و تربیت کا نظام زندگی بھر کا لائحہ عمل ہے جسے زندگی کے مختلف ادوار میں جاری رہنا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ اوائل عمر میں ایک بچہ اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ ان موضوعات اور مسائل کو سمجھ سکے مثلاً بچے کی پیدائش اور دیکھ بھال وغیرہ۔ بچوں کو جنسی تعلیم و تربیت کے موضوع پر گفتگو کرنے کے بعد، اب ہم مزید ایک اہم موضوع پر چند گزارشات پیش کریں گے جس کا تعلق شادی کے بعد بچوں کی پرورش/ دیکھ بھال کے اسلامی طریقوں سے ہے۔

بچوں کی پرورش کے اسلامی اصول: بچے اللہ تعالیٰ کا ایک بہترین تحفہ اور نعمت ہے جو والدین کو نصیب ہوتی ہے۔ بچے ماں اور باپ کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتے ہیں جو دو مختلف صنفوں کے افراد (مرد اور عورت) کو جوڑے رکھنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ زوجین کا ایک دوسرے سے مزاج نہ ملتا ہو) اور یوں وقت گزرنے کے ساتھ، دونوں کے درمیان ایک اعلیٰ ترین روحانی رشتے کو استوار کرنے کا سبب بھی بنتے ہیں۔ بچوں کی پرورش و تربیت کے ضمن میں ایک بہت ہی بہترین کتاب ایک مسلم خاتون ڈاکٹر ام کلثوم نے ''بچوں کی اسلامی تربیت'' (2000) کے عنوان سے لکھی ہے۔ عورتوں کے بیشتر مسائل کو حل کرنے کے لیے، ہر پڑھی لکھی مسلمان عورت کے لیے اس کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ اس کتاب میں نہ صرف بچوں کی پرورش کے بارے میں تمام اسلامی تعلیمات کا ذکر ہے بلکہ عورتوں کی صحت و تندرستی (دوران حمل اور بعد از حمل) کے بارے میں بھی عمدہ معلومات درج ہیں۔ یہ کتاب اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو (UNESCO) کے تعاون سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں سے چند اہم ترین نکات کے بارے میں ذیل میں معلومات درج کی جارہی ہیں:

☆...... اللہ کے رسول ﷺ نے بچوں کو 'جنت کے پھول' سے تعبیر کیا ہے۔ اس

سے مراد صرف بچوں کی نزاکت اور خوبصورتی ہی نہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ والدین کو چاہیے کہ وہ ان کی پرورش ونگہداشت میں اپنی تمام تر بہترین کوششوں اور وسائل کو بروئے کار لائیں۔ بچوں کی پرورش ونگہداشت کی اہمیت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید تاکید یوں فرمائی کہ ''ایک باپ اپنے بچوں کو جو بہترین چیز دے سکتا ہے وہ اچھی تربیت اور دیکھ بھال ہے۔'' (مشکوۃ)

☆......صحت مند وتندرست بچوں کی پیدائش اور بعد ازاں نشوونما کے لیے یہ امر بہت ضروری ہے کہ والدین ازخود بھی صحت وتندرستی کی بہترین حالت میں ہوں کیونکہ اس کا ایک مثبت اثر بچوں کی صحت پر بھی پڑتا ہے کیونکہ ایک بچہ نو ماہ تک اپنی ماں کے رحم میں پرورش پاتا ہے۔ ماں کی صحت کی خرابی کی صورت میں اس نازک مرحلے میں بچوں کی نشوونما صحیح طریق پر سرانجام نہ پانے سے بعد از پیدائش بچہ ایک صحت مند زندگی نہیں گزار سکتا۔ اس ضمن میں درج ذیل امور کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے (ام کلثوم 2000) (ROY RIDGEWAY , 1990)

☆...... ماں کو چاہیے کہ دوران حمل، اکثر قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف رہے۔ یہ کام زبانی، مختلف گھریلو امور سرانجام دیتے وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اس تمام دوران وہ اپنے آپ کو ہر قسم کے فکر و پریشانی اور غم وغصے کے جذبات کو اپنے قریب بھی نہ آنے دے۔ حالیہ میڈیکل سائنس کی تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ دوران حمل، غم وغصہ کرنے اور پریشان رہنے کا ایک بہت برا اثر بچے کی جسمانی اور دماغی نشوونما پر رحم میں پڑتا ہے۔ اس قسم کے بچے پیدائش کے موقعہ پر بہت کمزور اور لاغر وکم وزن کے ہوتے ہیں اور وہ بہت حساس ہوتے ہیں جس کی بناء پر وہ ہر وقت روتے رہتے ہیں۔ ماؤں کی ایسی حالت کا سب سے برا اثر بچوں کے نظام انہضام پر پڑتا ہے جس کی وجہ سے انہیں دست اور قے کا عارضہ لاحق ہوجاتا ہے جو شدید حالتوں میں ہلاکت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

☆......دوران حمل اور بعد از پیدائش، بچے اور ماں کی خوراک کا خیال رکھنا

بہت ضروری ہے۔خوراک کا متوازن اور زود ہضم ہونا بہت ضروری ہے۔ ماں کو چاہیے کہ وہ گھریلو امور کے علاوہ، حمل کے تیسرے سے لے کر ساتویں، آٹھویں ماہ تک پیدل سیر کیا کرے۔اس ہلکی پھلکی ورزش سے اس کا جسمانی نظام صحیح طور پر کام کرتا رہتا ہے اور وہ چاق وچوبند رہتی ہے۔

☆......اگرچہ مسلم معاشرے میں عورتیں بالعموم سگریٹ نوشی نہیں کرتیں تاہم دیہاتوں یا مسلم معاشرے کے خوشحال طبقوں کی خواتین، مغربی تہذیب کے زیر اثر، سگریٹ نوشی کر لیتی ہیں۔ یاد رہے کہ اس کے بہت برے اثرات، بچے کی صحت اور نشوونما پر پڑتے ہیں دوران حمل نیز بچوں کے جسمانی نقائص اور خرابی صحت کی یہ ایک اہم وجہ ہے۔

☆...... بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر اقامت کہنی چاہیے کہ یہ ایک سنت ہے۔ بچے کو شہد چٹانا بھی سنت ہے۔

☆...... ماں کا بچے کو دودھ پلانا(BREAST FEEDING) نہ صرف اس کی صحت وعافیت کے لیے ضروری ہے بلکہ یہ ایک اسلامی حکم ہے جس کی تعمیل ضروری ہے(سورہ البقرہ ۲: ۲۳۳)۔اصولی طور پر بچے کو دو سال تک ماں کا دودھ پلانا ضروری ہے۔اسلامی تعلیمات کی رو سے یہ ایک ''اخلاقی قدر اور خاص تعلق'' ہے اس لحاظ سے کہ ماں کے علاوہ اگر کوئی دوسری عورت بچے کو دودھ پلاتی ہے تو اسے اسلامی تعلیمات کی رو سے ایک خاص مرتبہ ومقام حاصل ہوجاتا ہے۔ اس عورت کو بچے کی رضاعی ماں (MOTHER IN LACTATION) کا منصب حاصل ہوجاتا ہے اور ایسے والدین کو ''رضاعی والدین'' کہتے ہیں۔ایسی عورت کو فطری ماں کا درجہ حاصل ہوجاتا ہے جس کی رو سے شادی بیاہ کا تعلق اس عورت اور اس کے حقیقی بچوں کے ساتھ قائم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس عورت کے حقیقی بچوں اور جس بچے کو دودھ پلایا گیا کے درمیان ''رضاعی بہن بھائی'' کا رشتہ قائم ہوجاتا ہے۔ بچے کو دودھ پلانے کی اہمیت اس لحاظ سے بھی ہے کہ اگر

کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے تو پھر اسے بچے کو دودھ پلانے کا معاوضہ (اس کی حقیقی ماں) کو دینا واجب ہوجاتا ہے۔ (سورہ البقرہ ۲: ۲۳۳، الاحقاف ۴۶: ۱۵)

حقیقی ماں کا بچوں کو دودھ پلانے کا ایک اہم پہلو موجودہ تحقیق سے سامنے ہے۔ دودھ پلانے کا عمل فطری طور پر ماں اور بچے کے لیے ایک جذباتی تسکین کا ذریعہ ہے۔ اس کی وجہ سے ماں کے ہارمونز کا نظام بہت حد تک معتدل رہتا ہے جس کی وجہ سے دوران نفاس، اس کے رحم میں پیدا ہونے والے خون کا مکمل طور پر اخراج ہوجاتا ہے جس سے رحم کو اپنی اصل حالت [1] (INVOLUTION) میں آنے میں مدد ملتی ہے بچے کو دودھ پلانے کے فطری اثرات کے علاوہ اس کے نفسیاتی اثرات بھی بچے کی صحت اور تندرستی پر پڑتے ہیں۔ امریکہ میں نفسیاتی نتائج سے پتہ چلا کہ ۹۰ فی صد مریض ایسے تھے جنہوں نے اپنی حقیقی ماں کا دودھ اوائل عمر میں نہیں پیا تھا۔ اس طرح وہ بچے جنہوں نے اپنی حقیقی ماں کا دودھ کم از کم ۹ ماہ تک پیا تھا، ان کی ذہنی اور عقلی درجہ بندی (IQ) بہت بہتر تھا بہ نسبت ان بچوں کے جنہوں نے اپنی حقیقی ماں کا دودھ بالکل نہیں پیا تھا (ام کلثوم 2000)

شادی شدہ خواتین کے صحت وتندرستی کے قیام اور بچوں کی جسمانی وذہنی نشوونما پر ماں کے دودھ کے اثرات کے علاوہ اور اہم پہلو بھی بچے کو دو سال تک دودھ پلانے کا ہے۔ بچے کو دودھ پلانے کے دوران، بالعموم عورت کو ایام/حیض نہیں آتے اور یوں وہ جلدی حاملہ ہونے سے بچی رہتی ہے۔

☆...... پیدائش کے بعد بچے کا اچھا سا نام رکھنا چاہیے جس سے خوشی ومسرت کا پہلو نکلتا ہو۔ بالعموم عبداللہ، عبدالرحمن نام جس میں اللہ تعالیٰ کیساتھ عبدیت کا اظہار ہوتا ہو، رکھنے چاہئیں۔

---

[1] میڈیکل سائنس کی یہ ایک اصطلاح ہے جس کے معنی وضع حمل کے بعد رحم کا اپنی اصل اور صحیح حالت میں آنے کے ہیں تاکہ وہ مقررہ وقت پر اپنے اصل کام یعنی دور ایام/حیض کے دوبارہ جاری ہونے کے قابل ہوسکے۔

☆...... بچے کی پیدائش کے ساتویں روز لڑکا ہو تو دو بھیڑیں/ بکریاں اور اگر لڑکی ہو تو ایک بھیڑ/ بکری بطور عقیقہ ذبح کر کے غریبوں، دوستوں اور رشتے داروں میں گوشت تقسیم کرنا چاہیے۔

☆......اسی طرح یہ بھی سنت ہے کہ لڑکے کا ختنہ کرا دیا جائے۔

☆...... درج بالا تمام ہدایات/ مشورے نامکمل رہیں گے اگر ہم بچوں کے لیے کسی رول ماڈل کی اہمیت وضرورت پر روشنی نہ ڈالیں۔ اگر چہ بطور مسلم، ہمارے لیے اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ ہے (سورہ الاحزاب 21:33) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہؓ کے آنے پر فرط محبت سے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے، اس جگہ پر بٹھاتے جہاں خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے۔ یاد رہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے لڑکیوں کے ساتھ محبت وشفقت کا یہ رویہ ایک ایسے دور میں تھا جبکہ لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دی جاتی تھی، یہ امر نہ صرف اسی زمانے میں بہت حیران کن تھا بلکہ اس میں آج کے مسلمان والد کے لیے بھی ایک بہت اہم سبق ہے کہ انہیں بھی اپنے بیٹیوں کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کرنا چاہیے۔ پیدائش سے لے کر اوائل عمر، بلوغت اور شادی کے بعد لڑکیوں سے محبت شفقت کے ساتھ پیش آنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمرے میں آتا ہے جس پر لفظاً ومعناً عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے—— تاہم بدقسمتی سے بڑے بڑے دینی گھرانوں میں بھی اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کی مثال مشکل ہی سے ملتی ہے۔ والدین کے ہاں لڑکیوں کو باپ، بڑے بھائی وغیرہ سے محبت وشفقت نہیں ملتی، شادی کے بعد تو سسرال میں ساس، سسر، نندوں، دیور، جیٹھ کے علاوہ اکثر اوقات خاوند بھی اسے محبت دینے میں بخل کا مظاہرہ کرتے ہیں بلکہ کسی نہ کسی بہانے اسے مطعون کرنے، ظلم وستم کے نت نئے بہانے تلاش کرنے سے باز نہیں آتے جس کی مثالیں روزانہ اخبارات میں شادی شدہ لڑکیوں کے تیل کے چولہوں سے جل جانے یا کم از کم گھٹ گھٹ کر زندگی بسر کرنے کی آتی ہیں (عائشہ رباب 2012)——اور

ظلم کی انتہا یہ ہے کہ مسلم سوسائٹی، میں کسی طرف سے اس پر صدائے احتجاج بلند نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ دینی راہنما بھی منبر ومحراب سے اس کے خلاف کوئی بات کرنے کو تیار نہیں!۔۔۔ کیا ہوگا جب بروز قیامت ایسی مظلوم لڑکیوں سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس بات پر سزا دی گئی تھی؟ (سورہ التکویر) اور اس سوال کا جواب والدین ہی نہیں بلکہ دیگر تمام افراد حتیٰ کہ وارثین منبر ومحراب سے بھی پوچھ گچھ ہوگی!

بچوں کے بارے میں اسوۂ رسول ﷺ یہاں پر ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ اس رحمت دو عالم ﷺ کی زندگی کے چند دیگر مظاہر بھی بہت روشن وتابناک ہیں۔ آیئے ذیل میں اس کی ایک مختصر سی جھلک دیکھیں۔

☆...... اللہ کے رسول ﷺ بچوں کی جسمانی صحت، تندرستی کے لیے اونٹ، گھوڑ دوڑ کی تربیت کا اہتمام فرماتے تھے۔ اس طرح بچوں کے تیراکی، دوڑ اور نیزہ بازی کے مقابلے بھی منعقد کراتے تھے۔ حضرت علیؓ اس قسم کی تمام کاروائیوں کے نگران اور ذمہ دار بنائے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ذاتی طور پر بچوں کی ورزش/ سیر وتفریح میں دلچسپی لیا کرتے تھے۔ وہ بچوں کو ایک قطار میں کھڑا کر کے انہیں دور سے اپنی طرف دوڑ کر آنے کا اشارہ فرماتے اور یوں دوڑتے ہوئے بچے آپ ﷺ کے سینۂ مبارک سے چمٹ جاتے اور آپ ﷺ بچوں کو شاباش اور انعام سے نوازتے۔

موجودہ زمانے میں والدین بالخصوص والد کو اس امر پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کہ وہ خود کس قدر وقت اپنے بچوں کو سیر وتفریح اور تندرستی کے قیام کے لیے دیتے ہیں...... تاہم یہ سوچنا تو کسی گناہ سے کم نہیں کہ ہم وقت کی کمی کا بہانہ بنا کر اسوۂ رسول ﷺ سے پہلو تہی کا جواز پیش کریں!۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نوجوان نسل کی تربیت ذہنی وجسمانی کا عظیم تر مقصد اپنے سامنے رکھتے تھے۔ اور یوں آپ ﷺ انہیں مستقبل کی لیڈر شپ کے لیے تیار فرماتے تھے۔ اس میں موجودہ والدین کے لیے راہنمائی ہے کہ وہ بھی اپنے بچوں کے مستقبل میں تعمیر سیرت وکردار کے

معاملے میں کسی صورت بھی اغماض نہ برتیں جو امت مسلمہ کے مستقبل کے لیے شعاع امید ہیں ــــ اور شاید یہی اسوۂ رسول ﷺ کا اثر ہے کہ اسلام کے دورِ اولین میں ہمیں کسی ایک نوجوان کا بھی باغی ہو کر گھر سے نکل جانے یا والدین سے لڑائی جھگڑے کی کوئی مثال نہیں ملتی!

☆...... بچوں کو صاف ستھرا رکھنا، ماں کی ایک اہم ترین ذمہ داری ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹیاں، اپنے بچوں کو نہلانے دھلانے اور کپڑے پہنا کر خوشبو لگانے کے بعد نانا ﷺ کی خدمت میں بھیجا کرتی تھیں۔

☆...... بچوں کے لیے سیر و تفریح اور کھیل کود کے بارے میں چند معروضات سطور بالا میں پیش کی جا چکی ہیں۔ مزید برآں، والدین کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ بچوں کو کبھی کبھار پکنک وغیرہ پر کسی باغ، دریا، پہاڑ، ڈیم کی سیر کرانے کے لیے لے جائیں تاکہ بچے فطرت کے حسین مناظر سے لطف اندوز ہو سکیں۔ اسی طرح عجائب گھر، چڑیا گھر وغیرہ کی سیر کرانے سے بھی بچے بہت محظوظ ہوتے ہیں۔ اگرچہ بہت چھوٹے بچے ان سے بہت سی باتیں نہ سمجھ پائیں تاہم اس کی خوشگوار یادیں عرصے تک ان کے ذہن میں محفوظ رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں میں کتب بینی اور مطالعے کا شوق پیدا کرنے کے نقطہ نظر سے یہ بھی ضروری ہے کہ بچوں کو کتب کی نمائش وغیرہ میں لے جانا چاہیے جہاں سے بچے شوق سے کتب خرید سکیں۔

بچوں کی اخلاقی تربیت: آج کل جب والدین اپنے دوسرے دوست احباب سے ملتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے اپنے اپنے بچوں کے باغیانہ رویے، کھیل کود میں زیادہ انہماک کی باتیں کرتے ہیں۔ درج بالا چند امور کا مطالعہ کرنے کے بعد، ہمیں جو راہنمائی اسوہ رسول ﷺ سے ملتی ہے، اس کی روشنی میں کیا ہم موجودہ دور کے والدین سے یہ سوال کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو روزانہ کس قدر وقت دیتے ہیں اور ان کی اخلاقی، ذہنی، جسمانی صحت اور نشو و نما کے لیے کس قدر ذرائع و وسائل مختص

کرتے ہیں؟ اور ایسی صورت حال میں جب کہ بچوں کو مناسب توجہ والدین سے نہیں ملتی اور اگر وہ کسی قسم کا باغیانہ رویے اختیار کرتے ہیں تو پھر ہمیں ان کے اس رویے سے مایوس ہونے کا کوئی جواز نہیں۔ آیئے ہم اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں دیکھیں کہ اس ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا راہنمائی ملتی ہے؟

☆...... تین سے چار سال کی عمر میں بچوں کو نورانی قاعدہ/ بغدادی قاعدہ پڑھانا شروع کرنا چاہیے تاکہ وہ قرآن کریم کے مکمل عربی الفاظ سے مانوس ہو سکیں۔ ان قاعدوں کی مدد سے ایک بچہ بہت جلد قرآن کریم پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

☆...... بچوں کی عمر میں سات سے آٹھ نو سال کا دور بہت اہم ہوتا ہے۔ اس عمر میں بچے بہت زیادہ تجسس پسند ہوتے ہیں اور ہر چیز کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بچوں کو ان کے تمام سوالات کے جواب سادہ طریق پر آسان زبان میں دینے کی ضرورت ہے۔ کسی بھی حالت میں انہیں ڈانٹ کر چپ کرانا مناسب نہیں وگرنہ ایک دفعہ ایسا کرنے سے وہ دل ہار جاتے ہیں اور مزید سوالات کرنے سے گریز کرتے ہیں جبکہ دل ہی دل میں کھچڑی پکتی رہتی ہے جو بالآخر انہیں باغی بنا دیتی ہے۔

☆...... اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ بچوں کو کلمۂ طیبہ سکھایا جائے۔ انہیں نماز پڑھنے کی تلقین کریں۔ دس سال کی عمر تک انہیں بہت سے مذہبی امور کا علم ہو جاتا ہے۔ اس لیے انہیں ترغیب دینی چاہیے۔

☆...... دس سال کی عمر کے بعد لڑکے اور لڑکیوں کو اپنے ماں باپ سے علیحدہ بستر پر سونے کی ترغیب دینی چاہیے۔ اسلامی تعلیمات کے اس پہلو کے بارے میں بہت حیرت انگیز معلومات حالیہ تحقیقات سے حاصل ہوئی ہیں۔ ایک ماہر نفسیات (ELLIS A, 1962) نے یہ بتایا کہ ''میرے پاس آنے والے نفسیاتی مریضوں میں سے ایک عورت، جو عرصہ دس سال سے جنسی تعلقات کے اظہار میں بہت حد تک سرد مہری (FRIGIDTY) کا شکار تھی اور جس کا شوہر ورزش کرنے کے مختصر لباس میں اپنی بیٹی کے

سامنے ورزش کیا کرتا تھا۔ اس طرح ایک دوسرے کیس میں ایک عورت جس کا شوہر اپنی سروس کے سلسلے میں گھر سے باہر جاتا تھا تو اسکا ایک لڑکا بعمر ۱۴ سال اپنی ماں کیساتھ سوتا تھا۔ ان دونوں والدین کی حیرت اور خوف کی انتہاء نہ رہی جب میں نے انہیں ان کے اس قسم کے رویے کے مضر اثرات جو بچوں پر پڑ سکتے ہیں، کے بارے میں بتایا، وہ دونوں بہت خوف زدہ ہو گئے جب مزید معلومات حاصل ہوئیں کہ والدین کے اس غیر ارادی رویے کی بناء پر وہ بچے جنسی طور پر برانگیختہ ہو جاتے تھے جس پر وہ ذہنی طور پر بہت شرمسار اور پریشان تھے۔'' اس طرح کی بے شمار مثالیں میڈیکل لٹریچر میں ملتی ہیں جنہیں مخصوص اصطلاح میں (MOMISM) یا ''ماما کا چھوٹا لڑکا/لڑکی'' کہتے ہیں جب کہ ماں اپنے بچے (لڑکی/لڑکا) کے ساتھ جنسی عمل میں ملوث ہوتی ہے جس کے نتیجے میں ایسے بچے اپنی ازدواجی زندگی میں ایک بالغ فریق کے طور پر مظاہرہ نہیں کر پاتے۔

☆......اس امر کی جانب پہلے بھی اشارہ کیا جا چکا ہے کہ ایک بچہ جب اپنے والد کو قرآن یا کوئی دوسری کتاب پڑھتے ہوئے دیکھتا ہے تو پھر وہ بھی اس کی تقلید میں پڑھنا شروع کر دیتا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنے کی صورت میں وہ مستقبل میں اس عادت کو اپنا لیتے ہیں اور یہ بات اس کی عادت ثانیہ بن جاتی ہے۔ مزید برآں، عمر کے اس دور میں بچوں کو گھریلو کاموں کے کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اگر والد کو گھریلو باغبانی کا شوق ہے تو بچوں کو بھی اس کی جانب راغب کرنا چاہیے۔ بچوں کو اپنے ہاتھ سے زمین میں بیج ڈالنے کو کہا جائے اور چند روز بعد اس میں سے پودہ نکلنے کی صورت میں انہیں اس حیرت انگیز عمل کو دیکھنے کی دعوت دینی چاہیے۔ اس طرح والدین انہیں انسانی تولید و تناسل کا عمل بھی سمجھا سکتے ہیں۔

☆......ان گزارشات کا ہم ایک مسلم دانشور کی رائے کے ساتھ اختتام کرتے ہیں وہ رقمطراز ہیں کہ ''اسلام میں جنسی تعلیم کا تصور اس عالمگیر اور آفاقی نقطہ نظر سے ہے جو اسلام انسانی فطرت اور اس کائنات کے خالق اور مالک کے ساتھ تعلق کی وجہ سے رکھتا

ہے۔ اسلام، انسانی زندگی کو ایک مربوط اکائی کی حیثیت سے دیکھتا ہے جسمیں انسان کا وجود اور اس کی روحانیت دونوں برابر اہمیت کے حامل ہونے کی بناء پر ایک متوازن حیثیت رکھتے ہیں تا کہ اس دنیا میں وہ اللہ تعالیٰ کے ایک نائب (خلیفہ) کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کر سکے۔ اسلام، انسان کی فطری صلاحیتوں کی نفی نہیں کرتا اور نہ ہی ان کو بے محابہ انداز میں کھلا چھوڑ دیتا ہے بلکہ وہ ان صلاحیتوں اور فطری طاقتوں کو اس طریق پر مربوط اور منظم کرنا چاہتا ہے تا کہ انسان ایک لائحہ عمل (اسلامی احکامات) کے مطابق اپنے جذبات اور خواہشات کو قابو رکھتے ہوئے اخلاقی اور روحانی اقدار کے مطابق زندگی بسر کر سکے۔''(ABDUL MABUD, 1998)

امت مسلمہ کو درپیش چند اہم مسائل: جنسی تعلیم کے مسائل اور امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز کا موضوع تشنہ رہے گا اگر ہم ان چند مسائل کا جائزہ نہ لیں جو مسلم ممالک میں خواتین کو درپیش ہیں اور جن کی بنیادی وجہ، جنسی تعلیم کے اسلامی پہلوؤں کو نظر انداز کرنے سے ہے۔ یاد رہے کہ ان مسائل کی وجہ سے مسلم معاشرے میں توڑ پھوڑ کے ایک ایسے سلسلے کا آغاز ہو چکا ہے جو آگے چل کر کوئی بھیانک صورت اختیار کر سکتا ہے جیسا کہ مغربی ممالک میں خاندانی نظام کے تباہ ہونے کی وجہ سے ان ممالک میں رہنے والوں کو درپیش ہیں۔ ذیل میں ہم طلاق، لباس (لڑکے اور لڑکیوں کے لیے) اور مسلم معاشرے میں خاندانی تشدد کے بارے میں چند گزارشات اختصار کے ساتھ پیش کریں گے۔ ضرورت ہے کہ اہل علم ان مسائل کے بارے میں نہایت تفصیل کے ساتھ اسلامی تعلیمات کو عوام الناس کی راہنمائی کے لیے تقریر اور تحریر کے ذریعے اظہار خیال کریں۔ مزید برآں، مسلم معاشرے کی خواتین اور دیگر لوگوں کو اس قسم کے تمام مسائل کے ہولناک اثرات سے بچانے کے لیے، شادی سے قبل اور بعد مشاورت (PRE AND POST MARITAL COUNSELLING) کے بارے میں بھی چند گزارشات پیش کریں گے۔

طلاق: مسلمان عورتوں کا اہم ترین مسئلہ: نکاح اور شادی کا ادارہ، عالمی سطح پر ایک خطرناک صورت حال سے دوچار ہے۔ گزشتہ تین چار دہائیوں میں نہ صرف مغرب بلکہ مسلم ممالک میں بھی یہ ادارہ بہت کمزور پڑ گیا ہے۔ شمالی امریکہ کے مسلمانوں میں طلاق کی شرح دنیا میں سب سے زیادہ ہے یعنی ۳۳ فی صد (یونس بحوالہ انیسہ نادرہ ۱۹۹۹)۔ S AMINA SIDDIQI 1999 رقمطراز ہیں کہ ''ساٹھ فی صد سے زاید شادیاں ایک سال کی مدت میں طلاق پر منتج ہوجاتی ہیں۔ اس سے قبل کہ ہم مسلم ممالک میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کے عوامل کا جائزہ لیں، یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ایک حدیث نبوی ﷺ کا مفہوم بیان کریں جو سنن ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ ''جائز اور حلال چیزوں میں طلاق، اللہ تعالیٰ کے نزیک بدترین عمل ہے'' اس مضمون کی دیگر متعدد احادیث بھی لٹریچر میں ملتی ہیں جن سے طلاق کے ایک ناپسندیدہ عمل کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں...... تاہم یہ امر بھی بہت باعث تعجب ہے کہ ان تمام تر احادیث کے باوجود، مسلم معاشرے میں طلاق کی شرح کیوں زیادہ ہے؟ ذیل میں اس کے چند عوامل کا کسی قدر تفصیل سے جائزہ لیا جارہا ہے۔

☆ ...... مسلم معاشرے میں طلاق کی شرح کے بڑھنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ خاوند اور بچوں (اور مسلم معاشرہ بحیثیت مجموعی) کو ان تعلیمات اسلامی کا علم نہیں جو خاندانی نظام کی بحالی، استحکام اور اس کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے اسلام نے دیے ہیں۔ اسلام کی رو سے زوجین کے مابین ایک صحت مندازدواجی زندگی کا آغاز اس امر سے ہوتا ہے کہ دونوں افراد (میاں بیوی) ایک مضبوط عقیدے کی بنیاد پر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں۔ موجودہ مسلم معاشرے میں نہ صرف دینی علم کی کمی ہے بلکہ اکثر وبیشتر دونوں کے درمیان ذہنی اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ خاوند کو یہ پسند نہیں ہوتا کہ بیوی پردے کی پابندی کرے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی اس کے ساتھ سماجی، سیاسی اور دیگر امور زندگی میں اس کے شانہ بشانہ چلے اور وہ نہ صرف حجاب کی پابندی کو اپنی

بیوی کے لیے بلکہ اپنے دنیوی مفاد کے بھی خلاف سمجھتا ہے۔اس کے برعکس، بیوی پردے اور دیگر اسلامی تعلیمات کے سلسلے میں بہت حد تک سختی کے ساتھ پابندی کرنے والی ہوتی ہے۔بعض اوقات صورت حال اس کے برعکس بھی ہوتی ہے کہ بیوی پردے کی پابندی نہیں کرنا چاہتی جبکہ مرد کی غیرت اسے گوارا نہیں کرتی۔ چونکہ دونوں میں سے کسی ایک کو بھی اسلامی تعلیمات کا صحیح علم نہیں ہوتا تو پھر ایسے میں وہ اپنی زندگی کی گاڑی معاشرتی وسماجی نیز خاندانی اقدار اور روایات کے مطابق گزارنا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے دونوں میں تنازعہ پیدا ہوجاتا ہے جو آہستہ آہستہ اسقدر بڑھ جاتا ہے کہ نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے۔ یہ صورت حال بالخصوص ان مسلمان خاندانوں میں زیادہ نظر آتی ہے جو مغربی مما لک/ امریکہ میں رہائش پذیر ہیں اور اپنے بیٹوں کی شادی اکثر وبیشتر پاکستانی ماحول میں پرورش پانے والی لڑکیوں کے ساتھ کرتے ہیں جبکہ ان لڑکیوں کے لیے مغربی مما لک میں جا کر اپنے خاوندوں کے طور طریقوں کے مطابق زندگی گزارنا نہایت مشکل ہوجاتا ہے اسے کلچرل تضاد CULTURAL SHOCK کہتے ہیں۔ یہ صورت حال ان گھرانوں میں بھی واقع ہوتی ہے جن کی مائیں اپنے پڑھے لکھے بیٹوں کی شادی کے لیے گاؤں دیہات میں رہنے والی بھانجیوں/ بھتیجیوں سے کرنے کی شائق ہوتی ہیں جبکہ بیٹے اپنی تعلیم یا شہروں میں رہنے کی وجہ سے ایسی لڑکیوں سے ذہنی طور پر گزارہ نہیں کرسکتے......شمالی امریکہ اور شہروں میں طلاقوں کی بڑھتی ہوئی شرح میں یہ ایک بہت اہم وجہ ہے۔

☆......معاشرتی طور پر غیر ضروری شرم وحیا کی وجہ سے بھی زوجین، ازدواجی زندگی میں نہایت ضروری جنسی تعلقات کے بارے میں آگہی نہیں رکھتے جیسا کہ باب پنجم میں درج غلط فہمیوں/ مغالطوں سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ زوجین کا ایک دوسرے سے ان موضوعات پر کھل کر بات نہ کرنے اور ایک دوسرے کو اپنے خیالات سے آگاہ نہ کرنے کی وجہ سے رنجش میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

☆......اس جگہ ہم اس غلط شرم وحیا کا خاص طور پر ذکر کریں گے جولڑکیوں میں معاشرتی اور گھریلو سطح پر جنسی امور کے بارے میں معلومات نہ ہونے کی بناء پر خاوند کو (جو اکثر وبیشتر اپنی بیوی سے زیادہ گرمجوشی اور بھرپور شرکت کا متمنی ہوتا ہے کہ انٹرنیٹ وغیرہ سے اس بارے میں مغربی عورت کا ایک ماڈل اس کے حواس پر سوار ہوتا ہے) یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کی بیوی جنسی سردمہری (FRIGIDITY) کا شکار ہے۔اکثر اوقات، خاوند کی توجہ اس جانب مبذول ہی نہیں ہوتی کہ زوجین کے مابین جنسی اختلاط میں گرمجوشی اور راہنمائی کا مظاہرہ اس کی جانب سے ہونا چاہیے (باب سوئم)۔خاوند کی جانب سے اس گرمجوشی کے نہ ہونے کا بیوی پر منفی اثر پڑتا ہے کہ جب اس طریق پر بیوی کے جذبات کی تسکین نہیں ہو پاتی تو اس کے لیے ازدواجی/جنسی تعلقات میں کوئی کشش/ لذت نہیں رہ جاتی۔اور اگرچہ یہ سلسلہ شادی کے فوراً بعد شروع ہو کر کچھ عرصہ تک جاری رہتا ہے تو پھر زوجین کے درمیان تعلقات میں کشیدگی کی خلیج بڑھتی جاتی ہے۔بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں شادی سے قبل اور بعد مشورے اور راہ نمائی کا کوئی بندوبست نہیں جہاں شادی سے پہلے لڑکا اور لڑکی کو مناسب راہنمائی دینے کے لیے مرد اور خواتین کونسلرز کے ذریعے آگاہ کیا جا سکے جس کی وجہ سے زوجین کے درمیان اس قسم کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔اس باب کے آخر میں اس موضوع پر کچھ مزید روشنی ڈالی گئی ہے!

☆......موجودہ زمانے میں معاشی حالات اس قدر خراب ہو چکے ہیں کہ پڑھے لکھے زوجین کو گھریلو اخراجات پورا کرنے کے لیے اکثر وبیشتر نوکری کرنی پڑتی ہے۔ظاہر ہے کہ جب دونوں میاں بیوی تھک ہار کر شام کو گھر آتے ہیں تو ایسے میں معمولی سی تکرار بھی لڑائی کی مکمل شکل اختیار کر لیتی ہے۔موجودہ زمانے میں نام نہاد اعلیٰ سٹینڈرڈ کی دوڑ نے بھی حالات کو مزید خراب کر دیا ہے۔سادگی کے ساتھ رہن سہن کا طریقہ اب ختم ہو کر رہ گیا ہے اور ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی دوڑ نے بھی زوجین کو صبر وسکون اور سادگی

کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے محروم کر دیا ہے۔ اس طریق پر نہ صرف ان دونوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوجاتی ہے بلکہ اس کا ایک نہایت برا اثر بچوں کی تعلیم وتربیت اور پرورش پر بھی پڑتا ہے۔

☆......مسلم ممالک میں اکثر وبیشتر خاندان ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے زندگی گزارتے ہیں(EXTENDED FAMILY SYSTEM)۔ اس طریق کار کے جہاں فوائد ہیں وہاں فی زمانہ بہت سی قباحتیں بھی ہیں(جن کی اصل اور بنیادی وجہ دینی تعلیمات سے عدم آگہی ہے جس میں معاشرے کے تمام چھوٹے بڑے شامل ہیں) لڑکوں کی شادی کے بعد فوراً بعد نوبیاہتہ لڑکی اور ساس کے درمیان کشیدگی شروع ہوجاتی ہے۔ نوبیاہتہ لڑکی کو سسرال کے طرز زندگی، روایات اور طور طریقوں کا علم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے غلطی کا امکان ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ساس/سسر کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس کی غلطیوں/کوتاہیوں کو نظر انداز کریں اور مناسب انداز میں سمجھا دیں لیکن وہ اسے ''دلہن'' کی جانب سے ''بغاوت'' سمجھتے ہیں جس سے اختلافات کا آغاز ہوجاتا ہے۔ نوبیاہتہ جوڑا، اس قسم کے حالات سے عہدہ برآ ہونے کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ان معاملات پر قابو نہیں پا سکتا ضرورت تو اس امر کی ہے کہ ساس، سسر شادی کے پہلے سال میں انہیں اس قسم کے بکھیڑوں میں پڑنے سے بچائیں تاکہ وہ خوشگوار، پائیدار زندگی کا آغاز کر سکیں۔ ایسے معاملات میں ساس/سسر کو ایک اہم کردار ادا کرنا چاہیے لیکن وہ بھی دینی تعلیم کا علم نہ ہونے کی بناء پر ایسا کردار ادا نہیں کر پاتے۔

☆......مغربی تعلیم وتہذیب کے زیر اثر نوبیاہتا جوڑوں میں اپنے والدین کی خدمت اور عزت کرنے میں کس حد تک کمی پائی جاتی ہے اگر وہ بیماریوں یا مالی طور پر بچوں کی مدد کے ضرورت مند ہوں۔ ایسے حالات میں بھی خاندانی نظام میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے۔ بالعموم لڑکیاں اپنے ساس/سسر پر اخراجات کرنے کو اپنا اور اپنے بچوں کی حق تلفی سمجھتی ہیں ـــــ یہ بھی دینی تعلیم سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔

یہ چند ایسے عوامل ہیں جن سے زوجین کے درمیان نیز خاندان میں اختلافات کا آغاز ہوجاتا ہے جو بالآخر طلاق کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ مسلم معاشرے میں اس قسم کے تمام مسائل کی جڑ میں دینی تعلیم سے لاعلمی کو دخل حاصل ہے۔ اگر انہیں دینی تعلیمات سے آگاہی ہوتی تو پھر وہ اپنے بڑوں نیز چھوٹوں کے ساتھ محبت وشفقت اور فراخدلانہ سلوک کے ذریعے زوجین کے ساتھ زندگی گزارسکنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ زوجین کی اس کمزوری کو ختم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انہیں شادی سے قبل اور مابعد مشاورت میں ان تمام امور کے بارے میں راہنمائی دی جائے تاکہ ان کے درمیان اختلافات پیدا نہ ہوں۔

۲۔ مسلمان بچوں کے لیے عریانیت کا سد باب: دور جدید میں لڑکے اور لڑکیوں کا آزادانہ اختلاط نتیجہ ہے مغربی تعلیم اور طرز زندگی سے متاثر بلکہ مرعوب ہونے کا۔ مسلمان بچے، پردے کی پابندی کو ایک غیر ضرور عمل سمجھتے ہیں۔ مسلم ممالک میں رہنے والے خوشحال گھرانوں کی عورتوں نے بہت حد تک پردے کو خیرباد کہہ دیا ہے جس کی وجہ سے مسلم ممالک میں بہت سے مسائل از قسم عریانیت، گرل فرینڈ/ بوائے فرینڈ/ ڈیٹنگ، سگریٹ نوشی، نشہ آور اشیاء کا استعمال، شراب نوشی جو بالآخر والدین سے بغاوت اور زنا کی شکل میں روز بروز بڑھتے جارہے ہیں۔ وقت اور جگہ کی قلت اس امر کی اجازت نہیں دیتے کہ ان تمام موضوعات پر تفصیلاً گفتگو کی جائے۔ تاہم عریانیت کے سد باب کے لیے مناسب لباس/ ستر جیسے اہم موضوع پر ذیل میں چند معروضات پیش کی جارہی ہیں۔

ایک حدیث نبوی ﷺ کی رو سے شرم وحیا، ایمان کا حصہ ہے۔ قرآن کریم نے سورہ القصص (25:28) میں حضرت شعیب کی دو لڑکیوں کی شرم وحیا کا ذکر کیا ہے جب انہوں نے جانوروں کو پانی پلانے والے کنویں پر حضرت موسیٰؑ کو دیکھا۔ اسلام کے ضابطۂ اخلاق میں شرم وحیا کا بہت اہم کردار ہے۔ اس لیے پرائیویسی، ایک انسان کا بنیادی حق تسلیم کیا گیا ہے۔ پرائیویسی سے مراد کسی مرد اور عورت کا ایسے تخلیے کی حالت میں ملاقات

کرنا ہے جہاں کسی اور فرد کی مداخلت کا خدشہ نہ ہو جس کی بناء پر وہ کسی قسم کا جنسی فعل (از قسم بغلگیر ہونا، بوس وکنار کرنا حتی کہ زنا بھی کر سکتے ہیں) کرنے میں آزاد ہوں۔ پس اسلامی تعلیمات کی رو سے دو نامحرم افراد کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ تخلیے کی حالت میں ملنا ممنوع ہے۔ چند احادیث درج ذیل ہیں:

"لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ "(مسلم c\1341)

''تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے محرم (یعنی جس کا اس عورت سے نکاح کرنا حرام ہو) کے بغیر ہرگز خلوت نہ کرے۔''

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے:

"لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُونُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا" (ترمذی:1169)

''کسی ایسی عورت کے لیے جائز نہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ تین یا تین سے زیادہ دنوں کا سفر کرے اور اس کے ساتھ اس کا باپ یا اس کا بھائی یا اس کا خاوند یا اس کا بیٹا یا کوئی دوسرا محرم موجود نہ ہو۔''

اس ضمن میں قرآنی احکامات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر تکرار کے ساتھ بیان ہوئی ہیں جس سے کسی قسم کا کوئی اشتباہ باقی نہیں رہتا کہ

☆......دونوں اصناف کے افراد کے اختلاط کی ممانعت ہے الا یہ کہ کسی مجبوری کے تحت ضروری ہو۔

☆......جسمانی اعضاء کو چھپانا......عورتوں کو بہت باریک/مہین لباس پہننے کی ممانعت۔ اس طرح مردوں کا لباس تنگ اور چست نہ ہو کہ اس سے جنسی اعضاء کے خدوخال نمایاں ہوں۔

درج بالا نہایت مختصر گزارشات کی روشنی میں کسی فرد کے لیے یہ اندازہ کرنا مشکل

نہیں کہ ان تمام اور اس قسم کے دیگر احکامات قرآنی جو سورہ نور، الاحزاب اور دیگر سورتوں میں دیے گئے ہیں۔ نیز احادیث نبویہ ﷺ کو پیش نظر رکھتے ہوئے، یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے کہ گرل فرینڈ/ بوائے فرینڈ تعلقات، ڈیٹنگ، ناچ گانا اور مخلوط پکنک پارٹیوں پر جانے کو جائز قرار دیا جائے۔ ان تمام موضوعات پر شادی سے قبل مشاورت میں لڑکے/ لڑکیوں اور ان کے والدین کو علیحدہ علیحدہ ان تمام موضوعات کے نتائج و عواقب سے آگاہ کیا جانا ضروری ہے جو مغربی ممالک میں بے شمار لٹریچر، انٹرنیٹ کے ذریعے بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تاہم پاکستان میں اس قسم کے مادر پدر آزاد خوشحال طبقے کی اخلاقی و دینی گراوٹ کی ایک بہت عبرت ناک مثال تہمینہ درانی (۱۹۹۹) نے اپنی کتاب ''مینڈا سائیں'' (جو انگریزی میں (MY FEUDAL LORD) کے نام سے شائع ہوچکی ہے دی ہے۔ اس کتاب میں مصنفہ نے پاکستان کے نودولیتے اور اخلاق باختہ جاگیردار طبقے کی جنسی گراوٹ کے متعدد واقعات درج کیے ہیں تاہم دوسرے مسلم ممالک میں بھی صورت حال شاید اس سے زیادہ مختلف نہ ہو۔

۳۔ مسلم معاشرے میں عورتوں پر تشدد: عالمی پیمانے پر تشدد کی سب سے بڑی مثال بچوں اور عورتوں پر اس ظلم وستم کا ہونا ہے جو گھریلو سطح پر جاری رہنے والا ایک ایسا روح فرسا عمل ہے جس کے ذریعے مختلف افراد کو گھروں میں جسمانی اور نفسیاتی تکلیف سے دوچار کیا جاتا ہے۔ مسلمان مردوں کے بارے میں اکثر یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور بہنوں پر بہت زیادہ ظلم وستم ڈھاتے ہیں۔ اگرچہ یہ پروپیگنڈہ سو فی صد حقائق پر مبنی نہیں تاہم تشدد کے واقعات کی بڑھتی ہوئی شرح سے انکار بھی ممکن نہیں۔ مسلم ممالک میں مسلمان عورتوں کی ایک کثیر تعداد عورتوں کے حقوق اور ان کے دائرہ عمل کے بارے میں دی گئی اسلامی تعلیمات سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے مردوں کے ہاتھوں صدیوں سے تشدد کی چکی میں پس رہی ہیں۔ تاہم یہ بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ تشدد کے واقعات خوشحال اور بزعم خود روشن خیال طبقے میں بہت زیادہ سنجیدہ نوعیت

کے ہیں جو دنیا کو تشدد کے خلاف درس نصیحت دینے سے بھی باز نہیں آتے۔ خود امریکہ اور یورپی ممالک میں عورتوں اور بچوں پر جس قدر تشدد ہوتے ہیں، اس کے بارے میں ہمارے لوگوں کو زیادہ معلومات نہیں۔ وطن عزیز کے دیہی علاقوں میں علم کی کمی (بالخصوص دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے) تشدد کے واقعات ایک عام بات ہے جس پر معاشرے کے کسی طبقے نے بھی برملا اس کے خلاف کبھی کوئی آواز نہیں اٹھائی اور اس "ظلم عظیم" میں مذہبی راہنما اور دینی پیشوا بھی برابر بلکہ شاید زیادہ کے شریک ہیں۔ ❶

دنیا کے دیگر مسلم ممالک میں بھی صورت حال شاید اس سے زیادہ مختلف نہیں ہوگی۔ مسلمان عورتوں کو جسمانی، ذہنی، جذباتی اور جنسی طور پر اپنے خاوندوں کے ہاتھوں نہایت بری طرح سے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تشدد کی ان اقسام میں جنسی تشدد از قسم زنا بالجبر، گینگ ریپ، جنسی تشدد کی بدترین حالتیں بہت عام ہیں۔ تہمینہ درانی (۱۹۹۱) نے اپنے ساتھ اس طرح کے ایک جبری جنسی تشدد کی مثال اپنے خاوند کی دی ہے جو ایک بہت بڑا سیاستدان اور ملک کے ایک بڑے صوبے کا گورنر اور وزیر اعلیٰ رہ چکا ہے —— اس واقع کا عبرت ناک پہلو یہ ہے کہ یہ جبری جنسی تشدد گھر میں ہی نہیں روا رکھا گیا تھا بلکہ جیل کی کوٹھڑی میں دن دہاڑے سرانجام دیا گیا جبکہ اس کے بھائی بند بشمول اس گھرانے کی چند عورتیں جیل کوٹھڑی کے دروازے کے باہر کھڑے اس کا انتظار کر رہے تھے!

اس جگہ یہ ممکن نہیں کہ ان عوامل کا تفصیلی جائزہ لیا جائے جو مسلمان عورتوں پر تشدد کے لیے روا رکھا جاتا ہے۔ تاہم یہ امر بہت افسوسناک اور ناقابل فہم ہے کہ مسلمان مرد (شوہر) ان اسلامی تعلیمات کو یکسر نظر انداز کر کے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عورتوں بالخصوص اپنی بیویوں کے ساتھ مہربانی، محبت، رحمدلی

❶ اس ضمن میں مصنف کی کتاب "جنس اور جنسیت" اسلامی تناظر میں (2010) کا مطالعہ مفید رہے گا جس میں امریکہ کی جیلوں، تعلیمی اداروں، دفاتر حتیٰ کہ فوج میں بھی عورتوں پر تشدد کے بارے میں مستند ذرائع سے معلومات درج کی گئی ہیں۔

اور عفو و درگزر کے بارے میں دیے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی کسی عورت کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ اس کے برعکس آپ ﷺ اپنی بیویوں بالخصوص (بشمول عام خواتین بھی) کے بارے میں نہایت شفیق اور رحمدل تھے۔ ایک حدیث کی رو سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کا اخلاق سب سے بہترین ہو اور تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والا ہو۔''

شادی سے قبل اور بعد، مشاورت میں ان امور پر بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو اس امر پر بہت زیادہ غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے کہ کسی قسم کے تشدد کے بارے میں انہیں بروز قیامت، اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جوابدہ ہونا پڑے گا اس لیے انہیں چاہیے کہ اپنی ازدواجی زندگی میں ہر قسم کا تشدد کرنے سے باز رہیں۔ اس طرح بچوں اور بڑوں کو بھی اس امر سے آگاہ کرنا چاہیے۔ نیز مساجد میں آئمہ کرام اور دیگر مذہبی راہنماؤں کو بھی اس قسم کے موضوعات پر اپنے مقتدی حضرات کی رہنمائی کرنی چاہیے۔

مزید برآں، تمام مسلمانوں کو اس امر کی تاکید کرنی چاہیے کہ اسلام کسی بھی فرد حتیٰ کہ جانوروں پر بھی کسی قسم کے تشدد کی اجازت نہیں دیتا۔

☆......اسلام میں تشدد کی کس قدر ممانعت ہے اور اس فعل کی حساسیت کا یہ عالم ہے کہ دوران حیض ونفاس، خاوند اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت بھی نہیں کرسکتا (سورہ البقرہ ۲:۲۲۲) کہ اس میں دیگر امور کے علاوہ عورت کو ایذا سے بچانے کا پہلو بھی شامل ہے۔

☆......اسلام نے لڑکیوں کو پیدائش کے فوراً بعد زندہ درگور کرنے یا قتل کرنے کی رسم بد کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل عرب کے ذہنوں کو اس قدر تبدیل کر دیا کہ ''جو شخص اپنی دو لڑکیوں کو پرورش و دیکھ بھال کرتا ہے حتیٰ کہ وہ بالغ ہوجائیں، وہ شخص قیامت کے روز میرے ساتھ ہوگا''......یہ کہتے ہوئے رسول

اللہ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کر کے بلند فرمایا'' (مسلم:2631)

☆...... ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ'' تمہاری سب سے بڑی نیکی (خیرات/ صدقہ) وہ لڑکی ہے (جو بیوہ ہو کر یا طلاق کے بعد) تمہاری طرف واپس آ جاتی ہے اور اس کا کوئی روزی کمانے والا نہیں ہوتا۔'' (ابن ماجہ:3667)

(ا) شادی سے قبل مشاورت (PRE MARITAL COUNSELLING)

جیسا کہ اس باب کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ مسلم معاشرے میں پائے جانے والے تمام اقسام کے تشدد، زیادتیوں کی اہم ترین وجہ اسلامی تعلیمات سے عدم آگہی ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو دینی تعلیمات سے آگاہ نہیں کیا جاتا حتیٰ کہ صرف قرآن کریم کی زبانی تلاوت بھی نہیں کرائی جاتی جو کسی زمانے میں مسلمان گھرانوں میں معمول کے طور پر کرائی جاتی تھی۔ اس تمام پر مستزاد مذہبی راہنماؤں، امام و پیر صاحبان کا وہ تساہل اور اغماض ہے جو وہ اپنے اپنے مقلدین کو صحیح اور ضروری دینی تعلیمات دینے کے بارے میں روا رکھتے ہیں۔ وہ اپنے خطبات اور دیگر تقاریر میں دنیا کے ہر موضوع پر اظہار خیال کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں سوائے خاندانی نظام، میاں بیوی کے باہمی تعلقات، بچوں کی پرورش و تربیت اور بیوی، بیٹیوں، بہنوں کے حقوق و مراعات کے۔ نوجوان نسل نیز بالغوں کو بھی اس راہنمائی اور اسوۂ حسنہ کے متعلق آگاہ نہیں کیا جاتا جو نبی کریم ﷺ نے بطور ایک خاوند اور باپ کے امت کی راہنمائی کے لیے پیش فرمایا تھا۔ ان کے خطبوں میں، ماں کے حقوق کے بارے میں تو اکثر حوالہ مل جاتا ہے تاہم بیوی، بیٹی اور بہن کے بارے میں وہ غیر ارادی یا ارادی طور پر کوئی کلمۂ خیر کہنا گوارا نہیں کرتے ـــــ ان کی اس حالت کے بارے میں شاید قرآن کریم نے علمائے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (البقرہ:۲)

''تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لائے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو؟''

اہل عرب، دور جاہلیت میں اپنی بیٹیوں کو صرف ایک دفعہ ہی زندہ درگور کردیا کرتے تھے تاہم **موجودہ دور کے مسلمان، اپنی خواتین کو مختلف اقسام کے تشدد اور ظلم وستم کے ذریعے قتل کردینے سے بھی زیادہ گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں زندگی میں صرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ روزانہ اور متعدد مرتبہ روزانہ!**

لڑکیوں کی بلوغت کے بعد تاخیر سے شادی بیاہ کرنا، اس انتظار میں کہ کسی بڑے گھرانے میں شادی ہو یا لڑکی کو جہیز کے لیے وسائل کی کمی یا اس قسم کے کسی دوسری وجہ کی بناء پر۔ ان تمام وجوہات کی وجہ سے لڑکیاں بہت سے نفسیاتی، جذباتی مسائل کا شکار ہوجاتی ہیں۔ اس کے علاوہ لڑکیوں کو وراثت میں حصہ نہ دینے کا رواج، قرآن سے شادی کرنا تاکہ جائیداد کو اپنے قبضے میں رکھا جاسکے، کاروکاری، بیوہ یا مطلقہ کے نکاح ثانی کی مخالفت، چند ایسی رسومات ہیں جو ہندو پاکستان کے مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ ایک طویل عرصے تک رہنے کی بناء پر اختیار کی ہیں۔ مختصراً امت مسلمہ نے وہ تمام طور طریقے اور رسم ورواج جو عورتوں کے حقوق اور ان کی عزت واحترام کے خلاف ہیں، اپنا لیے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ تقریباً وہی صورت حال ہے جو سترہویں اٹھارویں صدی عیسوی میں ملکہ وکٹوریہ کے عہد میں برطانیہ نیز دیگر یورپ میں پائی جاتی تھی اور جس کی وجہ سے وہاں عیسائیت کے خلاف اور عورتوں کے حقوق کے لیے جنگ کا آغاز ہوا (اسماء آفتاب ۲۰۰۲)۔ یہاں ایک سوال اپنے ملک کے مذہبی راہنماؤں سے پوچھنا ضروری ہے کہ کیا وہ بھی اس قسم کے حالات سے اس ملک کی طبقۂ خواتین کو دوچار کرنا چاہتے ہیں جس کے نتیجے میں مغربی ممالک میں عیسائیت کو ویٹی کن (روم) کی چار دیواری میں محدود ہونا پڑ گیا تھا اور عیسائیت کا مغربی ممالک کے لوگوں کی عملی زندگی سے اخراج عمل میں آ گیا تھا؟

حرم کے والیو، تم تو مراقبوں میں رہو   بتان دیر یہاں چھا گئے تو کیا ہوگا؟
(نعیم صدیقی)

ذیل میں اسلامی طرز مشاورت کے بارے میں چند اصولی باتیں درج کی جارہی ہیں:

☆......شادی سے قبل اسلامی طرز معاشرت میں بنیادی بات یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی اور دیگر تمام متعلقہ لوگوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ اس ضمن میں انہیں یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ مسلمان کی حیثیت اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ (نائب) کی ہے۔ اس لحاظ سے اس کے ذمہ جو فرائض ہیں، ان کی کما حقہ، ادائیگی ان کا فرض ہے جس کے بارے میں اس سے بروز قیامت سوال ہوگا۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے امتحاں دنیا کی امامت کا!
(اقبالؒ)

☆......فریقین کو خطبۂ نکاح کے الفاظ یاد دلائے جانے چاہئیں جو سورہ آل عمران (۱۰۱:۳) سورہ النساء (۱:۴) اور سورہ الاحزاب (۷۰:۳۳) میں بیان ہوئے ہیں۔ ان تمام آیات میں مرد اور عورت دونوں کو نکاح کے موقع پر یاد دلایا جاتا ہے کہ انہیں اپنی ازدواجی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرنی چاہیے اور ایک دوسرے پر کسی قسم کی زیادتی روا نہیں رکھنی چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ایک فرد (عورت یا مرد) اس تصور کے بارے میں سوچتا ہے تو پھر وہ اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انسانوں کے درمیان خوشگوار تعلقات کے قیام میں ان آیات میں درج اللہ کا خوف ہی ایک انسان کو ہر قسم کی برائی اور زیادتی سے روک سکتا ہے۔ جس شخص کے دل میں اللہ کا ڈر ہوگا وہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ کوئی ظلم اور برائی نہیں کرسکتا۔

☆......شادی سے قبل مشاورت میں دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ شادی/ نکاح کے

ادارے کے معنی، اس کی اہمیت اور مقاصد کا شعور حاصل کیا جائے نیز عورت اور مرد کا اس ادارے میں کیا کردار ہے؟ اس مشاورت میں دونوں فریقوں کیسامنے ہونے والے جیون ساتھی کے انتخاب پر بھی سیر حاصل گفتگو کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں گزشتہ صفحات میں درج اللہ کے رسول ﷺ کی ان ہدایت کو بھی ایک بار دوبارہ ذہن میں تازہ کرنے کی ضرورت ہے جس میں آپ ﷺ نے زوجین کے لیے عقیدہ/ دین کی اہمیت پر زور دیا بمقابلہ حسن صورت، دولت اور ذات برادری کے۔

☆......شادی کی صورت میں بھی زوجین کے درمیان ہر موضوع پر کھل کر بات چیت کی اہمیت اور ضرورت پر گفتگو ہونی چاہیے۔ مسلمان لڑکیاں بالعموم شرم وحیا کی بناء پر اپنا مافی الضمیر کے اظہار میں کوتاہی کرتی ہیں۔ انہیں یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ شادی کے بعد زوجین میں محبت وشفقت کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں جس کا تقاضہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ہر قسم کی بات چیت کرنے میں اسلامی تعلیمات کی رو سے آزاد ہیں۔ اس میں دونوں کو کسی قسم کی ہچکچاہٹ یا گھبراہٹ کا مظاہرہ مناسب نہیں۔ خاوند کو بھی اپنی بیوی کی کسی بات کے بارے میں غلط انداز میں سوچنا مناسب نہیں۔

☆...... اس مشاورت میں لڑکے اور لڑکی کو مختلف اقسام کے تشدد از قسم جسمانی مار پیٹ، گالم گلوچ، جذباتی اور نفسیاتی تشدد، مالی طور پر تنگ کرنا یا جنسی تشدد کے بارے میں آگاہ کرنا چاہیے۔ اسلامی شریعت کے احکامات بالخصوص سیرت النبی ﷺ کے واقعات کی روشنی میں اس اسوہ حسنہ کو ذہن نشین کرانا ضروری ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی ازواج کے ساتھ کیا تھا۔ اسی طرح امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی زندگی کے حالات سے بھی دونوں فریقوں کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ کس سادگی کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھیں۔

☆......قبل از شادی مشاورت میں دونوں فریقین کو بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت کے موضوع پر بھی آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔

☆......اس مشاورت میں اس امر پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے کہ اپنی عملی زندگی میں اپنے گھریلو معاملات کو اپنے ذرائع آمدنی کے مطابق ہی چلانا چاہیے۔ اس ضمن میں مسلمانوں کے لیے قرآن کریم کی وہ راہنمائی مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے جو سورہ الفرقان (۲۵:۶۷) میں بیان ہوئی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○

''جو خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔''

☆......مشاورت کے ایک سیشن میں لڑکوں کو شادی کے بعد اپنے ماں باپ کے ساتھ ایک بڑے خاندان (EXTENDED FAMILY) میں رہنے کے لیے بھی مناسب راہنمائی دینے کی ضرورت ہے۔ انہیں باور کرانے کی ضرورت ہے کہ انہیں اپنے والدین اور دیگر افراد خانہ نیز اپنی بیوی کے درمیان توازن اور مبنی بر محبت رویہ اپنانے کی ضرورت ہے۔ ماں باپ کا احترام اپنی جگہ بہت اہم ہے تاہم اس کے معنی بیوی کے حقوق تلفی کے بھی نہیں ہیں۔ اسی طرح بیوی کے ساتھ محبت کا یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت اور ادب واحترام کو ملحوظ نہ رکھے۔ اس طرح لڑکیوں کو بھی اس امر کی ہدایت کرنی چاہیے کہ وہ اپنے ساس/سسر نیز دیگر اہل خانہ کے ساتھ ادب واحترام اور محبت کا سلوک روا رکھے اور اگر اس ضمن میں اسے کسی حد تک وقتی طور پر اپنے حقوق کی قربانی بھی دینی پڑے تو اپنی نیز خاندان کی بہتری اور خوشگوار تعلقات کی خاطر اسے یہ قبول کر لینا چاہیے۔ توقع کی جاسکتی ہے کہ اس کی وقتی قربانی اس کے لیے مستقبل کی خوشگوار زندگی کا پیش خیمہ بن جائے۔ اور یوں وہ اپنے خاندان کی آنکھوں کا تارہ بن جائے اور وہ اپنے شوہر، بچوں کے ساتھ زندگی میں سکھ اور چین سے بہرہ مند ہو سکے۔

☆...... چونکہ شادی سے قبل مشاورت کا عمل انفرادی طور پر لڑکے اور لڑکی کے لیے علیحدہ علیحدہ مرد اور خاتون کونسلر کے ذریعے سرانجام پاتا ہے اس لیے اس امر میں کوئی حرج

نہیں کہ اس موقعہ پر ان دونوں کو شادی کے نتیجے میں زوجین کے درمیان جنسی تعلقات کی نوعیت اور اس کی خوشدلی کے ساتھ سرانجام دہی کے لیے بھی مناسب راہنمائی دی جائے۔ اس ضمن میں لڑکیوں پر یہ امر واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ بالعموم خاوند عادتاً اپنی بیویوں کے ساتھ مباشرت کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں (اور شادی کے فوراً بعد کچھ عرصہ تک یہ سلسلہ بہت زیادہ ہوتا ہے) تو انہیں چاہیے کہ وہ ان کی اس خواہش کا احترام کرنے میں کوئی دقیقہ فردگزاشت نہ کریں (اور خود بھی اس عمل سے لطف وحظ سے بہرہ مند ہوں) الا یہ کہ انہیں کوئی شرعی امر (از قسم حیض) یا کوئی اور تکلیف ان کی اس خواہش کی تکمیل کرنے میں مانع ہو۔ ایسے حالات میں ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ نہ صرف خاوند کو اپنی مجبوری سے آگاہ کر دیں بلکہ نہایت پیار محبت کے دیگر طریقوں (صرف بوس وکنار، گرمجوشی سے بغلگیر ہو کر) ان کی تسکین کر دیں۔ اس ضمن میں اس امر کی جانب بھی لڑکیوں کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے کہ مباشرت کے وقت اپنے خاوند کے ساتھ کسی قسم کی بے جا شرم وحیا کے جذبات کو آڑے نہ آنے دیا جائے (کہ اس چیز کا مظاہرہ اکثر وبیشتر مسلمان لڑکیوں کی جانب سے ہوا کرتا ہے) اس ضمن میں باب چہارم میں حضرت امام جعفر صادقؒ کے حوالے سے جو روایت درج کی ہے، اسے پیش نظر رکھ کر انہیں اپنی نجی زندگی کو نہایت خوشگوار بنانے کا کوئی موقعہ نہیں کھونا چاہیے۔

اس مشاورت میں لڑکیوں کو اس حقیقت کی جانب توجہ دلانی چاہیے کہ اپنے خاوندوں کے لیے مناسب بناؤ سنگھار، خوشبو وعطریات کا استعمال، صاف ستھرے اور جاذب نظر لباس کا استعمال، اگرچہ شادی شدہ زندگی میں تمام عمر تاہم شادی کے پہلے تین چار سال میں لازماً ضروری ہیں۔ انہیں اس امر میں کوئی دقیقہ فردگزاشت نہیں کرنا چاہیے کہ شادی کے بعد جس حد تک اور جتنی جلدی بھی وہ اپنے خاوند کے ساتھ بھرپور محبت کا تعلق قائم کرنے میں کامیاب ہوں گی، وہ ان کی آئندہ زندگی کی کامیابی کے لیے ایک سنگ میل ثابت ہوگی۔ اس ضمن میں انہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مثال پیش نظر رکھنی چاہیے جو خود

آپ ﷺ کو اپنے ہاتھوں سے عطر اور دیگر خوشبویات لگایا کرتی تھیں، آپ ﷺ کے آرام اور خوشنودئ طبع کا ہر ممکن خیال فرمایا کرتی تھیں۔ اس طرح لڑکوں کو بھی اس امر سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ بھی اپنی بیویوں کے ساتھ پیار محبت کا سلوک روا رکھیں۔ اگر بیوی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کے لیے بناؤ سنگھار کے ذریعے اپنے خاوند کے لیے زیادہ جاذب نظر اور خوبصورت بنے، وہاں خاوند کے لیے بھی یہ بہت ضروری ہے کہ وہ بھی اپنی بیویوں کے لیے اسی طرح خوش لباس اور جاذب بننے کی کوششیں کریں۔ اس ضمن میں انہیں نہ صرف اپنے لباس وغیرہ کا خیال کرنا چاہیے بلکہ اپنی صحت کی بہتری کے لیے متوازن خوراک، سیر وتفریح/ ورزش کو اپنی زندگی کا معمول بنانا چاہیے۔ شادی کے بعد اکثر لڑکوں اور لڑکیوں کی جذباتی تسکین اور کھانے پینے میں غیر معمولی اضافے کی وجہ سے ان کا وزن بڑھنے لگتا ہے، اس لیے ہر ممکن کوشش سے انہیں اپنے جسمانی وزن اور ہیئت (پیٹ کا بڑھنا وغیرہ) کو کنٹرول میں رکھنا چاہیے۔ سگریٹ نوشی، نیز اس قسم کی دیگر عادتوں (نشہ/ پان وغیرہ) کے استعمال سے مکمل طور پر پرہیز کریں۔

اس مشاورت کے دوراں لڑکوں اور لڑکیوں پر شادی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کی پرورش، تعلیم وتربیت کے بارے میں آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یاد رہے کہ ان کے بچے، کل کو بڑے ہو کر اسی طرح کے تمام اعمال وافعال کی نقل کریں گے جس طرح وہ اپنے والدین کو زندگی میں دیکھیں گے۔ اس لیے زوجین کو چاہیے کہ ایک دوسرے سے غصے ہونے، لڑائی اور بہت زیادہ اختلافات کی وجہ سے لمبے عرصے تک روٹھے رہنے سے بھی پرہیز کریں۔

شادی کے بعد مشاورت (POST -MARITAL COUNSELLING)

مشاورت کی یہ دوسری قسم، پہلی مشاورت سے بنیادی طور پر مختلف ہے کہ اس

میں فریقین اب شادی کے بعد زوجین کی شکل اختیار کر چکے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے بچے بھی ہوں۔ زوجین کے درمیان کسی اختلاف کی صورت میں، جس کی انتہائی حالت، اور زوجین میں سے کوئی ایک فرد دوسرے سے علیحدہ ہونے کی سوچ رہے ہوں، تو یہ بہت ضروری ہے کہ پہلے ان دونوں سے علیحدہ علیحدہ معلومات حاصل کی جائیں اور بعد میں دونوں کو ایک جگہ اکٹھا کر کے سنا جائے۔ تاہم اس دوران دونوں کو نصیحت کی جائے کہ وہ صبر اور حوصلے سے کام لیں اور ایک دوسرے کا نکتہ نظر سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس ضمن میں ان دونوں کو قرآنی احکامات جو سورہ النساء (۱۹:۴) میں بیان ہوئے ہیں اور جن میں خاوندوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ طلاق دینے میں بھی جلد بازی سے کام نہ لیں۔ اس امر کا امکان ہے کہ کسی خاوند کو اپنی بیوی کی شکل وصورت پسند نہ ہو تاہم اس عورت کی دیگر صفات ایسی ہوں کہ وقت گزرنے کے ساتھ وہ خاوند کی نظر میں پسندیدہ ہو جائے۔

☆...... زوجین کے درمیان، اختلافات کی ایک بڑی وجہ، ان کے ہاں طویل عرصے تک بچے کی ولادت کا نہ ہونا ہے۔ یا بعض حالات میں کسی کے ہاں صرف لڑکیاں ہی ہوتی ہیں جبکہ والد اور اس کے خاندان والے لڑکے کی پیدائش کی خوشخبری چاہتے ہوں۔ ایسے تمام حالات میں زوجین نیز ان کے والدین کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ اکثر اوقات، بچے کی پیدائش کا نہ ہونا یا صرف لڑکیوں کی پیدائش میں بیوی کا کوئی قصور نہیں ہوتا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ اس میں کوئی نقص یا کمزوری ہو۔ عین امکان ہے کہ بچہ نہ ہونے میں شوہر میں بھی کوئی نقص ہو، جس کی وجہ سے بچوں کو پیدائش نہیں ہوتی یا صرف لڑکیوں کی ہی پیدائش ہوتی ہو، ایسے حالات میں دونوں میاں بیوی کا میڈیکل معائنہ کسی ماہر امراض زنانہ/مردانہ سے کرانا چاہیے۔ ایسے حالات میں کہ خاوند ہی کے مادہ منویہ میں حیوانی خلیات (SPERMS) کی کمی ہو جائے جسے اے سپرمیا (ASPERMIA) کہتے ہیں۔ یا ان حیوانی خلیات میں بہت بڑی تعداد مرے ہوئے یا نقائص کے حامل خلیات کی ہو جو بچہ پیدا کرنے کے قابل نہ ہوں۔ ایسے تمام حالات میں خاوند کو کسی بے جا شرم وحیا

سے کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ مسلم اہل علم نے متعدد اقدامات اور علاج کی تدابیر کا ایسے تمام حالات میں استعمال کو ضروری قرار دیا ہے (مولانا اشرف علی تھانوی 1955)

ایسی حالت میں کہ کسی کے ہاں صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہوں اور وہ لڑکے کی ولادت کے متمنی ہوں تو پھر انہیں ان قرآنی آیات سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے جو سورہ الشوریٰ (42:49،50) میں بیان ہوئے ہیں:

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

''—— جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا اور ہر چیز پر قادر ہے۔''

دوسرا طریقہ مصالحت کنندہ (ARBITRATORS) کے ذریعے ہے جو زوجین کے خاندانوں میں بڑی عمر کے لوگ ہوں اور جسے دونوں فریق اپنی مرضی سے نامزد کریں تو پھر ان کا فیصلہ دونوں کو قبول کر لینا چاہیے۔

☆...... بعد ازاں شادی مشاورت کے دوران زوجین کو طلاق اور اس کے ممکنہ برے نتائج وعواقب سے بھی تفصیلاً آگاہ کرنے کی ضرورت ہے اگر خاوند طلاق دینے پر ہی بضد ہو۔ تاہم ان تمام تر اسلامی اقدامات کے باوجود، اگر وہ علیحدگی پر ہی مصر ہو تو پھر اسے اسلامی تعلیمات کے مطابق طلاق دینے کے طریقے سے آگاہ کرنا چاہیے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مسلم معاشرے میں اسلامی تعلیمات سے لاعلمی کی وجہ سے زوجین کے درمیان اختلافات اور اس کی انتہائی حالت میں طلاق دینے کے صحیح طریق کار کا مطلق علم نہیں۔ اس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بالعموم مرد (اور اکثر اوقات اس کے والدین اصرار کر کے) اسے فوری طور پر تین طلاق دینے کی فوری، حتمی اور ناقابل رجوع طریقے پر زور دیتے ہیں۔ جس کے بعد زوجین کے دوبارہ ملنے کے امکانات اکثر وبیشتر ناممکن وگرنہ ایک ایسے

طریقے سے ہی ممکن ہوتے ہیں جسے حلالہ کرنا کہتے ہیں اور جو اکثر طبائع پر بہت گراں گزرتا ہے لیکن اس کی خلاف ورزی کرنے والے پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے!(ترمذی:1119)

اس مشاورت میں خاوند کو ان تمام احکامات سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے جو قرآن کریم میں متعدد سورتوں (سورہ البقرہ ۳،سورہ النساء، الطلاق اور دیگر) میں بیان ہوئے ہیں۔ سید مودودیؒ نے ایک ہی وقت میں تین طلاق دینے کے مسئلے پر بہت عمدہ بحث/ معلومات تفہیم القرآن (1999ج) میں بیان کی ہیں جس کا مطالعہ خاوند کو کرنا چاہیے۔ وہ رقمطراز ہیں کہ "اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے تو ایسی صورت میں اپنے طرز عمل پر پچھتانے کی ضرورت پیش نہیں آسکتی۔ کیونکہ طلاق دینے کے اسلامی طریقے میں درمیانی مدت میں دوبارہ رجوع کرنے کا امکان باقی رہتا ہے۔ اور بالاخر مدت گزرنے کے بعد بھی، اس امر کا امکان رہتا ہے کہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بعد دوبارہ شادی/ نکاح کر سکتے ہیں اگر وہ ایسا چاہیں۔"

......اس ضمن میں سید مودودیؒ کی تفہیم القرآن جلد سوئم میں متعلقہ آیات قرآنی کی تفسیر اور تشریحی نوٹ پڑھنے نیز ان کی دوسری کتاب "حقوق الزوجین" کے مطالعے سے بھی مسلم معاشرے میں اس قسم کے حادثات واقعات کو بہت حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔

❀❀❀

باب دہم:

جنسی تعلیم: مسلم اہل علم کی نظر میں

زیر بحث تحقیقی مقالے کے لیے مسلم اہل علم اور دانشور حضرات کی آراء معلوم کرنے کے لیے آٹھ دس حضرات سے انٹرویو بھی لیے گئے۔ اس مقصد کے لیے ایک سوالنامہ (ضمیمہ الف) ترتیب دیا گی جو قریباً بیس حضرات کی خدمت میں روانہ کیا گیا۔ ان اہل علم میں مشہور مذہبی راہنما، پروفیسرز، ڈاکٹر اور ماہر نفسیات، وکلاء ریٹائیرڈ بیوروکریٹس، ماہرین تعلیم، اخبارات کے ایڈیٹر اور کالم نگار شامل تھے۔ مزید برآں چار اہل علم سے براہ راست انٹرویو کے ذریعے معلومات بھی حاصل کی گئیں تاہم آٹھ حضرات کے انٹرویوز پر مبنی معلومات ذیل کی سطور میں درج کی جا رہی ہیں۔

یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ تمام اہل علم نے مختلف عمر کے بچوں (تین سے پانچ سال) سے لے کر بالغ اور بڑی عمر کے افراد کے لیے جنسی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا۔ اس پر سب نے اتفاق کیا کہ مسلم معاشرے میں مذہبی راہنماؤں نے عام طور پر اس موضوع پر مناسب راہنمائی نہیں دی جبکہ اسلام میں اس موضوع پر معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ موجود ہے جس پر عمل کر کے موجودہ زمانے میں امت مسلمہ ان تمام مسائل و آلام سے محفوظ رہ سکتی ہے جس سے اہل مغرب بری طرح سے دوچار ہیں اور جنسی انارکی کا وہ طوفان آج مسلمان گھرانوں کے دروازے پر دستک ہی نہیں دے رہا بلکہ ان کے گھروں کے اندر بھی داخل ہو چکا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے لاعلمی کی بناء پر مسلمان والدین اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اس طریق پر نہیں کرتے جس کیوجہ سے نوجوان نسل اپنی زندگی کے اس اہم پہلو کے بارے میں ادھر ادھر سے راہنمائی حاصل کرنے پر مجبور ہوگئی ہے۔

شہروں میں نوجوان نسل نے اس قسم کی معلومات کے لیے انٹرنیٹ، ٹیلی ویژن، کیبل اور دیگر مخرب اخلاق لٹریچر کی جانب رجوع کیا جبکہ قصبوں اور دیہاتوں میں بھی انہوں نے ٹی وی، ڈش اور اپنے ہم عمر دوستوں سے یہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی، ذیل میں اہل علم سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات سے معلوم کردہ راہنمائی نہایت اختصار کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

سوال نمبر 1: کیا قرآن وحدیث اور سیرت طیبہ سے ہمیں انسانی زندگی کے اہم ترین شعبہ جنس اور جنسی معاملات کے بارے میں کوئی راہنمائی ملتی ہے؟ از راہِ کرم ایسے چند امور کی نشان دہی قرآن وحدیث/ سیرت کے حوالے سے تحریر فرمائیں۔

جواب: قرآن وحدیث نیز فقہی لٹریچر میں انسانی زندگی کے اس اہم ترین پہلو کے بارے میں بہت تفصیل کے ساتھ راہنمائی دی گئی ہے۔ تخلیق آدمؑ وحوا سے لے کر بعد میں جب نسل انسانی کا سلسلہ تولید وتناسل کے ذریعے شروع ہوا تاہم بعد میں مرد وزن کے درمیان یہ جنسی تعلق صرف شادی/ بیاہ/ نکاح کے ادارے کے تحت ہی جائز قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ قرآن کریم اور حدیث میں انسان کی زندگی، زوجین کے ایک دوسرے پر حقوق وفرائض، دونوں کے درمیان محبت ومودت کے رشتے کا قیام، نیز بچوں اور والدین ودیگر اقرباء حتی کہ بنی نوع انسان کے لیے بھی عزت واحترام کا حکم دیا گیا۔ اس کے علاوہ زوجین کے درمیان بہت ہی پرائیویٹ تعلق کے بارے میں بھی شریعت نے مکمل راہنمائی دی ہے۔ مزید برآں، قرار حمل کے بعد، رحم مادر میں بچوں کی نشوونما کی مختلف حالتوں کی تصویر کشی بھی قرآنی سورتوں میں نہایت عمدگی کے ساتھ کی گئی جو آج سے صرف ایک صدی قبل سائنس کی ایجادات سے معلوم ہوئیں۔ مسلمانوں کی سماجی، سیاسی، عائلی اور خاندانی زندگی کے بارے میں ہدایات کے ساتھ زنا کو حرام قرار دیا گیا۔

قرآنی احکامات اور احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں طہارت (پاکیزگی) کے حصول کے لیے بے شمار تفصیلی ہدایات کا ایک نقشہ کار فقہاء نے فقہی قوانین کی شکل میں

تیار کیا جو مغرب میں رہنے والوں کے لیے ہی نہیں بلکہ عام مسلمانوں کے لیے بھی حیرت کا باعث ہے۔

سوال نمبر 2: کیا اسلامی تاریخ میں جنسی تعلیم سے متعلقہ امور کی باقاعدگی سے تعلیم کا کوئی نظام تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو اس تعلیم کے دینے کا طریقہ کار کیا تھا؟

جواب: تقریباً تمام اہل علم نے متفقہ طور پر اس حقیقت کا اظہار کیا کہ تاریخ کے کسی دور میں بھی مسلم ممالک میں جنسی تعلیم کا ''خصوصی انتظام'' (EXCLUSIVE SYSTEM OF SEXUALITY EDUCATION) موجود نہیں رہا۔ اس کی وجہ مسلم معاشرے میں پایا جانے والا شرم وحیا کا تصور ہے تاہم متعدد ایسے موضوعات کا ذکر بہت تفصیل کے ساتھ ہے جو ممنوع اور حرام ہیں اور چند ایسے امور کا بھی ذکر ہے جو جائز اور حلال ہیں اور یہ تمام موضوعات ایسے ہیں جن کا براہ راست یا بالواسطہ تعلق جنسی تعلیم سے ہے جن کا ہر مسلمان کے لیے انہیں روزمرہ زندگی میں علم ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے تمام موضوعات قرآن وحدیث نیز فقہی لٹریچر میں نہایت تفصیل کے ساتھ زیر بحث آئے ہیں۔ اسلام کے دور اولین صحابہؓ (مرد وزن) نے رسول اللہ ﷺ سے ان امور کے بارے میں راہنمائی لینے میں کسی ہچکچاہٹ یا شرم وحیا کو مانع نہیں آنے دیا اور آپ ﷺ نے بھی انہیں بہت واضح اور آسان انداز میں جوابات دیے۔

اس سوال کے جواب میں اگرچہ تمام اہل نے خصوصی جنسی تعلیم کے علیحدہ نظام کے وجود سے اتفاق نہیں کیا تاہم اس قسم کی تمام معلومات فقہی کتاب میں مختلف ابواب از قسم کتاب الطہارۃ، کتاب النکاح، کتاب الطلاق وغیرہ اور کتاب الصلوۃ، کتاب الزکوۃ وغیرہ کے عنوانات کے تحت اسلامی مدارس میں زیر تعلیم بچوں کو پڑھائے جاتے رہے ہیں۔ البتہ جہاں تک اسلامی جنسی تعلیم کے مقاصد، موضوعات، طریق کار کا تعلق ہے تو وہ موجودہ زمانے کے جنسی تعلیم کے مغربی نظام کے مقاصد، موضوعات اور طریق کار سے کوسوں دوری کے فاصلے پر ہی نہیں بلکہ اکثر وبیشتر اس کے بالکل برعکس ہے۔ اسلامی

تعلیمات جنسی کا مقصد اولین ایک مسلمان کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں عبادات (نماز، روزہ) کو بجالا سکے جو شریعت کی جانب سے اس پر لاگو ہیں جبکہ تعلیم جنسی کے مغربی نظام میں تمام تر زور اور توجہ جنسیت کے حسی/ لذتی پہلو اور جنسی امراض سے بچاؤ پر دیا جاتا ہے جس کا مطمح نظر عیش وعشرت اور لذت کا حصول ہے۔

ایک اور قابل ذکر پہلو جو جنسی تعلیم کے اسلامی نظام کو مغربی نظام جنسی تعلیم سے ممتاز اور ممیز کرتا ہے وہ ان اساتذہ کا مثالی ذاتی کردار ہے جو اسلامی مدارس میں بچوں کو اس اہم دینی تعلیم دینے کے ذمہ دار ہیں۔ وہ بچوں کو دینی تعلیم (بشمول جنسی تعلیم) دینے کے بارے میں بہت حساس اور محتاط ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے طلباء کے لیے ایک رول ماڈل بھی ہوتے ہیں۔ ان کی ذاتی زندگی بہت سادہ اور ہر قسم کی نام ونمود کے جذبے سے مبرا ہوتی ہے اور وہ اپنی زندگی میں ان تمام تعلیمات پر خود بھی کاربند ہوتے ہیں جس کی وہ اپنے طلباء کو کلاس روم میں تعلیم دیتے ہیں۔ اسی طریق پر بچوں کے والدین بھی اپنے گھروں میں ان تمام اعمال وافعال پر کاربند ہوتے تھے۔ اور یوں بچے گھر اور مدرسے دونوں جگہوں سے جنسی تعلیم کے بارے میں نہ صرف علمی معلومات حاصل کرتے تھے بلکہ عملی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ معاشرے کا ماحول بھی بحیثیت مجموعی درست اور پاکیزہ ہوتا تھا کہ وہ بچوں کو اچھی باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے میں ممد ومعاون ثابت ہوتا تھا۔ اس قسم کے ماحول اور حالات میں کسی شخص کے لیے بھی یہ ناممکن ہوتا تھا کہ وہ معاشرے میں پائے جانے والی پاکیزہ رو کے خلاف عمل کر سکے۔ تاہم اگر پھر بھی چند افراد ایسے رہ جاتے تھے جو کسی حرام یا ممنوعہ عمل میں ملوث ہوتے تو اس معاشرے میں بے شمار ایسے لوگ پائے جاتے تھے جو ان کی اصلاح کے لیے کوشاں ہوتے تھے۔ تاہم بالآخر، اگر ان تمام تر اصلاحی تدابیر اور اقدامات کے باوجود کوئی شخص اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب نہ ہوتا تھا تو پھر قانون کا آہنی ہاتھ اس کا مزاج درست کرنے کے لیے موجود ہوتا تھا جو بلا کسی تخصیص اور رورعایت اپنا کام کرنے کو ہر وقت تیار

رہتا تھا۔ چونکہ گزشتہ ایک ہزار سالوں میں مسلم معاشرے میں بحیثیت مجموعی فضا تقوی، نیکی اور پرہیز گاری پر مبنی ہوتی تھی اس لیے وہاں ہر دو اصناف کے بے محابا اختلاط اور میل جول کے امکانات نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس لیے نوجوانوں کے جنسی جذبات اسقدر جلد مشتعل نہیں ہو پاتے تھے جس قدر آج ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں ماضی بعید میں کسی بڑے پیمانے پر جنسی انارکی کے ایسے واقعات کا وجود نظر نہیں آتا۔

سوال نمبر 3: کیا ماضی میں ہمارے فقہا اور اہل علم نے اس ضمن میں علیحدہ سے کوئی خصوصی کام کیا ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟ اس ضمن میں فقہ کی کتب بالخصوص قدوری اور ہدایہ میں اس موضوع پر جو راہنمائی ملتی ہے اس کے چیدہ چیدہ نکات کیا ہیں؟ نیز موجودہ سکولوں/ کالجوں میں اس راہنمائی کو کس طریق پر پیش کیا جانا چاہیے؟ اس ضمن میں کچھ مزید کتب جن کا تعلق دیگر مکاتب فقہ سے ہو، کے نام بھی تحریر فرمائیں؟

جواب: ان سوالات کے جواب میں یوں اظہار خیال کیا گیا کہ فقہائے کرام نے گزشتہ چودہ سو سالوں میں طہارت، پاکیزگی، نکاح، خاندانی نظام میں زوجین کے حقوق وفرائض اور متعدد ایسے موضوعات کے بارے میں لاتعداد فقہی قوانین کی تدوین کی جن کا تعلق اگرچہ ایک مسلمان کی روزمرہ جنسی زندگی سے ہے تاہم وہ ایک ''علیحدہ مضمون'' کے طور پر الگ سے نہیں پڑھائے جاتے تھے۔ یہ معلومات انہیں دینی تعلیم کی حیثیت سے حاصل ہوتی تھیں جن پر وہ اپنی روزمرہ زندگی میں عمل پیرا بھی ہوتے تھے اور یہ سب باتیں ان کی زندگی کا ایک معمول بن گئیں بلا کسی قسم کا جنسی اشتعال پیدا کیے۔ یہاں اس امر کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ مغربی ممالک میں بھی جنسی تعلیم بطور ایک علیحدہ مضمون کے ماضی قریب ۱۹۵۰ء میں ہی پڑھانا شروع کیا گیا تھا جس کا آغاز سویڈن سے ہوا (جو اپنی جنسی مادر پدر آزادی کی وجہ سے بہت مشہور ہے) اور جلد ہی یہ نظام تمام یورپی ممالک بشمول امریکہ ایک پسندیدہ اور ضروری مضمون کے پڑھایا جانے لگا ان مخصوص مذہبی سماجی، سیاسی اور معاشی حالات کی بناء پر جو اٹھارہویں صدی عیسوی میں وہاں پیدا ہوئے

اور جس کا ذکر ہم گزشتہ ابواب میں کسی قدر تفصیل سے کر چکے ہیں۔ اس جگہ شاید اس امر کی جانب بھی اشارہ کرنا نامناسب نہ ہو کہ بیشتر مسلم ممالک بالخصوص پاکستان میں بھی حالات کو اس رخ پر ''ڈھالا'' جا رہا ہے جس کے تحت یہاں جنسی انارکی کا طوفان برپا ہو جائے اور جس کے نتیجے میں مانع حمل تدابیر کی وجہ سے زنا، شرب نوشی، بن بیاہی لڑکیوں میں ناجائز حمل، اسقاط حمل اور جنسی امراض جیسے مسائل پیدا ہوں جس کا ''کافی اور شافی علاج'' کا آسان نسخہ شفاخانہ افرنگ کا آزمودہ'' ہمارے حکمرانوں کے پاس موجود ہے!

یاد رہے کہ جنسی تعلیم کے ایک غیر روایتی (INFOMAL) نظام کی بنیاد قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال قبل رکھی تھی (گوشوارہ نمبر 1.2) اسلام کی ابتدائی دور میں، مسلمانوں (صحابہؓ کرام وصحابیاتؓ) کو اپنی روزمرہ زندگی میں اللہ کے رسول ﷺ سے متعلقہ مسائل کا حل پوچھنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ یا شرم محسوس نہیں ہوتی تھی۔ قبول اسلام کے بعد عربوں کی زندگی میں ایک ایسی انقلابی تبدیلی (METAMORPHOSIS) رونما ہوئی جس نے ان کی زندگی کی سوچ اور دھارے کو ہمیشہ کے لیے بدل کر رکھ دیا۔ قبول اسلام سے قبل وہ کسی قسم کی پاکیزگی/ طہارت کے تصور تک سے بھی آشنا نہ تھے۔ اسی طرح زندگی کے جملہ معاملات اور مسائل کے بارے میں بھی وہ جہالت پر مبنی طرز عمل اختیار کیے ہوئے تھے تاہم قبول اسلام کے بعد وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے بارے میں بہت حساس اور نازک خیال بن گئے کہ چھوٹے سے چھوٹے مسائل جو ان کو سمجھ نہ آتے تھے تو وہ اس کا اظہار، اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کر دیتے اور اس راہنمائی کے مطابق اپنی زندگی میں اس پر عمل پیرا ہو جاتے جو انہیں اللہ کے رسول ﷺ سے حاصل ہوتی تھیں۔

دوسری جانب، اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی راہنمائی، اپنی زندگی میں اپنے عمل سے اس طرح فرمائی کہ ان کے سامنے نہایت سادہ اور پرہیزگاری کا ایک ایسا نمونہ پیش فرمایا جس پر عمل کرنا، نہ صرف ان لوگوں کے لیے آسان تھا بلکہ وہ قیامت تک کے

لیے آنے والے انسانوں کے لیے بھی ایک مینارۂ نور (اسوۂ حسنہ) ثابت ہوا۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرامؓ بشمول امہات المومنینؓ اور دیگر صحابیاتؓ نے امت کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ حضرت عائشہؓ تو ایک طویل عرصے تک نہ صرف خواتین بلکہ دیگر صحابہؓ ومسلمانوں کی راہنمائی فرماتی رہیں۔ خواتین دور دور سے جب حج کے لیے آتیں تو آپؓ سے اپنے مسائل کے لیے راہنمائی لینے کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوتی رہیں۔ اس کے بعد تابعین اور تبع تابعین، مفسرین ومحدثین کرام اور فقہائے کرام اور دیگر اہل علم کا ایک طویل سنہرا دور شروع ہوا جو آج تک امت مسلمہ کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے میں مصروف عمل ہے۔ مسلم ممالک میں اہل علم، امت کو درپیش مسائل میں راہنمائی دے رہے ہیں جس کی چند واضح مثالیں اجتماعی زیادتی کی وجہ سے مسلمان خواتین میں اسقاط حمل، فیملی پلاننگ اور بیوہ ومطلقہ خواتین کا آلات (VIBRATOR) کے ذریعے جنسی تسکین جیسے مسائل کے حل کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔

موجودہ دور میں، تمام مسلم ممالک کے اسلامی مدارس میں لاکھوں طلباء حصول علم میں مشغول ہیں۔ ان مدارس میں قرآن، حدیث کے ساتھ ساتھ انہیں دیگر علوم جو سرکاری سکولوں میں پڑھائے جاتے ہیں نیز فقہ، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر علوم کی کتابیں بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ پاکستان میں تمام مذہبی مدارس میں اپنے اپنے مسلک کے مطابق نصاب تعلیم جو ان کے مذہبی بورڈ کے منظور شدہ ہیں، پڑھائے جاتے ہیں جسے وفاق المدارس کے تحت منضبط کیا گیا ہے۔ ان مدارس میں طلباء کو مختلف کلاسوں میں داخلہ دیا جاتا ہے۔ ذیل کی سطور میں ایک بہت ہی جامع انداز میں ان مضامین اور کتب کی تفصیل دی جارہی ہے جن کا تعلق جنسی تعلیم کے موضوع سے ہے۔ یاد رہے کہ اس جگہ جنسی تعلیم سے ہماری مراد وہ تعلیم ہے جو قرآن وحدیث اور بالخصوص کتب فقہ سے ملتی ہے تا کہ وہ اپنی زندگی ایک مسلمان کی حیثیت سے گزار سکیں۔

مزید برآں یہ امر بھی ذہن میں رہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کو علیحدہ علیحدہ اسلامی مدارس میں تعلیم دی جاتی ہے۔لڑکوں کو پانچویں جماعت کا امتحان پاس کرنے کے بعد داخلہ دیا جاتا ہے جبکہ لڑکیوں کو دسویں جماعت پاس کرنے کے بعد داخلہ دیا جاتا ہے۔ اور انہیں دینی تعلیم اور سند کے ساتھ انٹرمیڈیٹ، بی اے اور ایم اے کی یونیورسٹی ڈگری کا امتحان بھی دلایا جاتا ہے۔اس جگہ اس امر کی صراحت بھی ضروری ہے کہ دینی مدارس نے اپنی اسناد(ڈگری) اور کورسز کے لیے علیحدہ اصطلاحات (TERMINOLOGY) وضع کی ہوئی ہیں۔ ذیل کے صفحات میں ہم لڑکے اور لڑکیوں کو دی جانے والی تعلیم جو وفاق المدارس اسلامیہ کے تحت دی جاتی ہے، کے تعلیمی نصاب/ ڈگری اور کتب کے بارے میں مختصراً معلومات درج کریں گے۔

اسلامی مدارس میں تعلیم (بشمول جنسی تعلیم) کا نظام

لڑکوں کی تعلیم کا نظام (1) متوسط (مڈل کلاس)

ایک تین سالہ پروگرام جو ذیل کے درجات (کلاسز) پر مشتمل ہے۔

(الف) پہلا سال: جماعت ششم......تعلیم الاسلام

ازمفتی کفایت اللہ، حصہ سوئم، چہارم

(ب) دوسرا سال: جماعت ہفتم......سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ج) تیسرا سال: جماعت ہشتم......بہشتی زیور فقہی امور پر مشتمل کتاب از مولانا اشرف علی تھانویؒ

درج بالا چند کتب کے ذکر سے کسی کو یہ غلط فہمی لاحق نہ ہو کہ ایک سال کے طویل دورانیے میں بچوں کو صرف ایک کتاب ہی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ایسا نہیں بلکہ ہر سال بچے قرآن اور دیگر مضامین کی تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں جو وفاق المدارس کے مختلف بورڈز نے اپنے مدارس کے لیے تجویز کیے ہیں۔جگہ اور وقت کی قلت کے باعث یہ ممکن نہیں کہ

اس نصاب تعلیم کی تمام تر تفصیلات کتب/ مضامین کے نام درج کیے جائیں جو بچے مختلف سالوں میں پڑھتے ہیں۔ **تاہم ان کلاسز میں وہ تمام مضامین اور کتب بھی شامل ہیں جو سرکاری سکولوں میں بچوں کو ان سالوں/ کلاسز میں پڑھائے جاتے ہیں جیسے کہ ریاضی، اردو، سوشل سائنس وغیرہ۔** اس لیے ہم (جیسا کہ پہلے بھی واضح کیا جا چکا ہے) اپنی گفتگو کو صرف ان مضامین/ کتب کی نشان دہی تک ہی محدود رکھیں گے جن کا تعلق قرآن وحدیث اور فقہ کی ان تعلیمات سے ہے جو ''جنسی تعلیم'' کے زمرے میں آتی ہیں۔ دیگر دینی اور عام مضامین/ کتب کی تفصیل دینے سے گریز کریں گے کہ وہ سرکاری سکولوں کے مطابق ہی پڑھائی جاتی ہیں۔

(II) ثانویہ عامہ (میٹریکولیشن): درج ذیل تین سالہ کورس پر مشتمل کورس۔

(الف) پہلا سال: سرکاری سکولوں میں نویں اور دسویں کلاسز میں پڑھائی جانے والی اسلامیات کی کتاب۔

(ب) دوسرا سال: عربی گرائمر اور کمپوزیشن

(ج) تیسرا سال: قدوری کامل (فقہ کی ایک کتاب جس میں جنسیت سے تعلق رکھنے والے مختلف موضوعات از قسم طہارت (وضو، غسل وغیرہ) پڑھائے جاتے ہیں) مزید وہ تمام کتب/ مضامین جو سرکاری سکولوں میں پڑھائے جاتے ہیں۔

(III) ثانویہ خاصہ (انٹرمیڈیٹ/ ایف اے): دو سالہ کورس، درج ذیل مضامین پر مشتمل کورسز پڑھائے جاتے ہیں۔

(الف) پہلا سال: فقہ کی کتاب کنز الدقائق بشمول اصولِ فقہ (PRINCIPLES OF JURISPRUDENCE) نیز قرآن کریم کی چند سورتوں کا ترجمہ اور چند احادیث بمعہ ترجمہ۔

(ب) دوسرا سال: دوسرے سال میں فقہ کی کتاب ''شرح وقایہ الآخرین'' پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دونوں سالوں میں طلباء کو دوسرے مضامین از قسم اصول الفقہ کا

مطالعہ کرایا جاتا ہے تا کہ بچوں کو فقہی قوانین میں بصیرت حاصل ہو سکے جن کا تعلق زندگی کے مختلف پہلوؤں بشمول جنسیت (نکاح/ طلاق وغیرہ سے ہے)

(IV) عالیہ (بی۔اے): دو سالہ پروگرام جس میں درج ذیل مضامین/ کتب پڑھائی جاتی ہیں۔

(الف) پہلا سال: فقہ کی مشہور کتاب ''ہدایہ'' (جس میں مختلف موضوعات بشمول جنسیت کے مختلف پہلو شامل ہیں) پڑھائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ تفسیر، اصول الفقہ، احادیث اور دیگر مضامین کا مطالعہ کرایا جاتا ہے۔

(ب) دوسرا سال: فقہ کی کتاب ''ہدایہ'' کا دوسرا حصہ پڑھایا جاتا ہے نیز دیگر مضامین جن کا ذکر درج بالا سطور میں کیا گیا ہے۔

(V) عالمیہ (ایم اے): دو سالہ پروگرام، درج ذیل مضامین/ کتب کے وسیع تر مطالعے کے ساتھ دیگر درج ذیل مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(الف) پہلا سال: اس سال کے دوران ''ہدایہ کا آخری حصہ جو فقہی قوانین بالخصوص طہارت اور جنسیت کے دیگر پہلوؤں پر محیط ہے، پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ طلباء تفسیر اور حدیث کی مختلف کتابیں پڑھتے ہیں جس میں خاندانی نظام کے مختلف پہلوؤں از قسم شادی/ بیاہ، طلاق اور اس قسم کے موضوعات شامل ہیں، کا مطالعہ کرایا جاتا ہے۔

(ب) دوسرا سال: اس آخری سال میں طلباء کو احادیث کی کتب بخاری، مسلم، سنن ابوداؤد، موطا امام مالک اور جامع ترمذی کا مطالعہ کرایا جاتا ہے۔ اس امر کی جانب اشارہ کرنا شاید ضروری نہیں کہ ان کتب حدیث میں مختلف ابواب (CHAPTERS) کے تحت جنسیت جیسے اہم موضوع پر مختلف ابواب (کتاب طہارت، شادی، بیاہ، نکاح وطلاق) اور اس کے متعلقہ پہلوؤں پر سیر حاصل معلومات درج ہیں جن کے مطالعے سے ایک طالبعلم تعلیم جنسی کے تمام شرعی پہلوؤں سے واقف ہو جاتا ہے اور یوں وہ بطور آئمہ کرام، مفتی اور مدرس اسلامی مدارس نیز سرکاری سکولوں میں کام کرتے ہوئے ان موضوعات پر

تعلیم وتربیت کا فریضہ سرانجام دے سکتا ہے۔

(ب) لڑکیوں کی تعلیم: ۲۰۱۱ء سے وفاق المدارس عربیہ کی نصابی کمیٹی نے لڑکیوں کو پڑھانے کے لیے ایک چھ سالہ کورس کی منظوری دی۔ میٹرک پاس لڑکیوں کو اس کورس میں داخلہ دیا جاتا ہے جو چھ سالہ کورس ہے جو عالیہ ڈگری (ایم اے) تک ہے۔ **اس کورس کے لیے بھی جو کتب مختلف سالوں میں پڑھائی جاتی ہیں اور جن میں جنسیت سے متعلق معلومات بھی ہوتی ہیں، صرف انہی کا ذکر ذیل میں کیا جارہا ہے۔** کتب فقہ کے علاوہ اس کورس میں طالبات کو تفسیر، حدیث، گرائمر، تجوید وقرأت، اصول الفقہ، قانون وراثت، عربی لٹریچر اور بچوں کی تعلیم وتربیت کے اسلامی اصول بھی بتائے جاتے ہیں۔ علاوہ ان مضامین کے جو کالجوں/ یونیورسٹیوں میں پڑھائے جاتے ہیں۔

(I) ثانویہ خاصہ (انٹرمیڈیٹ/ ایف اے): دوسالہ کورس میں درج ذیل کتب کا مطالعہ کرایا جاتا ہے۔

(الف) پہلا سال: بہشتی زیور از مولانا اشرف علی تھانویؒ، جلد دوئم، سوئم، چہارم کے علاوہ ترجمہ قرآن کریم نیز دیگر مضامین درج بالا سطور کے مطابق۔

(ب) دوسرا سال: اس سال فقہ کی مشہور کتاب قدوری کی مختصر جلد جس میں کتاب الحج، نکاح کا ذکر ہے نیز قرآنی سورتوں کا ترجمہ وتفسیر اور دیگر کتب۔

(II) عالیہ (بی۔اے) دوسالہ کورس

(الف) پہلا سال: قدوری کا بقایا حصہ جو پہلے سال میں رہ گیا تھا، اس کی تکمیل کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر، حدیث، قانون وراثت اور عربی لٹریچر۔

(ب) دوسرا سال: فقہ کی ایک دوسری کتاب ''ہدایہ'' کی جلد اول نیز دیگر مضامین از قسم تفسیر وحدیث۔

(III) عالمیہ (ایم۔اے): دوسالہ کورس، درج ذیل کتب پڑھائی جاتی ہیں۔

(الف) پہلا سال: ہدایہ، جلد دوم، اس سال میں طالبات کو ''تفسیر جلالین'' جلد اول میں سے تفسیر سورہ النساء، سورہ الاحزاب، سورہ النور، سورہ لقمان، الطلاق اور سورہ التحریم پڑھائی جاتی ہیں۔ان تمام سورتوں میں احکامات/موضوعات بابت خاندانی نظام/عائلی نظام، شامل ہیں جن کا براہ راست تعلق انسانی زندگی کے اس اہم ترین پہلو یعنی جنسیت سے ہے۔ اس کے علاوہ طالبات کو حدیث کی کتب ازقسم طحاوی کی کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوۃ اور موطا امام مالک سے کتاب النکاح اور عقیقہ جیسے موضوعات پڑھائے جاتے ہیں۔

(ب) دوسرا سال: اس سال کے دوران طالبات کو حدیث کی مشہور ترین کتب صحاح ستہ کا مطالعہ کرایا جاتا ہے جس میں ہزاروں موضوعات/مضامین جن کا تعلق جنسیت سے ہے، پڑھائے جاتے ہیں۔

جہاں تک ان موضوعات اور مضامین کا تعلق ہے جو فقہ کی مشہور ترین کتب مثلاً قدوری، ہدایہ اور فتاویٰ عالمگیری میں شامل ہیں تو ان کے بارے میں اہل علم جانتے ہیں کہ ان کتب کے صاحب علم مولفین، مصنّفین نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی کسی ایسے مضمون/موضوع پر راہنمائی فراہم کرنے میں جن کا تعلق انسانی جنسی/زندگی کے مختلف پہلوؤں سے ہے۔ان میں سے چند اہم ترین موضوعات پر ذیل میں مختصر/معلومات دی جارہی ہیں۔

اسلامی جنسی تعلیم کے چند اہم موضوعات

(ا) طہارت: جیسا کہ پہلے بھی کہا جاچکا ہے کہ اسلام میں جنسی تعلیم کا بنیادی تصور طہارت اور پاکیزگی کے موضوع پر استوار کیا گیا ہے کہ اس کے بغیر ایک انسان (مرد یا عورت) نہ صرف عبادات کی بجا آوری کرسکتا ہے بلکہ اس پر سے وہ ''روحانی حصار'' بھی اٹھا لیا جاتا ہے جو مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے کیا گیا ہے انہیں شیطان کی چالوں اور کفر سے بچنے کیلئے'' (ABDUL WAHAB BOUDIBA, 1998)۔اس لیے حدیث کی ہر

کتاب میں ''کتاب الطہارۃ'' (CHAPTER ON PURIFICATION) موجود ہے یعنی وہ باب جس میں اس موضوع سے متعلقہ احادیث نبویہ ﷺ روایت کی گئی ہیں۔ اس ضمن میں کتب فقہ کا مطالعہ کرنے پر ایک بہت ہی حیرت انگیز حقیقت کا علم ہوتا ہے کہ فقہائے کرام نے اس موضوع پر اس قدر دقتِ نظر اور باریک بینی سے بحث کی ہے کہ اس موضوع کا کوئی پہلو بھی تشنہ نہیں رہنے دیا۔ ایسی تمام تفصیلات کا ان صفحات میں احاطہ کرنا ایک امر محال ہے۔ تاہم درج ذیل اہم ترین موضوعات اور گزشتہ صفحات میں درج معلومات جو ہم نے مادۂ منویہ اور حیض کے خون کے بارے میں دی ہیں، ان سے بھی اس موضوع کے بارے میں جس قدر تفصیل کے ساتھ معلومات دی گئی ہیں، وہ آج بھی میڈیکل سائنس/ یا جنسی تعلیم کی کتب میں مشکل سے ہی ملتی ہیں۔ طہارت کے ضمن میں فقہائے کرام نے نجاست کی مختلف اقسام (نجاست خفیفہ، نجاست غلیظہ) کا ذکر کیا ہے اور ان اقسام میں ان نجاستوں کا بھی ذکر ہے جو ان میں شامل ہیں مثلاً خون، قے، بول و براز بیان ہوئے ہیں۔ اس میں ایک بہت ہی دلچسپ بحث اس امر پر بھی ہے کہ کس قسم کے پانی کو نجاست دور کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے یعنی دریا/ نہر کا چلتا ہوا پانی، تالاب، جھیل کا پانی، کنویں کا پانی، اس کی مقدار اور وسعت وغیرہ ایسے امور ہیں جن کی تفصیلات ایک انسان خاص طور پر مغرب میں رہنے والے کے لیے باعث حیرت ہو سکتی ہیں۔

وضو اور اس سے متعلقہ مسائل از قسم وضو کیسے کیا جائے اور کن حالتوں میں اس کو دوبارہ کرنا ضروری ہے۔ غسل اور اس سے متعلقہ مسائل از قسم عام حالت میں غسل کرنا، جنابت کی حالت میں غسل کا اہتمام حتیٰ کہ مردہ انسان کو غسل دینے کا طریقہ بھی بیان ہوا ہے۔ تیمم اور اس کا طریقہ، بلوغت کی عمر (لڑکے اور لڑکی کی علیحدہ علیحدہ) اس کی علامات اور خصوصیات اور ان تمام مختلف امور جن کا بلوغت کے بعد جاننا ضروری ہے۔

نکاح: انسانی زندگی کے اس اہم ترین پہلو کے بارے میں نہایت تفصیل کے

ساتھ وہ تمام باتیں جو قرآن وحدیث میں آئی ہیں، ان کو مزید واضح انداز میں مختلف حالات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ اس کا صحیح طریقہ، حق مہر، زوجین کے ایک دوسرے پر حقوق اور ذمہ داریاں، حمل، اس کی کم سے کم مدت جو شادی کے بعد واقع ہوسکتی ہے اور اس سے متعلقہ مسائل۔

بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت: اس بارے میں بھی نہایت تفصیل کے ساتھ معلومات اور راہنمائی دی گئی ہے جس میں سے کچھ کا ذکر ہم گزشتہ ابواب میں کر آئے ہیں۔

طلاق، خلع اور مصالحت: یہ تین موضوعات انسانی زندگی میں اس قدر ضروری ہیں کہ ان کے بارے میں نہایت تفصیلی احکامات قران کریم میں بیان ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ حدیث اور فقہ میں اس کی جو نادر تفصیلات آئی ہیں، وہ نہ صرف مسلمانوں کی زندگی میں بہت اہمیت کی حامل ہیں بلکہ ان موضوعات پر کئی جلدوں میں مختلف مسائل کے تحت گفتگو کی گئی ہے۔ اس ضمن میں فقہائے کرام کے درمیان جو اختلافی مسائل ہیں، ان کے بارے میں عام طور پر یہ غلط تصور پھیلایا گیا ہے کہ وہ اہل علم کی تنگ نظری کا نتیجہ ہیں اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے فقہائے کرام اور دیگر اہل علم نے عام مسلمانوں کی زندگی کو سہل اور آسان بنانے نیز اسے خوشیوں اور مسرت سے ہمکنار کرنے کے لیے جس انداز میں سہولتوں اور آسانیوں کو بیان کیا ہے، وہ انسانی تاریخ وتمدن کا ایک ایسا سنہرا باب ہے جس پر انسانیت جس قدر بھی ناز کرے کم ہے۔ فقہائے کرام کی یہ انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ قرآن وحدیث کے احکامات کی روح سے قریب ترین وہ امور اخذ کے جائیں جن پر عمل کرنا ایک عام انسان کے لیے نہ صرف آسان ترین ہو بلکہ اس سے اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی تعمیل بھی ہوجائے۔

زنا: زنا، اس کی تعریف، سزا اور وہ مختلف حالات جن کے تحت یہ سزا ناگزیر ہوجاتی ہے، یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر فقہائے کرام نے نہایت تفصیل اور وقت نظر کے

ساتھ معلومات بہم پہنچائیں ہیں مثلاً ایک عام آدمی کی دلچسپی (تاہم قانونی طور پر زنا کو لازم کرنے) کے لیے یہ امر کہ مرد وعورت کے جنسی اعضاء کی کس حالت کو مس کرنے پر زنا کا اطلاق ہوتا ہے۔ کیا اس کا اطلاق صرف بوس و کنار تک محدود ہے یا بغلگیر ہونے پر حد کا نفاذ ہوتا ہے۔ اسی طرح مردانہ عضو مخصوص کے کس قدر حصے کو عورت کی شرمگاہ سے مس/ چھونے یا دخول ہونے پر حد زنا کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح سزا کے بارے میں یہ غلط تاثر مغرب کے اہل علم نے پھیلایا ہے کہ اسلام تو مرد وعورت کی پیٹھ کو کوڑوں سے ادھیڑ دینے یا سنگسار کردینے کا داعی ہے اور اسلامی ریاست میں تو ہر طرف لوگ ٹکٹکی پر بندھے ہوں گے اور جلاد (کوئی بہت تندخو اور وحشی قسم کا انسان) ان پر حد زنا لگانے کے لیے مستعد کھڑا ہوگا جس کا کوڑا بھی خاص طور پر تیل میں بھگو کر اس مقصد کے لیے تیار کیا گیا ہوگا ـــــ یہ اور اس قسم کے دیگر بہت سے غلط الزامات اور غلط فہمیاں ہیں جو عام لوگوں میں پھیلائی گئی ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ اور اس قسم کے تمام مغالطے سورہ نور کی تفسیر (بہتر ہے تفہیم القرآن از سیّد ابوالاعلی مودودیؒ) کے پڑھنے سے بالکل دور ہوجاتے ہیں جہاں من جملہ دیگر تفصیلات کے یہ بتایا گیا ہے کہ سزا کے لیے کس قسم کا کوڑا استعمال کیا جائے؟ اور سزا کس طرح دی جائے (عورت کے کپڑے تک سمیٹ کر کوڑے کی سزا دی جائے تا کہ اس کا ستر پشت/ کمر) نہ کھلنے پائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ خدمت (**جی ہاں خدمت بلا معاوضہ**) کسی ان پڑھ، جاہل اور اجڈ شخص سے نہ لی جائے بلکہ اسلام کے ابتدائی دور میں اس کی بجا آوری کے لیے نہایت صاحب علم اور متقی و پرہیز گار اصحاب کا انتخاب کیا جاتا تھا جس میں کبار صحابہؓ (از قسم حضرت علیؓ) کے اسم ہائے گرامی شامل ہیں!

اس کے علاوہ بھی متعدد ایسے امور ہیں جن کے بارے میں غلط فہمیوں اور مغالطوں کا ایک ایسا جال ہمرنگ زمین ہے جو مستشرقین اور ''نام نہاد مسلمان اہل علم'' نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے پروپیگنڈے کے طور پر پھیلایا ہوا ہے۔

جنسی انحرافات: حدیث کے مختلف مجموعوں اور فقہ کی تمام کتب میں جنسی انحرافات کے بارے میں راہنمائی ملتی ہے جس کا اندازہ گزشتہ صفحات میں درج متعدد احادیث سے لگایا جا سکتا ہے۔

درج بالا چند موضوعات کے بارے میں مختصر اشارے ہم نے نمونے کے طور پر بیان کیے ہیں۔ جبکہ لاتعداد موضوعات پر کتب حدیث و فقہ میں ایسے ایسے باریک امور پر نہایت علمی انداز میں گفتگو کی گئی ہے کہ مغرب میں رہنے والا ایک غیر مسلم تو کجا آج کے دور کا ایک عام مسلمان بھی ان تمام تر تفصیلات کا چشم تصور سے اندازہ نہیں لگا سکتا جس حکمت و دانائی سے فقہائے کرام اور دیگر اہل علم حضرات نے فقہی قوانین کو مرتب و مدون کیا ہے۔ جیسا کہ درج بالا سطور میں بیان کیا گیا کہ غسل کے بارے میں اس قدر تفصیلات ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک عورت اور مرد کے لیے غسل کیونکر فرض/ واجب ہوتا ہے؟ غسل کرنے کا اسلامی طریقہ کیا ہے؟ اس کے فرائض (وہ امور جن کے بغیر غسل نامکمل رہ جاتا ہے اور پاکیزگی/ طہارت حاصل نہیں ہوتی) سنن غسل کیا ہیں (جن کا کرنا ضروری ہے تاہم چھوٹ جانے سے کوئی حرج نہیں ہوتا) وغیرہ کا تفصیلاً ذکر ہے۔ یہ تمام تر تفصیلات اس لیے بیان کی گئی ہیں کہ اگر اس طریق پر غسل نہ کیا جائے جس طرح فقہائے کرام نے قرآن وحدیث کی راہنمائی میں یہ طریقے تجویز کیے ہیں تو پھر ایک مسلمان کو وہ طہارت حاصل نہیں ہوتی جو عبادات بجالانے کے لیے ضروری ہے۔ اگرچہ اس تمام تر تفصیل کا بیان/ تذکرہ ضروری نہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ اس تفصیل کو بیان کیا جائے تاہم موجودہ زمانے میں یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر اس علم کے طلبا نیز محققین کو جدید زمانے کے انسان کے تجسس پسند علمی ذوق اور ذہنی تسکین کے لیے قلم اٹھانے کی ضرورت ہے چاہے ان کا تعلق مسلم ممالک سے ہو یا مغرب میں رہنے والے انسان سے!

(ب) سوال کے دوسرے جزو کا تعلق سکول/ کالج کے طلباء کو جنسی تعلیم دینے سے تھا، اس بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ اس قسم کی تعلیم کا دیا جانا ازبس ضروری ہے تاہم ان

کے لیے نصاب کی تیاری میں، دیگر مضامین کی طرح، بچوں کی عمر، جسمانی اور ذہنی نشوونما کا خیال کرنا بہت ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ اوائل عمر میں بچہ یہ بات سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ بچے کی پیدائش کا عمل کس طرح واقع ہوتا ہے؟ یا اس قسم کے دیگر سوالات۔ تاہم اگر بچے کو یہ بتایا جائے کہ پیشاب وغیرہ کرنے کے لیے اسے واش روم جانا چاہیے اور اس کے بعد کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا ضروری ہیں تو وہ نہ صرف اسے سمجھ سکے گا بلکہ اپنے ماں باپ اور دیگر بڑوں کو ہاتھ دھوتے دیکھ کر، وہ بھی ویسا ہی کرنے لگ جاتے ہیں۔

اس جگہ اس امر کی تصریح بھی ضروری ہے کہ نصاب تعلیم کی تیاری کوئی آسان کام نہیں اور یہ کسی ایک فرد کے بس کا بھی کام نہیں کہ وہ تن تنہا اس کام کو سرانجام دے سکے۔ اس کی تیاری کے لیے ایک ٹیم کی ضرورت ہے جو نہ صرف عمر اور ذہنی نشوونما کا خیال کرتے ہوئے ان موضوعات کا انتخاب کر سکے جو مختلف عمر کے بچوں کو بتانے ضروری ہیں بلکہ ایک دوسری ٹیم ان موضوعات کے مطابق آسان اور سہل انداز/ زبان میں کتب/لٹریچر تیار کر سکے۔ ان دونوں کاموں کے لیے نہ صرف تعلیم کے ماہرین کی ضرورت ہے بلکہ ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو انسانی نفسیات کے بھی ماہر ہوں۔ پھر ان کتب کی تیاری کے لیے ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو زبان بالخصوص بچوں کی مادری زبان کی باریکیوں کو جاننے والے بھی ہوں۔ موجودہ زمانے میں کتب کی تیاری میں تصاویر، خاکہ جات، ڈرائینگ سکیچز اور دیگر آڈیو/ ویڈیو ماہرین کی بھی ضرورت پڑتی ہے جو اس قسم کی تمام معلومات کو ایک کہانی/فلم کی طرح دلچسپ اور آسانی کے ساتھ سمجھنے والے مواد کی صورت دے سکیں۔

اس ضمن میں یہ ضروری ہے کہ مغربی ممالک (جہاں اس تعلیم کی تیاری کے لیے گزشتہ ایک صدی سے زاید عرصے میں مختلف امور سرانجام دیے گئے ہیں) کے لٹریچر سے بھی استفادہ کیا جائے تاہم مسلمان بچوں کی جنسی تعلیم کے نصاب/ کتب/تعلیمی مواد کی تیاری میں نہایت سختی اور احتیاط کے ساتھ اس امر کا خیال رکھنا ازحد ضروری ہے کہ یہ تمام

کام اسلامی تعلیمات کے وسیع تر تناظر میں سرانجام دیا جائے جس میں اسلام کی اخلاقی تعلیمات اور اقدار کو ملحوظ خاطر رکھا جائے مثلاً ہمارے لیے یہ امر شرعاً حرام ہے کہ ہم اپنے بچوں کو وہ عریاں منظر فلم یا تصاویر کی شکل میں دکھائیں جو مغربی مما لک میں جنسی تعلیم دینے کے لیے دکھائے جاتے ہیں یا جو آج کل انٹرنیٹ، بلیو فلموں اور ڈش نیز ٹی وی پر برسر عام دکھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے لیے یہ بھی ممکن نہیں (بلکہ حرمت کے دائرے میں آنے والا امر ہے) کہ ہم بے پردگی، مردوزن کا آزادانہ اختلاط باہمی اور اس قسم کے دیگر موضوعات کے بارے میں ان حدود و قیود کا خیال نہ رکھیں جو ہمیں قرآن وحدیث سے شرم وحیا کے ضمن میں ملتی ہیں۔

اس ضمن میں فقہ کی کتاب ''نورالایضاح'' اور اس طرح کی دیگر کتب جو ماضی میں لکھی گئی تھیں، کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے تا کہ وہاں سے مواد کی فراہمی میں مدد مل سکے۔ اس جگہ اس امر کی صراحت بھی ضروری ہے کہ آج سے پچاس سال قبل مفتی کفایت اللہ جو پاکستان کے مشہور عالم دین تھے، کی مرتب کردہ کتاب ''تعلیم الاسلام'' جو آٹھ کتابچوں کی شکل میں تھے اور یہ بچوں کو پانچویں جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک (8 سے 12 سال تک کی عمر) میں پڑھائے جاتے تھے۔ ان کتابچوں میں سوال جواب کی شکل میں معلومات متعلقہ طہارت/ پاکیزگی، روزہ، نماز حلال وحرام اشیاء کے ضمن میں درج ہوتے تھے۔

حال ہی میں انیس احمد (۲۰۱۲) نے اپنے مقالے میں اس امر پر زور دیا ہے کہ نوجوان نسل (لڑکے/ لڑکیوں) کو جنسی تعلیم، اسلامی فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے دی جانی چاہیے۔ مزید برآں، وہ رقمطراز ہیں کہ انسانی زندگی میں جنسیت کا موضوع ایک واحد اکائی کی شکل میں ہی نہیں بلکہ اس موضوع پر تمام تر گفتگو اسلام کے بنائے ہوئے اخلاقی نظام کے تحت ہونی چاہیے جس میں خاندان کے ادارے کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔ پس اس امر کی ضرورت ہے کہ خاندان کے ادارے کو قائم کرنے کی

اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔ زوجین کے ایک دوسرے پر حقوق و ذمہ داریوں کو بیان کیا جائے نیز والدین، بچوں اور رشتے داروں کے علاوہ ہمسایوں، اہل ملک، امت مسلمہ کے حقوق کی ادائیگی پر بھی زور دیا جائے اور ان تمام امور پر گفتگو سکول، کالج اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کے نصاب تعلیم میں ہر سطح پر کی جائے۔

سکولوں اور کالجوں میں اس موضوع پر تعلیم دینے کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ قومی سطح پر اس بارے میں اتفاق رائے (CONSENSUS) پیدا کیا جائے۔ اس ضمن میں والدین کی آراء اور مرضی کو اہمیت دی جائے نیز اس قسم کے کسی بھی تعلیمی نظام کی کامیابی کے لیے بہت ضروری ہے کہ مسلم ممالک کے مختلف مکاتب فکر کے مسلم اور جید مذہبی راہنماؤں اور اہل علم کو بھی اعتماد میں لیا جائے اور ان کے فقہی کتب کو سامنے رکھتے ہوئے ایک متفقہ یا کم از کم دو مسلم فرقوں (سنی اور اہل تشیعہ) کی فقہ کے مطابق جنسی تعلیم کا مناسب نظامِ تعلیم وضع کیا جائے اور انہی اہل علم کو ایسے نظام کی کتب و تدریسی مواد کی تیاری کے کام میں بھی شامل کیا جائے۔ اگر چند مسلم ممالک میں پائے جانے والی امت مسلمہ کے لیے ایک دفعہ صرف ان دو فرقوں کے اہل علم کے تعاون واشتراک سے وسیع بنیادوں پر مبنی نصاب تعلیم مرتب ہو جاتا ہے تو پھر اس پر مزید کام کر کے بتدریج اسے بہتر سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں اگرچہ ہندو پاکستان کے اہل علم بھی بہت تعاون کر سکتے ہیں تاہم مغربی ممالک (امریکہ، کینیڈا اور دیگر یورپی ممالک) نیز دیگر اسلامی ممالک (مصر، سعودی عرب، ترکی، ملائیشیا) میں رہنے والے اہل علم اور مذہبی راہنما اس کام کو زیادہ بہتر طریق پر سرانجام دینے کی پوزیشن میں ہیں کہ وہ اپنے اپنے ممالک کے مسلمانوں اور ان کے بچوں کو روزمرہ درپیش جنسی مسائل ومعاملات کا زیادہ بہتر فہم وادراک رکھتے ہیں۔ اگرچہ پاکستان میں ایسے اہل علم موجود ہیں جو اس کام کی ضرورت اور اہمیت کا ادراک رکھتے ہیں لیکن جس قسم کے حالات گزشتہ تین چار دہائیوں میں وطن عزیز کی سیکولر لابی، حکومتوں اور غیر سرکاری تنظیموں نے مختلف مکاتب فکر کے اہل علم کے

درمیان جس قدر دوری اور عدم تعاون کی فضاء پیدا کر دی ہے، اس میں اس قسم کے دوررس اثرات ومضمرات کے حامل منصوبے کی تکمیل کے لیے بہت زیادہ وسعت نظر، حکمت نیز تحمل وبرداشت کی ضرورت ہے۔ **اس ضمن میں وفاق المدارس عربیہ بھی ایک پلیٹ فارم ثابت ہوسکتا ہے بشرطیکہ اس کے ذمہ داران کو اس موضوع کی نزاکت اوراہمیت کا احساس دلایا جاسکے اور وہ دیگر علوم کے ماہرین واہل علم کا تعاون بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔** اس کام کو سرانجام دینے کے لیے اسلامی بصیرت، حکمت ودانائی کے ساتھ تحمل وبرداشت سے امت مسلمہ کی نوجوان نسل کے مستقبل کی خیر خواہی ودینی تعلیم وتربیت کے جذبہ فراواں کی ضرورت ہے!

سکولوں اور کالجوں میں جنسی تعلیم کے مضمون کو رائج کرنے میں ایک اہم ترین پہلو اساتذہ کرام کی تعلیم وتربیت کا بھی ہے جو صرف اس مضمون کی تعلیم کے لیے خصوصی طور پر اُسی طرح تیار کیے جائیں جس طرح دیگر مضامین کے ماہرین (SUBJECT SPECIALISTS) تیار کیے جاتے ہیں۔ اس قسم کے اساتذہ جو صرف اس مضمون کی تعلیم دے رہے ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ خود بھی ان تعلیمات پر عامل ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک استاد تعلیم تو منشیات اور سگریٹ نوشی سے پرہیز کرنے کے بارے میں درس دے رہا ہو اور خود تنہائی میں (یا طلباء کے سامنے) سگریٹ نوشی، نسوار یا پان کھانے کا عادی ہو......اسی پر دیگر حرام امور کو بھی محمول کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ دیگر مضامین سائنس/آرٹس کی تعلیم کے لیے بھی باکردار، پاکباز اور نیک سیرت وکردار کے اساتذہ کا ہونا بہت ضروری ہے کہ طلباء ان کی سیرت وکرداراور طرز زندگی سے گہرا مثبت اثر لیتے ہیں تاہم دینی تعلیمات کے اس حساس اور نازک موضوع کی تعلیم دینے والے اساتذہ کے لیے تو یہ ازبس ناگزیر ہے کہ وہ ان تمام ہدایات واحکامات پر خود بھی عامل ہوں جس کی تعلیم وہ بچوں کو دے رہے ہیں۔

آدمی نہیں سنتا، آدمی کی باتوں کو
پیکر عمل بن کر غیب کی صدا بن جا!

اس ضمن میں اسلامی مدارس میں تعلیم و تدریس دینے والے اساتذہ کرام کی مثال پہلے دی جا چکی ہے۔ واضح رہے کہ بچے بلکہ بالغ اور بڑی عمر کے لوگ بھی کسی رول ماڈل (نمونہ) کی پیروی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں قرآن کریم نے سورہ الصّف (2:61) میں یہ سنہرا اصول بیان کیا ہے۔

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں۔''

(ج) سوال نمبر 3 کے تیسرے جز کے جواب میں متعدد اہل علم نے یہ بتایا کہ ماضی اور زمانہ حال میں متعدد علماء نے اپنے فقہی مکتب فکر کی روشنی میں متعدد کتب مختلف ممالک کی زبانوں میں لکھی ہیں۔ اگرچہ اس قسم کی تمام کتب کے نام درج کرنا ممکن نہیں تاہم باب چہارم اور دیگر ابواب میں بالخصوص کتابیات/ حوالہ جات کے تحت اس قسم کی کتب کے نام درج کیے گئے ہیں۔ تاہم اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ موجودہ زمانے میں مختلف سائنسی انکشافات ان طلباء اور عام لوگوں کے ذوق اور رجحان طبع کو پیش نظر رکھتے ہوئے دنیا کی مختلف زبانوں میں ماضی کی کتب کی روشنی میں کتب کی تصنیف تالیف کا کام از سر نو سرانجام دیا جائے۔

سوال نمبر 4: موجودہ دور میں ٹی وی، انٹرنیٹ، ڈش وغیرہ کے حوالے سے جنسی بے راہ روی کی جو بے محابا معلومات پیش کی جا رہی ہیں، ان کے تدارک کے لیے ہمیں اپنی نوجوان نسل کو کس قسم کی تعلیم دینے کی ضرورت ہے اور اس کا طریق کار کیا ہوگا؟

جواب: اس سوال کے جواب میں تمام اہل علم حضرات نے اپنے غم و غصے کا اظہار کیا عریانیت کے اس سیلاب اور فحاشی کے ان تمام پروگراموں کے بارے میں جو ٹی وی، ڈش، انٹرنیٹ اور دیگر پرنٹ میڈیا کے ذریعے اس ملک (نیز دیگر اسلامی ممالک میں بھی) کے نوجوان طبقے کے اخلاق و کردار کو خراب کرنے کے لیے اخلاق اور شرم و حیا سے عاری جنسی معلومات فراہم کی جا رہی ہیں جس کے نتیجے میں نوجوان نسل بہت سی بری عادات اور

جنسی افعال کا شکار ہورہے ہیں اور اس قسم کے پروگرام دیکھنے کے بعد وہ گلی محلوں میں اپنے نزدیکی ہمسایوں، عزیزوں کی لڑکیوں کے ساتھ اس کی ریہرسل کرتے ہیں جس کا نتیجہ اخلاق وکردار کی تباہی کی شکل میں ظاہر ہورہا ہے، انٹرنیٹ اور موبائل ٹیلی فون نے اس عمل کو مزید تیز کرنے میں مدد دی ہے جس کی مدد سے لڑکے اور لڑکیاں رات کی تنہائی یا دن کے فارغ اوقات میں گھنٹوں باتیں (CHAT) کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے دیگر سماجی اور مذہبی مسائل پیدا ہورہے ہیں جس کا شکار مسلم ممالک کے بچے ہورہے ہیں اور والدین ان تمام افعال واعمال کا تدارک کرنے میں اپنے آپ کو مجبور محض پا رہے ہیں۔ (انصار عباسی ((2012، عبدالقیوم (2012)، غلام اکبر خان (2011)، سعید آسی (2012)، محمد آفتاب خان/ ریاض اختر (2012)، سید وقاص جعفری/ عامر شہزاد (2012)

اس طرز عمل اور رجحان کو ختم کرنے کے لیے والدین اور دیگر بڑی عمر کے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی حرکات وسکنات پر غیر معمولی نظر رکھیں۔ چونکہ بچے فطرتاً معصوم ہوتے ہیں اس لیے اگر انہیں پیار محبت اور نرمی کیساتھ سمجھایا جائے تو وہ مثبت رد عمل کا مظاہر کرتے ہیں۔ تاہم بلوغت کے قریب پہنچنے والے بچوں اور بالغ لوگوں کو اس قسم کے تمام مخرب اخلاق پروگراموں کے مضر اثرات ومضمرات سے آگاہ کیا جائے جس سے مغربی ممالک کی نوجوان نسل دوچار ہے۔ اس کے علاوہ نوجوانوں کو اس قسم کا لٹریچر پڑھنے کو دیا جائے جس میں ان برے اعمال کے بارے میں اعداد وشمار درج ہوں جن سے آج دنیائے مغرب نیز دنیا کے بیشتر دیگر ممالک کی نوجوان نسل دوچار ہے، مسلمان بچوں کو مغرب میں خاندانی نظام کی تباہی وبربادی سے ہونے والے نقصانات از قسم بن بیاہی لڑکیوں اور ان کے بچوں کی اس حالت زار سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے جو اچھی تعلیم، خوراک کے حصول سے محروم ہیں اور غربت کی انتہائی حالت میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں کہ ان کی مائیں تن تنہا اپنے اور ان کے لیے روزی کمانے کا کوئی مناسب

بندوبست نہیں پاتیں اور سوشل ویلفیئر کے سرکاری وظیفے سے ان کی تمام تر ضروریات رہائش، خوراک، تعلیم، علاج معالجہ پوری نہیں ہو پاتیں۔ اس طرح ان کے بچے مجبوراً جرائم کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں اور معاشرے وملک کے لیے خطرناک ثابت ہوتے ہیں کیونکہ انہیں اپنے والد کی محبت اور نگرانی میسر نہیں ہوتی جبکہ ایسی ماں اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے قابل نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ متعدد جنسی امراض بالخصوص ایڈز کی بڑھتی ہوئی شرح کی وجہ سے نہ صرف ان کی صحت کا معیار گرتا جارہا ہے بلکہ اس مرض کا علاج نہ ہونے کی وجہ سے شرح اموات میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔

سوال نمبر 5: درج بالا جواب کی روشنی میں اس قسم کی تعلیم کے کیا مدارج ہونے چاہئیں؟

☆ پرائمری ☆ مڈل تا میٹرک

☆ انٹرمیڈیٹ/ بی۔اے ☆ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے علیحدہ موضوعات کا تعین

جواب: اس سوال کے جواب میں تمام اہل علم نے اتفاق کیا کہ بچپن میں بنیادی جنسی تعلیم دینے کی ذمہ داری والدین پر عاید ہوتی ہے۔ چونکہ اوائل عمر میں بچے اپنا تمام تر وقت والدین خاص کر والدہ کی نگرانی میں گزارتے ہیں نیز وہ ماں کے ساتھ زیادہ قریب بھی ہوتے ہیں اس لیے بنیادی کردار والدہ کو ہی ادا کرنا چاہیے۔ عمر کے اس حصے میں بچوں کو صحت وصفائی اور حفظان صحت کے اصولوں کی تربیت دیتے ہوئے بہت سے ایسے امور کی تعلیم دی جاسکتی ہے جن کا براہ راست تعلق نہ صرف عمر کے اس حصے میں ان کی جنسیت (اگرچہ انہیں اس کا شعور نہیں ہوتا) سے ہوتا ہے لیکن اوائل عمر میں اس قسم کی عادات پختہ ہوکر بڑی عمر میں انہیں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

بڑے ہونے پر جب بچے (لڑکے اور لڑکیاں) میٹرک کلاسز (۱۵ تا ۱۶ سال کی عمر) میں ہوجائیں تو پھر ایک ماہر نفسیات کی رائے میں یہ ضروری ہے کہ انہیں جنسی اعضاء کی ساخت اور افعال نیز شادی بیاہ، ازدواجی زندگی، زوجین کے حقوق وفرائض نیز

خاندانی نظام کے بارے میں معلومات دینی چاہئیں کیونکہ اس عمر کو پہنچنے پر وہ بالغ ہو جاتے ہیں۔ تاہم لڑکیوں اور لڑکوں کو بالترتیب یہ معلومات اور راہنمائی ماں اور باپ کو دینی چاہئیں یا یہ کام سکول اساتذہ (خاتون اور مرد بالترتیب) کی معرفت دی جانی چاہیے۔ اس ضمن میں لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ درج ذیل موضوعات پر تبادلہ خیال کرنا چاہیے۔

بالغ بچوں سے متعلقہ مسائل

لڑکوں کے مسائل:

☆......بلوغت اور اس سے متعلقہ مسائل

☆......شادی/ بیاہ اور خاندانی زندگی

☆......طہارت بشمول اس کی متعلقہ تفصیلات از قسم حالت جنابت جو احتلام، زنا یا شادی شدہ ہونے کی صورت میں مباشرت کی وجہ سے ہو، کے بارے میں آگاہ کرنا ضروری ہے۔

☆......اس طرح لڑکوں کو عمل قوم لوط اور زنا کے حرام ہونے نیز صحت وتندرستی کے لیے انہیں نقصانات سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ مزید برآں، انہیں جنسی امراض، بالخصوص ایڈز کے بارے میں بھی آگاہ کرنا چاہیے۔ مزید زنا کی صورت میں کسی نوعمر لڑکی کے حاملہ ہو جانے اور اس کو درپیش مسائل کے علاوہ طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کے بارے میں آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔

☆......مسلمان معاشرے میں، خاندانی نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے لڑکوں کو خاندانی نظام کی اہمیت اور افادیت، باہمی تعلقات، زوجین کے ایک دوسرے پر حقوق اور فرائض سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ لڑکوں کو طلاق اور اس کے مضمرات نیز بہ امر مجبوری طلاق دینے کی صورت میں اس کے صحیح اسلامی طریقے سے بھی آگاہ کرنا چاہیے۔

لڑکیوں کے مسائل: لڑکیوں کو بھی بلوغت اور اس کے نتیجے میں ہونے والی جسمانی، جذباتی، نفسیاتی تبدیلیوں نیز مذہبی تعلیمات سے آگاہ کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ لڑکیاں بالعموم دس بارہ سال کی عمر میں بالغ ہوجاتی ہیں۔ اس عمر میں انہیں کسی وقت بھی ایام ماہواری (حیض) کے شروع ہونے کے بارے میں آگاہ کردینا چاہیے تاکہ کسی وقت بھی (سکول یا سفر میں) اگر اس کا آغاز ہوجائے تو پھر وہ اس کے لیے ذہنی طور پر تیار ہوں اور معلومات نہ ہونے کی بناء پر وہ کسی پریشانی کا شکار نہ ہوں۔ بہتر ہے کہ اس عمر میں انہیں اپنے پاس پیڈ وغیرہ رکھنے کے بارے میں آگاہ کردیا جائے (اگرچہ سکولوں میں ایسے انتظامات ہوتے ہیں)

☆...... والدہ یا سکول ٹیچر کو لڑکیوں کے ساتھ شادی بیاہ، زوجین کے تعلقات، خاندان بالخصوص سسرال کی زندگی، حالت حمل، بچوں کی پرورش و تعلیم و تربیت سے متعلقہ مسائل پر گفتگو کرنی چاہیے۔

☆...... خاندانی نظام میں رہنے کی تربیت، نیز خاوند اور دیگر اہل خانہ کے ساتھ روابط اور اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے مناسب طریقوں سے بھی روشناس کرانا والدین/سکول اساتذہ کی ذمہ داری ہے۔

☆...... شادی شدہ زندگی میں ازدواجی معلومات کے بعد غسل جنابت نیز حیض، نفاس کی صورت میں بھی طہارت/ پاکیزگی کے حصول کے طریقے وغیرہ سے آگاہ کرنا بھی ضروری ہے۔

☆...... بچوں کی پرورش کے ضمن میں انہیں، بچوں اور خاوند و دیگر اہل خانہ کی صحت و تندرستی کے قیام کے لیے متوازن غذا اور خوراک، لباس، نہلانے دہلانے اور دیگر گھریلو امور کی تربیت کے طریقوں سے بھی انہیں آگاہ کرنا ضروری ہے۔

اس امر کی جانب تمام اہل علم نے دوبارہ توجہ دلائی کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی جنسی تعلیم و تربیت کا تمام تر کام سختی کے ساتھ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سرانجام دینے کی ضرورت

ہے۔ اس ضمن میں سنجیدہ اور معلوماتی لٹریچر کی فراہمی بہت ضروری ہے جس میں اسلامی تعلیمات، سیرت رسول ﷺ، امہات المومنینؓ نیز دیگر صحابہؓ وصحابیاتؓ کی زندگی کے حالات زندگی، تاریخ اسلام کے علاوہ دیگر عمومی موضوعات پر مشتمل کتب ورسائل شامل ہوں۔

سوال نمبر 6: بچوں کو جنسی تعلیم دینے میں والدین/ اساتذہ کا کیا کردار ہونا چاہیے؟

جواب: انٹرویو میں شامل تمام حضرات نے متفقہ طور پر اس امر کا اظہار کیا کہ جنسی تعلیم دینے میں والدین کا کردار بہت اہم ہے تاہم اس کے بعد ذمہ دار سکول اساتذہ ہونے چاہئیں نیز مذہبی راہنماؤں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ جوان اور بڑی عمر کے لوگوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس اہم پہلو کے مختلف امور پر راہنمائی فراہم کریں۔ چونکہ مسلم معاشرے میں تمام اقسام کے غلط رسم ورواج اور جنسی تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اس لیے ان مسائل کے بارے میں لوگوں کو مسلسل راہنمائی دی جانی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ دینی راہنماؤں اور گدی نشین حضرات کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حلقہ مریدین وارادت کے دلوں میں حلال وحرام کی تمیز پیدا کریں۔ دیکھا گیا ہے کہ اس ملک کا ایک بڑا حصہ جو تعلیم یافتہ ہے، بڑے بڑے عہدوں پر سول اور فوج میں ملازم ہے، سیاسی میدانوں میں قیادت کر رہا ہے، وہ بھی کسی نہ کسی پیر صاحب کا عقیدت مند/ ارادتمند ہے۔ وہ ان حضرات کی خدمت میں حصول برکت، سیاسی کامیابیوں، دنیاوی کامیابیوں کے لیے دعا کرانے کے لیے حاضر خدمت ہوتا ہے لیکن دنیاوی امور میں اسلامی تعلیمات کے خلاف کام سرانجام دیتا ہے، کاروبار میں بے ایمانی سے کام لیتا ہے، رشوت وحرام خوری کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ ان کی گھریلو زندگی میں ان کے اہل خاندان، ہر قسم کے خلاف اسلام کام اپنی نجی زندگی میں نیز خوشی غمی کی تمام تقریبات میں مصروفِ عمل رہتا ہے۔ اگر ہمارے مذہبی راہنما اور پیران عظام اپنے مریدین کو تمام خلاف اسلام امور سے روکیں، بصورت دیگر ان سے نذر ونیاز اور خدمت

لینا چھوڑ دیں اور ان سے بیزاری کا اظہار کریں تو بہت سے لوگ اقربا پروری، رشوت، ناجائز رزق، چوری/ ڈاکہ زنی، سیاست میں بے ایمانی اور ضمیر فروشی جیسے خلاف اسلام کاموں سے باز آسکتے ہیں جس کے بہت دور رس اثرات ملکی سطح پر بہت ہی کم مدت میں نمایاں طور پر ظاہر ہو سکتے ہیں لیکن

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذرؓ و دلقِ اویسؒ و چادرِ زہراؓ!

(اقبالؒ)

سوال نمبر 7: جنس اور جنسیت سے متعلقہ امور کے بارے میں امت مسلمہ کو درپیش مسائل اور ان کے حل کے بارے میں چند خصوصی تدابیر کی نشان دہی فرمائیں؟

جواب: اس سوال کے جواب میں ایک ماہر نفسیات نے جو جنسی مسائل میں مریضوں کا نفسیاتی علاج معالجہ کرتے ہیں، ایک بہت ہی خوفناک صورت حال کا انکشاف کیا جو ٹی وی، انٹرنیٹ اور بالخصوص موبائیل کے بے محابا استعمال کی وجہ سے وطن عزیز میں پیدا ہو رہی ہے۔ وہ رقمطراز ہیں کہ **"اگر اس صورت حال (ذرائع ابلاغ) کو مزید کچھ عرصے کے لیے جاری رہنے دیا گیا تو پھر پاکستان میں کسی کنواری لڑکی کا وجود ڈھونڈے سے ہی مل سکے گا"** ......انہوں نے مزید لکھا کہ "زندگی کے جھوٹے معیار کے حصول کی اندھی دوڑ اور معاشی تنگی کی وجہ سے بہت سی نوجوان لڑکیاں گھروں سے باہر لیکن غیر مردوں کے ساتھ نوکری کرنے پر مجبور ہیں۔ ایسے حالات میں ۹۰ فی صد لڑکیاں مختلف جنسی سکینڈلز میں ملوث ہو جاتی ہیں جس کا نتیجہ طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح اور خاندانی نظام کی تباہی کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے" ......مزید برآں "مغرب میں خاندانی نظام کو تباہ ہونے میں ایک صدی کا عرصہ لگا تھا تاہم پاکستان میں وہی صورت حال صرف دس سالوں میں واقع ہو گئی ہے!"

اس کے علاوہ ایک اور افسوس ناک حقیقت، جس کا اظہار انہوں نے کیا کہ "مجھے اکثر

ایسی (مریض) لڑکیوں کے ٹیلی فون آتے رہتے ہیں جن کا ''سب سے سنجیدہ مسئلہ'' (MOST SERIOUS PROBLEM) یہ ہوتا ہے کہ وہ، اوائل بلوغت میں کسی کے ساتھ جنسی فعل میں ملوث ہو چکی ہیں۔ چونکہ ان کی شادی ہونے والی ہے تو وہ نہیں چاہتی کہ ان کی اس حالت کا ان کے ہونے والے خاوند کو علم ہو''......اس طرح ایک، دوسرا اہم مسئلہ کچھ لڑکیوں کے نزدیک یہ ہوتا ہے کہ ''وہ حاملہ ہو چکی ہے اور اب اس سے کس طرح نجات حاصل کی جا سکتی ہے (یعنی اسقاط)؟'' ـــــ یہ خوفناک صورت حال فوری طور پر حکومت، سیاست دانوں، مذہبی راہنماؤں، دانشوروں، ایڈیٹر صاحبان، مصنفین، اساتذہ، ماہرین تعلیم اور سب سے زیادہ والدین کی توجہ کی مستحق ہے۔ پاکستان میں رہنے والے تمام سنجیدہ فکر اہل ایمان کے لیے لازم ہے کہ وہ جنسی انارکی اور بے حیائی وعریانیت کے اس طوفان عظیم کو روکنے کی کوشش کریں جو اب ہمارے گھروں کے دروازے پر ہی دستک نہیں دے رہا بلکہ گھروں کے اندر بھی داخل ہو چکا ہے!

اسی طرح ایک دوسرے دانشور نے اس امر کا اظہار کیا کہ الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے عریانیت اور فحاشی کا جو طوفان بے محابا برپا ہے اس کے برے اثرات کے تدارک کے لیے یہ ضروری ہے کہ عالم اسلام میں اس کے خلاف آگہی کی ایک بڑی مہم (MEGA PROJECT) کا آغاز کیا جائے۔ والدین کو جنسی تعلیم کی اہمیت وضرورت سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے تا کہ وہ اپنے بچوں کو اس کے اثرات سے محفوظ رکھ سکیں۔ اس مقصد کے لیے اس پراجیکٹ کے ذریعے ضرورت ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت کی جائے جس کے ذریعے عریانیت کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی جائے تا کہ عالمی پیمانے پر اس کے خلاف مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا ہو۔ اس مقصد کے لیے میڈیا کے تمام ذرائع کو مثبت طور پر استعمال کیا جائے۔

یہاں اس امر کا اظہار باعث دلچسپی ہوگا کہ حالیہ دنوں میں مختلف دانشوروں اور اہل علم نے اردو اخبارات میں مقالے تحریر کیے ہیں۔ ان میں سے اسلام آباد سے نکلنے والے

ایک اردو اخبار کے ایڈیٹر انچیف ہیں۔ انہوں نے میڈیا بالخصوص الیکٹرانک کے کردار پر تنقید کرتے ہوئے اسے ''ثقافتی حملہ (CULTRAL ATTACK) سے تعبیر کیا اور مزید اس امید کا اظہار کیا کہ ''جب بھی کسی جانب سے کوئی ایسا حملہ ہوتا ہے تو انسان کے جسم کی مدافعانہ قوتیں بھی بیدار ہو کر تیزی سے کام کرنے لگتی ہیں اور مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ کچھ لوگ جو اپنے ''اسلامی تشخص کے اعزاز'' سے آگاہ ہیں وہ اس طوفان کے خلاف صف آرا ہونے شروع ہو جائیں گے'' (غلام اکبر خان 2011)

موضوع زیر بحث تشنہ رہے گا اگر ہم ایک پر مغز مقالے کا ذکر نہ کریں جو ملک کے ایک مایہ ناز دانشور لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم نے روزنامہ نوائے وقت میں تحریر کیا۔ اس مقالے کا عنوان ہے ''مومن کا زیور......حیا (2012)۔'' انہوں نے موبائیل فون، انٹر نیٹ اور کیبل کے کردار پر سخت الفاظ میں تنقید کی ہے جو ہمارے نوجوان نسل کے کردار اور اخلاق کو بری طرح سے بگاڑنے میں مصروف ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے ایک بہت سنجیدہ سوال اس ملک کے ہر فرد سے کیا ہے کہ ''کیا ہماری بیٹیوں کو ''بن بیاہی ماں'' بن جانا چاہیے؟'' انہوں نے دو ایسی مثالیں دی ہیں جو حالیہ دور میں اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ ایک مثال ایک لڑکی کی ہے جسے اس کی ماں نے تیزاب پلا کر مار دیا تھا۔ اس بچی نے موقع پر ہی دم توڑ دیا کیونکہ وہ شادی سے قبل حاملہ ہو گئی تھی۔ ایک دوسری مثال ایک گائینوکالوجسٹ ڈاکٹر کے حوالے سے ہے جو انہوں نے ملک کے ایک مایہ ناز صحافی کو جوان لڑکیوں کے بارے میں دی کہ ان کے پاس وہ اپنی ماؤں کے ساتھ اسقاط حمل کرانے کے لیے آتی ہیں۔ ایسی مائیں ڈاکٹر صاحبہ کو دھمکی بھی دیتی ہیں کہ اگر انہوں نے ان کی لڑکی کا حمل ساقط نہ کیا تو پھر وہ اسے زہر دے کر مار دیں گی!''[1]

---

[1] سید انصار عباسی صاحب کے مضمون شائع شدہ روزنامہ جنگ (2012) میں ایک طویل مضمون قسطوں میں شائع ہوا تھا جس کا یہ حوالہ ہے۔ بعد میں وہ مقالہ ایک قسط میں ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن لاہور میں بھی شائع ہوا۔ نیز اسی قسم کے خیالات کا اظہار سعید آسی (2012) نے بھی کیا ہے۔

انہوں نے والدین، قانون بنانے والے ممبران اسمبلی/ سینٹ، پمرا (PEMRA) دانشوروں اور حکومت پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اس قسم کے واقعات کی روک تھام میں ناکام رہے ہیں۔ ان کی رائے میں الیکٹرانک میڈیا کا کردار اس قدر گھناؤنا ہے کہ انہوں نے ایک فاحشہ ایکٹریس کو اپنے پروگرام میں خوش آمدید کہا جس کی عریاں تصاویر/ فلمیں تمام دنیا میں یوٹیوب کے ذریعے دکھائی گئیں۔ اس ضمن میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کا کردار بہت گھناؤنا اور قابل مذمت رہا ہے کہ وہ بھی اس سانحے پر بالکل خاموش رہے!...... تاہم اپنے مقالے کا اختتام کرتے ہوئے انہوں نے اس امر کی پرزور اپیل کی کہ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی حرکات وسکنات پر کڑی نظر رکھیں اور ٹی وی، انٹرنیٹ، کیبل پروگرام دیکھنے کے بارے میں اپنے بچوں پر قدغن لگائیں۔

ایک دوسرے دانشور نے مسلم معاشرے میں پائی جانے والی حالیہ جنسی انارکی کی تحریک کو "تہذیبوں کے درمیان کشمکش" (CLASH BETWEEN CIVILIZATIONS) سے تشبیہ دی ہے جو گزشتہ تیرہ چودہ صدیوں سے جاری ہے تاہم حالیہ دور میں یہ اپنے عروج کو پہنچ گئی ہے کہ مغربی اقوام اب اس قسم کے اوچھے ہتھیار سے مسلم تشخص کو ختم کرنے کے درپے ہیں!

اسلامی جنسی تعلیم اور مذہبی راہنماؤں کا کردار: بدقسمتی سے موجودہ مسلم معاشرے میں عوام الناس کا دینی تعلیمات سے اغماض نتیجہ ہے اس راہنمائی کی شدید کمی کا جو مذہبی راہنماؤں کا دین کو بازیچۂ اطفال بنا دینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ انہوں نے فرقہ واریت اور اپنے مکاتب فکر کو دین کی اس تعلیم پر ترجیح دی ہے جو قرآن وحدیث میں انسان کی راہ نمائی کے لئے آئی ہیں اور یوں عوام الناس غلط رسم ورواج اور مشرکانہ عقائد کے جال میں اسقدر جکڑے گئے ہیں کہ اس سے رستگاری کا راستہ بہت مشکل سے دکھائی دے رہا ہے۔ دین سے غفلت اور دوری کی وجہ سے مسلم معاشرہ بحیثیت مجموعی آج اس دوراہے پر کھڑا ہے جس پر مغرب وکٹورین عہد میں تھا (اسماء آفتاب)۔ یورپی ممالک اور امریکہ

میں موجودہ جنسی بے راہ روی درحقیقت نتیجہ ہے انقلاب فرانس کے اس ردعمل کا جو چرچ کی غیر فطری جنسی اخلاقیات کے طور پر یورپین اقوام پر لاگو کر دیے گئے تھے (جس کا ایک مجمل سا خاکہ گزشتہ ابواب میں پیش کیا گیا ہے)۔ مسلم مذہبی راہنماؤں نے بھی نوجوان نسل کو اس خدائی انعام کی اہمیت وضرورت سے آگاہ نہیں کیا جس کا تعلق انسانی زندگی کے اہم ترین پہلو یعنی جنسیت سے ہے۔ مسلم معاشرے میں مختلف جاہلانہ روایات، غلط فہمیوں اور دینی تعلیمات سے لاعلمی کے نتیجے میں ایک ایسا معاشرتی رویہ تشکیل پاچکا ہے جس کی تردید کرنے اور اسلامی تدابیرے سے نوجوان نسل کو آگاہ کرنے میں مذہبی راہنماؤں کا کردار بہت حد تک مایوس کن اور منفی رہا ہے۔ وہ بھی اس موضوع کی ''کراہت'' کی بناء پر نوجوان نسل کو اس کے مثبت پہلوؤں اور امت مسلمہ کو تندرست وتوانا جوان افراد کی صلاحیتوں سے بہرہ مند کرنے کے اپنے فرض منصبی سے بہت حد تک غافل رہے ہیں۔ جس نبی ﷺ آخرالزمان نے ''نوجوانوں کو شادی کرنے''[1] کی حکمت آموز نصیحت فرمائی تھی، اس دین کے داعی اور راہ نما اس ادارے کی اہمیت وضرورت سے نوجوان نسل کو آگاہ نہ کرسکے اور یوں نوجوان نسل مغرب کی پھیلائی ہوئی گمراہی میں اگر راہ راست سے بھٹک گئی تو اس کا دوش کسے دیا جائے؟...... اس امر کی شہادت اس حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ گزشتہ ایک صدی میں اگر لاکھوں کتب کی اشاعت ہوئی ہے تو ان میں سے مشکل سے کوئی ایک کتاب بھی ایسی نہیں جس میں مجموعی طور پر مستند معلومات اس موضوع سے متعلق دی گئی ہوں تاکہ نوجوان نسل اس سے استفادہ کر کے اپنی زندگی ان احکامات کے مطابق گزار سکتی جو قرآن وحدیث میں دی گئی ہیں!

مذہبی راہنماؤں کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ ان کے ذہنوں میں جو غیر ضروری ریز رویشن اس موضوع کے بارے میں پائی جاتی ہے وہ اس کے حصار سے باہر نکلیں اور

[1] اشارہ ہے اس حدیث نبوی ﷺ کی جانب جو حدیث کی صحیح ترین کتب میں مروی ہیں اور گزشتہ صفحات میں بیان کی گئی ہے۔

جنسی امور پر جوان نسل کی مثبت راہنمائی کو اس انداز میں پیش فرمائیں جس طرح قرآن و حدیث میں ان موضوعات پر وضاحت پائی جاتی ہے کیونکہ صرف اس طریقے سے ہی نوجوان ذہنوں میں پائے جانے والے خلفشار کی دور کیا جا سکتا ہے جس کی بناء پر وہ ان تمام برے اعمال سے باز آ جائیں گے جو لاعلمی یا غلط فہمی یا جوانی کی سرمستی میں ان سے سرزد ہوئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ نوجوان کو یہ بتایا جائے کہ ''یہ کرو اور ایسا نہ کرو'' آج ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوان نسل کی راہنمائی اس انداز میں کی جائے کہ وہ دینی تعلیمات پر آسانی کے ساتھ عمل پیرا ہو سکیں جو قرآن اور حدیث میں بیان کی گئی ہیں۔ جب نوجوان نسل کو اس امر کا شعور دلا دیا جائے گا کہ جنسی جبلت، خدائی انعام ہے اور جس سے شادی/ نکاح کے دائرے میں رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے تو پھر وہ برے افعال سے خود بخود تائب ہو جائیں گے۔ انسانی جنسیت کو اسلامی تعلیمات کے وسیع کینوس میں بیان کرنے سے نوجوان نسل کے دلوں میں زیادہ ذمہ دارانہ رویہ پیدا ہونے کے غالب اور روشن امکانات ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے اسی لیے راہنمایان مکتب و مدرسے سے اپیل کی تھی کہ

دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
کر چارہ کوئی ان کی پریشاں نظری کا!

اور نوجوان نسل کے لیے یہ دعا کی تھی

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی رہے تیری بے داغ!

جنسی انارکی کے سد باب کی تدابیر: مختلف اہل علم نے اپنے انٹرویوز کے ذریعے مختلف تجاویز اور معلومات کا بھی ذکر کیا ہے جس پر عمل کر کے مسلم ممالک میں جنسی طوفان کو بہت حد تک روکا جا سکتا ہے۔ ان میں سے چند کا ذکر ہم ذیل کی سطور میں کر رہے ہیں۔

☆......تمام مسلم ممالک میں نوجوان نسل کو جنسی موضوعات سے آگاہ کرنے کے لیے ایک تعلیمی مہم کا آغاز کرنا ضروری ہے۔اس مہم کے لیے مختلف پہلوؤں پر مشتمل ایک لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت ہے جس کے ذریعے والدین، مذہبی راہنماؤں، ماہرین تعلیم، عوام الناس، قانون بنانے والے ممبران اسمبلی/ سینٹ اور حکومتی حلقوں میں آگہی اور شعور پیدا کیا جائے۔اس مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں مختلف مضامین کے ماہرین کو اسلامی جنسی تعلیمات پر مقالہ جات لکھنے چاہئیں جس میں قرآن وحدیث اور فقہی لٹریچر سے متعلقہ حوالہ جات کے ذریعے اس موضوع پر دی گئی راہنمائی کو اجاگر کرنا چاہیے۔اس قسم کے موضوعات کی ایک عبوری فہرست ضمیمہ ب میں درج کی گئی ہے جس میں مزید موضوعات کا اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ان مقالہ جات میں وہ تمام اعداد وشمار بھی شامل کیے جانے چاہئیں جو مغربی ممالک نے آزاد ثقافت (CULTURE OF LIBERTY) کے نام سے فصل کی شکل میں گزشتہ دوصدیوں میں کاشت کیے تھے اور جس کے تلخ اور کڑوے پھل وہ آجکل خاندانی نظام کی تباہی، بن بیاہی ماؤں کے بچوں کی تعداد اور طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کی صورت میں برداشت کر رہے ہیں۔مزید برآں، جنسی امراض بالخصوص ایڈز اور جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح کی شکل میں بھی۔ان مقالہ جات کے مندرجات سے متعدد ایسے پملٹ (دوورقہ، چار ورقہ) بنائے جائیں اور ان کے مواد پر مشتمل آڈیو/ ویڈیو بنا کر بڑے پیمانے پر تقسیم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام الناس کو ان تمام برائیوں کا مکمل طور پر شعور اور آگہی ہو سکے۔ان تمام پمفلٹس اور لٹریچر میں والدین کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ آنے والے متوقع خطرات اور حادثات سے اپنے بچوں کو محفوظ کر سکیں جو انہیں ان کی عزت وعصمت اور عفت سے محروم کر کے نہ صرف ان کی جسمانی وتندرستی بلکہ دماغی نشوونما اور روحانی ترقی کو بھی ملیا میٹ کرسکتا ہے اور جس کے ذریعے ان کے آئندہ آنے والی نسلوں کی زندگی کے امکانات بھی معدوم ہو سکتے ہیں۔

درج بالا سطور میں بیان کردہ مقالہ جات کو اردو، انگریزی، عربی فارسی اور دیگر تمام زبانوں میں جو مسلم ممالک میں بولی جاتی ہیں، بڑے پیمانے پر اشاعت کرنے کی ضرورت ہے۔ کوشش کی جائے کہ یہ مقالہ جات مختلف ممالک کے اخبارات، ہفت روزہ رسائل میں بھی شائع ہوں۔ مختلف ممالک کے شہروں، قصبوں، بستیوں میں چھوٹے چھوٹے گروپس کی شکل میں ان مضامین کو پڑھ کر سنایا بھی جائے اور مختلف اہل علم بڑے بڑے اجتماعات میں ان موضوعات پر اظہار خیال کر کے لوگوں کو آگاہ کریں۔ مساجد کے آئمہ کرام کو بھی یہ لٹریچر فراہم کیا جائے تاکہ وہ جمعہ کے خطبات میں اس میں مندرج معلومات سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ اس کے علاوہ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے شہریوں پر مشتمل ایسے افراد ہوں، جو اس مہم کو عملاً چلا سکیں۔

ان سماجی کمیٹیوں کا یہ فرض بھی ہونا چاہیے کہ وہ اپنے شہروں میں کیبل مالکان، ٹی وی چینلز کے مالکان سے براہ راست رابطہ کریں اور انہیں علمی اور دینی شعور کے حوالے سے مخرب اخلاق اور جنسی جذبات کو بھڑکانے والے پروگراموں کی نشر و اشاعت سے باز آنے کی درخواست کریں۔ ٹی وی چینلز کے مالکان سے رابطہ کرنے کے لیے مختلف شہروں میں بڑے بڑے سیاسی، علمی اور دینی اصحاب علم و فضل پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دی جائیں جو ان کے مالکان سے مل کر انہیں اس قسم کے خراب پروگراموں کی نشریات سے باز آنے پر مجبور کریں۔ ان مالکان کو بھی اس قسم کا لٹریچر دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ ان میں پیش کردہ دلائل اور اعداد و شمار کو پڑھنے کے بعد اس اہم ترین مہم میں اپنا حصہ ڈال سکیں تاہم اگر وہ اس کام میں تعاون کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو پھر ان لوگوں کے خلاف تیاری کر کے مخرب اخلاق پروگراموں سمیت ان کے خلاف عدالتوں میں مقدمہ دائر کیا جائے۔

درج بالا پروگرام کو موثر انداز میں چلانے کے لیے بارز (BARS) کی سطح پر متدین اور شریف الطبع وکلاء پر مشتمل کمیٹیوں کی تشکیل کی جائے جو اس قسم کے مقدمات کو موثر انداز میں چلا کر فحاشی اور عریانی پھیلانے والے لوگوں کے لیے ایک مستقل دباؤ کا ذریعہ

بن سکیں نیز اس قسم کا لٹریچر پیمرا (PAMRA) کو بھی ارسال کیا جائے اگر ضرورت پڑے تو اس ادارے کو بھی عدالتوں کے سامنے لایا جائے۔ [1]

مختلف مسلم ممالک میں سماج دشمن عناصر کی سرکوبی کے لیے جو کمیٹیاں بنائی جائیں وہ اپنے اپنے ملک میں اس قسم کی سرگرمیوں کو نہ صرف جاری رکھیں بلکہ عالم اسلام کی سطح پر ان کے درمیان تعاون اشتراک کے لیے بھی کوشش کرنی چاہیے تاکہ بین الاقوامی سطح پر فحاشی اور بے حیائی کے طوفان پر قابو پانے کے لیے عالمی ضمیر کو بیدار کیا جائے۔اس ضمن میں ورلڈ اسمبلی آف یوتھ (WAMY) ہیڈ کوارٹر جدہ (سعودی عرب) کو اقدام کرنے کی ضرورت ہے!

ان تمام تر کوششوں کو مسلسل جاری رکھنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ عریانیت اور بے حیائی کا یہ طوفان صرف اس صورت میں ہی سر اٹھا سکا ہے کہ اس کے خلاف معاشرے میں اجتماعی طور پر کوئی آواز بلند نہیں ہوئی۔ معاشرے کے مختلف طبقات کی جانب سے اس قسم کے مجرم عناصر کے خلاف آواز بلند کرنے سے اس طوفان کو روکا جا سکتا ہے۔ تاہم اس تمام تر کوششوں کو ہر قسم کے سیاسی مفادات اور مذہبی وابستگی سے پاک رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس کام کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے شریعت مطہرہ ﷺ کے دائرے میں رہتے ہوئے سرانجام دینے کی ضرورت ہے یہاں اس امر کا تذکرہ بھی ضرورت ہے کہ پاکستان کے دستور میں قرارداد مقاصد کی رو سے اس قسم کے تمام مخربِ اخلاق اور بے حیائی کے کاموں کو خلاف دستور قرار دیا گیا ہے جو اسلام کے ضابطہ اخلاق کے خلاف ہوں۔ چونکہ اسلام کے اخلاقی اور معاشرتی نظام کی بنیاد شرم وحیا (حجاب) کی بنیاد پر رکھی گئی ہے اس لیے ہر وہ اقدام جو اس کے وجود کے خلاف ہو وہ قابل دست درانداز ی قانون ہے۔

---

[1] مقام شکر ہے کہ ملک کی دو بہت اہم اور علمی شخصیات قاضی حسین احمد (مرحوم)، اور جسٹس (ر) صبیح الدین نے اس معاملے کو سپریم کورٹ کی سطح پر اٹھایا ہے۔ قاضی صاحب کی وفات کے بعد بھی اس مقدمے کی پیروی کرنے کے لئے کسی کو آگے بڑھنے کی ضرورت ہے!

درج بالا گفتگو سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حکومت اور سول سوسائٹی کو عریاں اور جنسی اشتعال پھیلانے والی فلموں اور دیگر اس قسم کے پروگراموں کی نشر واشاعت کرنے والے چیلنجز پر کڑی نظر رکھنی چاہیے اور ان پر پابندی عائد کرنی چاہیے۔ اگرچہ کسی بھی معاشرے یا ملک سے عریانیت اور جنسی انارکی کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جاسکتا تاہم مناسب منصوبہ بندی اور طریق کار کے ذریعے اس کے وقوع کو کم سے کم کیا جاسکتا ہے جیسے میڈیا کے مختلف ذرائع سے بے پناہ تشہیر حاصل ہورہی ہے۔ اس مقصد کے لیے میڈیا اور تعلیمی اداروں کے ذریعے نوجوان نسل کی بتدریج تربیت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس قسم کے تمام اقدامات اسلامی تعلیمات کے دائرے میں رہتے ہوئے کرنے کی ضرورت ہے۔ جلد بازی میں اٹھائے جانے والے اقدامات یا پالیسی کے منفی اثرات حاصل ہونے کے امکانات ہیں۔

❀❀❀

ضمیمہ الف

سوالنامہ

موضوع: دورِ حاضر میں جنسیت کی تعلیم: امت مسلمہ کو درپیش مسائل اور ان کا حل

Subject: Sex Education: Addressing the contemporary Issues and Challenges in Muslim Countries

محترم! السلام علیکم...... ملتمس ہوں کہ درجہ ذیل تمام سوالات یا چند کے جوابات سے اردو یا انگریزی کسی زبان میں بھی رہنمائی فرمائیں۔ مقالہ کی اشاعت پر ان شاء اللہ ایک کاپی ارسالِ خدمت کروں گا۔

والسلام

ڈاکٹر محمد آفتاب خان

① کیا قرآن وحدیث اور سیرت طیبہ سے ہمیں انسانی زندگی کے اہم ترین شعبہ جنس اور جنسی معاملات کے بارے میں کوئی رہنمائی ملتی ہے؟ از راہِ کرم ایسے چند امور کی نشاندہی قرآن وحدیث/ سیرت کے حوالے سے تحریر فرمائیں۔

② اسلامی تاریخ میں جنسی تعلیم سے متعلقہ امور کی باقاعدہ تعلیم کا کوئی نظام موجود تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو اس تعلیم کے دینے کے طریقہ کار کیا تھا؟

③ ماضی میں ہمارے فقہاء اور اہل علم نے اس ضمن میں علیحدہ سے کوئی خصوصی کام کیا ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟ اس ضمن میں فقہ کی کتب بالخصوص قدوری اور ہدایہ میں اس موضوع پر جو رہنمائی ملتی ہے اس کے چیدہ چیدہ نکات کیا ہیں؟ نیز موجودہ سکولوں/ کالجوں میں اس رہنمائی کو کس طریق پر پیش کیا جانا چاہیے؟ اس ضمن میں کچھ مزید کتب جن کا تعلق دیگر مکاتب فقہ سے ہو کے نام بھی تحریر

فرمائیں؟

④ موجودہ دور میں ٹی وی، انٹرنیٹ، ڈش وغیرہ کے حوالے سے جنسی بے راہ روی کی جو بے محابہ معلومات پیش کی جا رہی ہیں، ان کے تدارک کے لیے ہمیں اپنی نوجوان نسل کو کس قسم کی تعلیم دینے کی ضرورت ہے اور اس کا طریقہ کار کیا ہوگا؟

⑤ درجِ بالا جواب کی روشنی میں اس قسم کی تعلیم کے کیا مدارج ہونے چاہئیں؟

☆...... پرائمری

☆...... مڈل تا میٹرک

☆...... انٹرمیڈیٹ/ بی اے

☆...... لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے علیحدہ موضوعات کا تعین

⑥ بچوں کو جنسی تعلیم دینے میں والدین/ اساتذہ کا کیا کردار ہونا چاہیے؟

⑦ جنس اور جنسیت سے متعلقہ امور کے بارے میں امت مسلمہ کو درپیش مسائل اور ان کے حل کے بارے میں چند خصوصی تدابیر کی نشاندہی فرمائیں۔

❀❀❀

ضمیمہ ب:

مسلمان بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت کے لیے لٹریچر کی تیاری

ضرورت واہمیت: قریباً تمام مسلم ممالک میں جنس اور جنسیت کے بارے میں برسر عام گفتگو کو مناسب خیال نہیں کیا جاتا۔ والدین اور خاندان کے دیگر بزرگ لوگوں کو اس امر سے آگاہی نہیں کہ ان کے بچے انٹرنیٹ، ٹی وی، ڈش اور دیگر عریاں لٹریچر سے کیا کچھ سیکھ رہے ہیں اور ان کی زندگی پر ان غلط جنسی معلومات کے کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ نوجوان نسل، جنسی افعال واعمال کے مناظر دیکھنے کے بعد ان معلومات اور اعمال کی ریہرسل اپنی گلی محلوں میں ہمسایوں اور دیگر عزیز واقارب کے لڑکے/لڑکیوں کے ساتھ کرتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے مذہبی اور سماجی مسائل میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

نوجوان نسل حتیٰ کہ بڑوں کے لیے بھی، جنسیت جیسے اہم ترین پہلو پر مثبت اور مستند معلومات فراہم کرنے کے لیے ایک میگا پراجیکٹ تمام مسلمان ممالک میں چلانے کے بارے میں گزشتہ صفحات میں کسی قدر تفصیلاً گفتگو ہو چکی ہے۔ اس امر کی جانب اشارہ کیا جا چکا ہے کہ اس منصوبے کے تحت ضروری ہے کہ اس قسم کی کتب، پمفلٹس شائع کیے جائیں نیز آڈیو اور ویڈیو کیسٹس مختلف اسلامی ملکوں میں بولی جانے والی زبانوں بالخصوص اردو، انگریزی، فارسی، عربی، بنگالی، فرنچ وغیرہ میں تیار کی جائیں۔ یاد رہے کہ دنیائے اسلام میں لاکھوں غیر سرکاری تنظیمیں مسلم نوجوان نسل کے اخلاق وکردار تباہ کرنے اور بالآخر انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے میں شب وروز مصروف عمل ہیں جس کا نتیجہ خاندانی نظام کی تباہی کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ یہاں اس امر کی بھی صراحت شاید ضروری ہو

کہ مغربی ممالک اس ایجنڈے پر گزشتہ دو تین صدیوں سے عمل پیرا ہیں۔ وہ مختلف مسلم ممالک میں مختلف سماجی سرگرمیوں از قسم سکول/ کالج/ ہسپتال قائم کر کے ان کی آڑ میں اس مقصد کے لیے کام کر رہے ہیں۔ تاہم موجودہ زمانے میں وہ یہ تمام تر سرگرمیاں ان غیر سرکاری تنظیموں کی وساطت سے کر رہے ہیں جبکہ ان کی فنڈنگ ان ممالک کی جانب سے ہی ہو رہی ہے اگرچہ ان کے/ ایجنڈا اور طریق کار میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

یاد رہے کہ نوجوان نسل کو اس قسم کی معلومات صرف عقائد اور عبادات کی حد تک محدود نہیں ہونی چاہیے (جیسا کہ فی زمانہ دینی تعلیم کا یہی مفہوم لیا جاتا ہے) بلکہ اس تعلیم کا دائرہ کار بہت وسیع اور متنوع ہے۔ اس قسم کے لٹریچر میں انسان کی جنسیت سے متعلقہ تمام پہلوؤں پر نہ صرف مثبت راہنمائی دینے کی ضرورت ہے بلکہ اس کے ساتھ، مغرب میں پائے جانے والے متعدد مفاسد اور برائیوں کے بارے میں بھی تازہ ترین اعداد و شمار از قسم طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، نوعمر لڑکیوں کا حاملہ ہو جانا، خاندانی نظام کی تباہی، جنسی امراض بالخصوص ایڈز وغیرہ کے ان مضمرات کو بھی واضح کرنے کی ضرورت ہے جو ان ممالک کے سماجی اور معاشرتی ڈھانچے کو گھن کی طرح کھا رہے ہیں اور جس کی وجہ سے ان کی ہاں ایک ابتری کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے۔ اگرچہ شاید ابھی وہ مرحلہ نہیں آیا جب فطرت کا بے لاگ قانون انہیں صفحہ ہستی سے ناپید کرنے کے لیے روبہ عمل آجائے جیسا کہ قدیم اقوام روم و یونان اور مصر کے ساتھ ہو چکا ہے۔

دبا رکھا ہے اس کو زخمہ ور کی تیز دستی نے
بہت دھیمے سروں میں ہے ابھی یورپ کا واویلہ!

واضح رہے کہ اس قسم کے لٹریچر کی اشاعت و توسیع ہی وہ واحد اور یقینی ذریعہ ہے جس سے ہم غیر سرکاری تنظیموں کے اس غلط پروپیگنڈے اور دام ہمرنگ زمین جال کا تدارک کر سکتے ہیں جو امت مسلمہ کی نوجوان نسل کے اخلاق و کردار اور خاندانی نظام کو تباہ و برباد کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ اس قسم کا لٹریچر بشمول دیگر مطبوعات آڈیو/ ویڈیو مواد

ذیل کے موضوعات پر مشتمل ہونا چاہیے۔

☆...... اسلام کا تصور بحیثیت زندگی کے لائحہ عمل اور طریق کار کے، اس کے تحت اسلام کا ایک وسیع تر تعارف کرانا ضروری ہے جس میں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں، معاشرتی، تعلیمی، سیاسی، قانونی، معاشی، بین الاقوامی امور کا نہایت، جچے تلے انداز میں مختصر تاہم نہایت ضروری امور کو واضح کرنے کی ضرورت ہے تا کہ نوجوان نسل، مذہب کے اس مروجہ محدود تصور (پوجا پاٹ/ مذہبی رسومات) سے ہٹ کر اس کی تعلیمات کو اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حادی راہنمائی کے لیے ضروری محسوس کرے۔

☆...... زندگی کے لائحہ عمل کے طور پر اسلامی تعلیمات میں انسانی زندگی میں جنسیت کی ضرورت واہمیت اور اس کے ہمہ گیر اثرات کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے جس سے انسانی زندگی کے تمام دوسرے گوشے انفرادی یا اجتماعی متاثر ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں اس امر کو بھی واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ نوجوان نسل کو اوائل عمر میں جنسی افعال کے برے اثرات سے آگاہ کیا جائے جو شادی کی صورت میں ان کی زندگی کو متاثر کر سکتا ہے۔

☆...... اس قسم کے لٹریچر میں شادی/ نکاح کے ادارے کی ضرورت اہمیت، فوائد اور شادی نہ ہونے کے نقصانات کو واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں جہاں اس امر کی ضرورت ہے کہ مغربی ممالک میں شادی کے ادارے کے روبہ تنزل ہونے کے کیا نقصانات ان ملکوں کے نوجوان نسل اور خاندانی نظام پر پڑے ہیں وہاں مسلم ملکوں میں نوجوان نسل کی شادی میں تاخیر ہونے کی وجوہات واثرات کو بھی نمایاں کیا جائے نیز انہیں یہ بتایا جائے کہ اس ضمن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذاتی زندگی میں کیا طرز عمل اختیار کیا نیز اپنی بیٹیوں کی شادیاں کس سادہ انداز میں کیں۔ اس کے علاوہ شادی سے قبل اور مابعد مشاورت میں کن موضوعات پر معلومات فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔

☆......جنسی آگہی کی اس مہم میں مختلف کتابچے اس موضوع پر بھی تیار کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام کا خاندانی نظام کیا ہے؟ اس کا بنیادی ڈھانچہ کیا ہے؟ اس کے مقاصد کیا ہیں اور انہیں کس طرح حاصلکیا جاسکتا ہے کہ ایک صالح معاشرہ وجود میں آسکے۔اس میں زوجین کے حقوق وفرائض کوقرآن وحدیث کی ہدایات کی روشنی میں واضح کرنے کی ضرورت ہے نیز بچوں کی پرورش، تعلیم وتربیت اور خاندان کے دیگرافراد نیز ہمسایوں، رشتے داروں اور ملکی وبین الاقوامی سطح پر ایک فرد کا کیاتعلق اور فرائض ہیں، کی وضاحت ضروری ہے۔

☆......ایک پمفلٹ میں طلاق/خلع، ان کے جملہ مسائل نیز مختلف معاشرتی، معاشی، سماجی، انفرادی، اجتماعی، اخلاقی اور دینی پہلوؤں کی وضاحت ضروری ہے تاکہ مسلم معاشرے میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کوکم سے کم کیا جاسکے۔

☆......لٹریچراور کیسٹس کی تیاری میں ایک اہم پہلوشرم وحیا کےتصوراوراس کے ہمہ گیراثرات جن کے ذریعےجنسی اشتعال کوکم کیا جاسکتا ہے، پر مبنی ہونا چاہیے، اس ضمن میں لڑکے اورلڑکیوں کے لیے ساتر لباس، ستر کی حدود کی وضاحت کے ساتھ اس امر کی تاکید کی ضرورت ہے کہ اس تصورکواوائل عمر سے ہی پروان چڑھایا جائے تاکہ بڑے ہو کر یہ ایک مسلمان کی عادت ثانیہ بن جائے اور اس کی خلاف ورزی پر اسے ضمیر کی ملامت محسوس ہو۔ اس ضمن میں ایک بہت اہم پہلو حجاب/ پردے کا بھی ہے۔ اس پمفلٹ میں قرآن وحدیث نیز سیرت امہات المومنینؓ ودیگر صحابیاتؓ سے اس کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ان مفاسد کی نشان دہی جومغرب اورمسلم ممالک میں اس کی پابندی نہ کرنے سے پیدا ہورہے ہیں، کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے، نیز پردے کی پابندی سے بہت سی مغربی خواتین جنھوں نے حالیہ دور میں اسلام قبول کیا ہے، ان کے تاثرات اور خیالات کوبھی نوجوان لڑکیوں کی معلومات کے لیے عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں متعدد مثالیں دی جاسکتی ہیں جس میں مریم جمیلہ(مکاتیب بنام سید

مودودی2012) اورتازہ ترین مثال اس امریکن جرنلسٹ خاتون کی ہے، جوطالبان کی قید میں رہی اور بعد میں رہائی پر اس نے اسلام قبول کرلیا اور حجاب کی پابندی بھی کرنے لگیں۔ان کی تازہ ترین کتاب کے اقتباسات بھی بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

☆...... اسلام کے قانون وراثت پر بھی علیحدہ سے ایک پمفلٹ/ کتابچے کی ضرورت ہے جس میں اس مسئلے کے تاریخی پس منظر کی وضاحت کے ساتھ اس امر کو بھی واضح کیا جائے کہ اسلام نے اس ضمن میں عورت کے لیے کس قدر مبنی برصحت پروگرام تجویز کیا ہے نیز ان مفاسد اور خرابیوں کی بھی نشان دہی کرنے کی ضرورت ہے جو ایک عرصے تک غیر اسلامی معاشرے میں رہنے کی وجہ سے مسلمان معاشرے بالخصوص جاگیردار، امراء اور دولتمند طبقے میں پیدا ہو گئے ہیں از قسم قرآن سے شادی/ کاروکاری، شرعی حق مہر وغیرہ۔

☆......فیملی پلاننگ اور اس سے متعلقہ مسائل پر بھی ایک جامع پمفلٹ/ کتاب کی ضرورت ہے جس میں بالخصوص اس پہلو کو واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کی وجہ سے مسلمان معاشرے میں شرم وحیا کے ختم ہونے کی وجہ سے لڑکیوں میں ناجائز حمل کے امکانات بہت بڑھ گئے ہیں نیز آبادی میں کمی کے کیا برے اثرات اور مضمرات مستقبل میں عالمی جنگوں کے حوالے سے امت مسلمہ پر پڑ سکتے ہیں۔

☆......زنا اور اس سے متعلقہ مسائل کا بھی تفصیل سے جائزہ لینا ضروری ہے۔ نیز اس ضمن میں اسلامی تعلیمات بالخصوص نکاح/ شادی کا آسان ہونا اور جہیز کے لامحدود تصور کی نفی، نیز ہندوؤں اور مغربی اقوام کی نقل میں مختلف رسم ورواج کا خاتمہ چند ایسے مسائل ہیں جن پر عمل کرنے سے خاندانی نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے سے زنا کے وقوع کو بہت حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔

☆...... بلوغت اور عالم شباب میں نوجوان نسل کو درپیش مسائل از قسم مشت زنی، عمل قوم لوط اور دیگر جنسی انحرافات سے بچانے کے لیے مثبت اسلامی تعلیم عام کرنے کی

ضرورت ہے۔

درج بالا موضوعات کے علاوہ، اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ جنسی اصطلاحات کی ایک ایسی جامع فہرست (GLOSSARY) بنائی جائے جس میں جنسی اعضاء اوران سے متعلقہ موضوعات پر مختلف ملکی زبانوں میں میڈیکل اصطلاحات کو ڈھال کر بیان کیا جائے تاکہ فحش الفاظ کے استعمال کرنے میں جو شرم وحیا کا عنصر ہوتا ہے، وہ ان میڈیکل اصطلاحات کے استعمال سے کم ہوجائے اور یوں والدین، اساتذہ اور دیگر مذہبی راہنماؤں کو جنسی موضوعات کے ابلاغ اور تفہیم وتلقین کی آسانی پیدا ہوجائے۔

بظاہر یہ ایک بہت مشکل (شاید کچھ لوگوں کے لیے ناممکن بھی) امر لگتا ہے جس میں خطیر مالی وسائل کے علاوہ اہل علم کی ایک بہت بڑی ٹیم کی بھی ضرورت ہوگی لیکن اگر فورڈ فاؤنڈیشن امریکہ جیسا ایک انفرادی شخص کا ادارہ کنزے انسٹی ٹیوٹ کے قیام کے ذریعے امریکہ میں ایک یونیورسٹی قائم کرسکتا ہے جس میں جنس اور جنسیت کے لیے تحقیق اور تعلیمی کام کرنے کے لیے فنڈز مختص کیے جاسکتے ہیں تو عالم اسلام کو اللہ تعالیٰ نے اتنے عالی ہمت انسان اور علمی وذہنی وسائل سے بہرمند فرمایا ہے تو ان میں سے کسی ایک ملک کو اس عظیم کام کی تکمیل، کا بیڑہ اٹھالینا چاہیے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی ادارہ ایک بہت ہی منظم منصوبہ بندی کے ذریعے اس کام کا آغاز کرے۔ **میری رائے میں تو یہ فریضہ مملکت سعودی عرب کے محکمہ دینی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ادا کرنے کے لیے پیش قدمی کرنی چاہیے** جس کی سرکردگی میں تمام اسلامی ملکوں سے اہل علم کی ایک ٹیم بنائی جائے جو اس مقصدِ جلیلہ کے لیے اپنی خدمات پیش کریں۔ جو درج بالا نیز دیگر متعلقہ موضوعات پر مشتمل لٹریچر کی تیاری اردو، انگریزی میں تیار کریں جو پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور دیگر ایشیائی ممالک نیز یورپ اور امریکہ میں رہنے والے مسلمان بھی بولتے اور جانتے ہیں۔ تاہم دیگر ممالک کے اہل علم بھی اس کام کو اپنی اپنی ملکی زبانوں میں بڑھائیں اور یوں ایک دوسرے سے تعاون واشتراک سے ایک

چراغ سے دوسرا چراغ جل سکتا ہے جو امت مسلمہ کے نوجوان طبقے کی اس اشد اور اہم ترین ضرورت کو پورا کرسکتا ہے۔

اسی دریا سے اٹھتی ہے، وہ موجِ تند و جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہہ و بالا!

❀❀❀

ضمیمہ:

مسلمان بچوں کی تعلیم وتربیت

گذشتہ صفحات میں واضح کیا گیا ہے کہ والدین اپنے بچوں کو بچپن سے ہی اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کی جانب توجہ دیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ خود بھی مطالعے کی عادت ڈالیں تاکہ انہیں کتب ورسائل پڑھتے دیکھ کر بچوں کو بھی مطالعہ کرنے کا شوق پیدا ہو۔ فی زمانہ، اگرچہ کتابیں/ رسائل/ اخبارات پڑھنے کا رجحان بہت کم ہو گیا ہے جس کی وجہ بچوں اور بڑوں کا دیگر ذرائع ابلاغ (ریڈیو، ٹی وی، انٹرنیٹ، کمپیوٹر) کی جانب انہماک ہے تاہم کردار سازی کے لیے کتابوں/ رسائل سے بڑھ کر اور کوئی چیز موثر نہیں جس کے دیرپا اثرات انسانی زندگی پر برقرار رہتے ہیں۔

موجودہ حالت میں گرانی کی وجہ سے انسانوں کے لیے اپنی جسم وجان کا رشتہ برقرار رکھنا بھی ایک بہت دقت طلب مسئلہ بن گیا ہے تاہم انسانی اخلاق وکردار نیز دنیا میں پائے جانے والے سخت مقابلے کی دوڑ (Competition) میں سبقت لے جانے کے لیے بھی یہ امر بہت ضروری ہے کہ متوسط گھرانوں کے بچے دینی، علمی، تربیتی اور اخلاقی لحاظ سے اس قدر منفرد ہوں کہ انہیں نظر انداز کرنا ممکن نہ ہو۔ یاد رہے کہ متوسط اور غریب گھرانے کے بچوں کو موجودہ دور میں پائے جانے والے رشوت، سفارش اور اقربا پروری نیز دیگر ناجائز طریقوں کا بھی سامنا کرنا ہوتا ہے، نہ صرف تعلیمی میدان میں بلکہ عملی زندگی میں بھی مناسب اور اعلیٰ مناصب کے حصول کے لیے!

اس لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ ایک ایسا گھرانہ جس کی ماہانہ آمدنی 8 تا 10 ہزار روپے ہو، انہیں ماہانہ 300 سے 500 روپے کتب ورسائل کی خرید پر ضرور صرف

کرنے چاہئیں۔ دیکھا گیا ہے کہ اگر شادی کے بعد میاں بیوی اس طریق پر عمل کرنا شروع کریں تو اس وقت جب ان کے بچے سکول میں جانے کے قابل ہوں تو ان کی گھریلو لائبریری میں کتابوں کی ایک معتدبہ تعداد جمع ہوسکتی ہے۔

اس ضمن میں کم آمدنی والے افراد کے لیے ''تحریک محنت (جماعت اسلامی پاکستان کا ایک ذیلی ادارہ) ان کے لیے آسانی فراہم کرسکتا ہے جو اپنے ممبران (جس کی ممبر شپ فیس بھی کچھ نہیں) کو آسان اقساط پر کتب کی فراہمی میں مدد دیتا ہے۔ اس کی شاخیں، پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں موجود ہیں جہاں سے اپنے لئے کوئی بھی شخص دینی، علمی، ادبی کتب خرید سکتا ہے ایک بہت ہی قلیل ماہانہ اقساط کے ذریعے۔

کتب کی خرید کے ضمن میں ایک عام آدمی کے لئے یہ امر بھی باعث دلچسپی ہوگا کہ اگر ہر ماہ وہ کتب کی خرید کرنا چاہیں تو مختلف پبلشرز خرید کردہ کتب پر 25 سے 33 فیصد کمشن/ رعایت بھی دیتے ہیں۔ گویا کہ 500/400 روپے سے انہیں 600/500 روپے سے زائد کتب مل سکتی ہیں۔

ضمناً یہاں اس امر کی جانب بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اردو کی کتب پڑھنے سے متوسط گھرانوں کے بچے اردو، اسلامیات اور سوشل سائنس (تاریخ، جغرافیہ، شہریت وغیرہ) جیسے مضامیمیں بھی زیادہ نمبر حاصل کر سکتے ہیں اور یوں وہ اپنی امتحانی پوزیشن (فرسٹ ڈویژن) کو بھی بہتر بنا سکتے ہیں دیکھا گیا ہے کہ صرف انگریزی/ سائنس (فزکس، کیمسٹری وغیرہ) پڑھنے والے بچے اردو نہ جاننے کی بناء پر ان مضامین میں زیادہ اچھے نمبر حاصل نہیں کرتے اور یوں وہ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلہ نہیں لے سکتے جس کا اثر ان کے مستقبل پر بری طرح اثر انداز ہوتا ہے!

❀❀❀

حوالہ جات (REFRENCES)

ابوالاعلیٰ مودودیؒ سید (1999) تفہیم القرآن جلد اوّل (الف) ترجمان القرآن لاہور

ابوالاعلیٰ مودودیؒ سید (1999) تفہیم القرآن جلد دوم (ب) ترجمان القرآن لاہور

ابوالاعلیٰ مودودیؒ سید (1999) تفہیم القرآن جلد سوم (ج) ترجمان القرآن لاہور

ابوالاعلیٰ مودودیؒ سید (1999) تفہیم القرآن جلد چہارم (د) ترجمان القرآن لاہور

ابوالاعلیٰ مودودیؒ سید (1999) تفہیم القرآن جلد پنجم (ر) ترجمان القرآن لاہور

ابوالاعلیٰ مودودیؒ سید (1999) تفہیم القرآن جلد ششم (ڑ) ترجمان القرآن لاہور

ابوالاعلیٰ مودودیؒ سید (1993) ضبط ولادت اور اسلام۔ اسلامک پبلی کیشنز لاہور

ابوالاعلیٰ مودودیؒ سید (1998) پردہ اور مسلمان عورت۔ اسلامک پبلی کیشنز لاہور

ابوالحسن علی (2000) (مولانا) ہدایہ، اردو ترجمہ۔ دارالاشاعت کراچی

احمد ابوالحسن (2000)۔ قدوری، دارالاشاعت کراچی، پاکستان

اوریا مقبول جان، 2006، "میٹھا زہر" روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲ جون ۲۰۰۶ء

ام کلثوم (ڈاکٹر) 2000، بچوں کی پرورش وتربیت، اسلامی نقطہ نظر سے، فیروزسنز لاہور

انیس احمد (پروفیسر) 2012، جنسی تعلیم اسلامی اقدار کے تناظر میں۔
ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن جون

انیس احمد (پروفیسر/ ڈاکٹر) 2012 جنسی موضوعات پر قرآن وسنت کا اسلوب
ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن جلد ۲۔۹ ستمبر ۲۰۱۲ء

انصار عباسی 2012 ہماری غلامانہ ذہنیت اور بے حیائی ماہنامہ عالمی
ترجمان القرآن، جلد 2، عدد 36:7۔28

الغزالی ابو حامد محمد، 505ھ، احیائے العلوم الدین/ترجمہ محمد صدیق ہزاروی، جلد اوّل، پروگریسو بکس لاہور

اشرف علی تھانوی (مولانا) 1955، بہشتی زیور (اردو) تاج کمپنی لاہور

تہمینہ درانی، 1999، مینڈا سائیں، وینگارڈ بکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور

ثمینہ روحی وسیم، 2000

ثروت جمال اصمعی 2004ء، امریکن فوج میں عورتوں کی مشکلات، روزنامہ نوائے وقت

ریاض اختر، 2008، النساء فی القرآن، قرآن کریم میں خواتین کا تذکرہ کلاسیک لاہور

حسن، نور الایضاح، اردو ترجمہ، دارالاشاعت، کراچی

عبداللہ ناصح آلوان، 1981، تربیت الاطفال فی الاسلام، سوئم ایڈیشن (دوبار) دارالسلام پبلشرز، شام

عبداللہ یوسف علی 1979، ترجمہ وتشریح قرآن حکیم۔ شیخ محمد اشرف لاہور

عبدالعزیز عبداللہ بن باز، فتاویٰ اسلامیہ (مرتب محمد بن عبدالعزیز المسند، اردو ترجمہ

عبداللہ بن عبدالرحمن، مولانا محمد خالد سیف نظر ثانی ابوعبداللہ محمد عبدالسلام، دارالسلام، لاہور

عبدالقادر جیلانی (ڈاکٹر) 2000، اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ، مستشرقین کی نظر میں (اردو) پی ایچ ڈی مقالہ، کراچی یونیورسٹی کراچی مطبوعہ بیت الحکمت، لاہور

عبدالقیوم (لیفٹیننٹ جنرل ر) 2012، مومن کا زیور۔ حیا۔ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، 11 مئی

عائشہ رباب 2012ء، قسم قسم کی مائیں۔ مضمون روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی ۱۱ مئی

غلام اکبر خان 2011،	"حملہ ہو چکا ہے" روز نامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ 3 جنوری
سید وقاص جعفر/ عامر شہزاد، 2012	انٹرنیٹ کی دنیا: خطرناک رجحان ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، 2(4)
سید سلیمان ندوی (1968)	سیرت النبی ﷺ، ناشران قرآن، لاہور
سعید آسی، 2012،	مضمون "میڈیا کا اور ہم، خدا کی پناہ" روز نامہ نوائے وقت
شاہ ولی اللہ دہلوی، 1167ھ	حجۃ البالغہ (اردو ترجمہ از عبدالرحیم)
شیخ محمد بن الحسن الحریمی (1966)۔	وصائل، مکتبہ الاسلام، تہران، ایران،
محمد یوسف اصلاحی 2009،	آسان فقہ، اسلامی پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور
محمد آفتاب خان (ڈاکٹر) 1999	قرآن حکیم اور علم الجنین، ادارہ مطبوعات سلیمانی، اردو بازار
محمد آفتاب خان (ڈاکٹر) 2010	تعمیر پاکستان، ادارہ مطبوعات سلیمانی، لاہور
محمد آفتاب خان (ڈاکٹر) 2010،	جنس اور جنسیت: اسلامی تناظر میں، نشریات، اردو بازار لاہور
محمد آفتاب خان (ڈاکٹر) اور مولانا عبدالحکیم اکبری (ڈاکٹر) 2012	تفسیر وحدیث کا ارتقاء گذشتہ چودہ صدیوں میں۔ ادبیات غزنی سٹریٹ، رحمان مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
محمد آفتاب خان (ڈاکٹر) اور ریاض اختر 2012،	جنسی بے راہ روی: ایک چیلنج، ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن دسمبر
محمد آفتاب خان (ڈاکٹر) 2013	اسلام اور جنسیت، ماہ نامہ عالمی ترجمان القرآن جون
محمد آفتاب خان (ڈاکٹر) 2013	مغربی تہذیب اور اخلاقی انحطاط، ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، دسمبر
کفایت اللہ (مفتی)	تعلیم الاسلام حصہ اوّل تا ہفتم، تاج کمپنی لاہور
یوسف القرضاوی 1999،	حلال وحرام، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور

B) English

Abdul-Mabud, Shaikh (1998), 'An Islamic View of Sex Education.' In Michael J. Reiss and Shaikh Abdul-Mabud, Sex Education and Religion, Cambridge: The Islamic Academy, pp. 98-134.

Abdul Mabud, (1999) Sex Education and Religion, Cambridge, The Islamic Academy, pp. 19-34.

Abdelwahab Bouhdiba, 1998 Sexuality in Islam (Translated from the French by Alan Sheridan. Saqi Books, London.

Abu Mujahid Islam, 1999. The girl friend - boy friend relationship. part-II How to deal with G-B relationship. On line:http://www.understandingislam.tripod.com/girlfriend.html

Alison Hadley 1998. How to cut teenage pregnancy: the Moralists think that open talk about sex just encourages promiscuity. International evidence shows they are wrong. New Stateman July 3, 1998.

Amata-ullah Islam. 1993. The girls frien, boy friend relationship. Part I Preventing the girl friend, boy friend relationship. On line; http://www.understandingislam.tripod.com/girlfriend.html

Anon 1987. Sex Education at School. Circular 11/87 Department of Education and Science (DES), London.

Anon, 1991 Sex education in the school curriculum. The Religious Perspective ----- An Agreed Statment. The Islamic Academy and Department of Edcuation, University of Cambridge, U.K.

Anon, 1996a. Teaching Fear --- The Religious Right's Campaign against Sexuality Education Focus on Faith, USA.

Anon, 1996b. Section 510, title V of the Social Security Act (Public Law 104-193) Vide Towards a Sexually Healthy America.

Anon, 1999. a Study commissioned by the American Association of University Women, prepared by the Wellesly College Center for Research entitiled "how schools shortchange girls".

Anon, 2000. Sex Education in America: A view from inside the Nation's Classrooms. The Kaiser Family Foundation. Menlo Park, CA.

Ashraf, Syed Ali (1998a). 'Foreward: Sex Education Necessity or Otherwise?' In Michael J. Reis and Shaikh Abdul Mabud (Eds.), Sex Education and Religion, Cambridge: The Islamic Academy, pp. 1-4.

Ashraf, Syed Ali (1998b). 'Concept of Sex in Islam and Sex Education' In Michael J. Reis and Shaikh Abdul Mabud (Eds.), Sex Education and Religion, Cambridge: The Islamic Academy, pp. 53-62.

Asma Aftab, 2001. Feminism: An objective study (under publication).

Asma Aftab, 2002. Feminism: A Literary Perspective. The daily Dawn Islamabad, November 2, 2002.

Asma Aftab, 2012. Gender Politics: Falsifying Reality. Feminism: Another Perspective. EMEL Publications, Islamabad.

Barbara Dafoe Whitehead 1994. The failur of sex education. The Atlantic Monthly October: 33-80.

Bushnell, Pam and L. Lucas (14 April 2001). Some Facts to be

known to Children, <http://www.kidhealth.org/parents/positive/talk/sex. html>.

Bertrand Russell, 1970. Marriage and Morals. New York.

Bigelow, M.A. 1962. Sex education. Encyclopedia of Social Sciences. 4th printing volume 13:8-10 (Editor-in-Chief, Edwin RA Selgman). The Macmillan New Yourk.

Carlton W. Veazey, 2000. Interfaith Religious Coalition for Reproductive Choices Black Church Initiative (Quoted by Louis Palmer, 2001 in Sex Education in Church) Religious News Service.

Christine, B. Whealan 1998 Singles (Single Sex Class Room) National Review Inc. September 19, 1998.

Carole Ulanowsky 1998 Sex Education: Beyond Information to values chapter 2 PP 19 in Sex Education and Religion by Michael J. Reiss and Shaikh Adul Mabud 1998. The Islamic Academy Cambridge UK.

Christine B. Whelan, 1998. Singles (single sex classroom). National Review, Inc. September 14, 1998.

Cole, H.H. and P.T. Cupps. 1969. Reproduction in Domenlic Animals. Chapter I. Historical Introduction. by A.S. Asdell. Academic Press, New York, U.S.A.

David James Doerman, 1999; Sexual Perversion; Gale Encyclopedia of Medicine.

Dennis, Tucker (02 July 1998). Abstinence-based Sex Education Under Attack, <http://free.prohosting.com/-tfasctor/morality/ abstinence. based sex education. Tucker.html>.

D'Oyem, F.M. (1996) The Miracle of Life - A Guide to Islamic

Family Life and Sex Education for Young People, Leicester: The Islamic Foundation.

Ellis Albert, 1962. The American Sexual Tragedy. A Black Cat Book, Groveless Inc. New York.

Gilder G. F. 1975. Sexual Suicide. Banton Books, New York.

George Rylescott 1982. The Position of Woman in Islam. (As Quoted by Nuzhat and Khurshid Ahmed) Islamic Book Publisher, Safat, Kuwait

Greenwood, M.D., 1963. Unusual Sex Practices (4th Printing). Agnell Corp, Hollywood, California, USA.

Hassan H. 2000. Obstetrics and Gynecology. Chapter-5: Sex: Islamic. Org. for Medical Sciences (IOMS) State of Kuwait.

Huma Ahmad 1999. Muslim college life; dating, drinking and Deen. Online: http://www.jannan.org/articles/dating/html

Havelock, Ellis 1937. Studies in the Psychology of sex. Vol-I. Random house, New York

Havelock, Ellis 1937. Studies in the Psychology of sex. Vol-II. Random house, New York

Iqra Trust 1993. Religion, Ethnicity and Sex Education. Exploring the issue. Compiled by Rachel Thomason. Sex Education Forum.

Iqra Trust 1997. Faith and Sexuality: A discussion paper on sexual for Health and Community worker from four faith perspective. North West Lancashire Health Promotion Unit UK.

Jane Pauly, 1995. Sex, Teens and Public School --- a PBS Production as quoted by Peggy Vaughan and James Vaughan

in their Book (http://www.askpeggy.com/sex.html)

Joy Davidson, 1998. Carnal Knowledge: Ten Things most college students already know about sex --- Ten things they should know (sex on Campus). Men's Fitness, September.

Karyen Pryer Salah-ud-Din, (1998). Conflicting Values in Muslim Teenagers in High School (Courtesy Islamzine). <http://www.themodernreligion.com/teen/teenhigh.html>.

Khan, Muhammad Aftab and A.H. Siddiqui (1989). 'Revelations in the Quran about the Process of Reproduction', S&T in the Islamic World, Vol.7-4, Oct-Dec. pp.11-28.

Khan, Muhammad Aftab and Muhammad Ahsan 2010. Quranic Approach to Sex Education, Lambert Academic Publishing, Germany.

Khan, M. A. and Amina Aftab 2010. Embryology and the Quran, (Idara Matbooat-e-Sulemani. Lahore)

Khan, M. A, (2006). Sex and Sexuality in Islam, Nashriyat. Lahore.

Kinsey, A; W.B. Pomeroy; and C.E. Martin, 1953a. Sexual Behavior in the Human Female, Philadephia and London: Saunders Company.

Kinsey, A; W.B. Pomeroy; and C.E. Martin, 1953b. Sexual Behavior in the Human Male, Philadephia and London: Saunders Company.

Kirby, D. 2000, What does the research say about sexuality education?. Educational Leadership, October, 2000, p.74.

Kleg, K.N. 1994. Is Sex Education in the Family Better Than its Reputation? Paper presented to FCHE 1st European

Conference on Sexuality Education for Adolescents. Cologne, Germany FCHE.

Lecky, W.E.H. 1897, History of European Morals. Appleton, New Yourk.

Louise Palmer, (2001). Sex Education in Church, Luman: Religious News Service Corrspondent.

Macaulay, T 1935. Minutes on Indian Education. Speech of Lord Macaulay. Selection of G.M. Yousaf, Oxford University Press.

Marra, William A. (1998). 'The Two Direction of Sex Education'. Faith Newsletter, USA: Catholic United.

Maurice, B. (2000). The Bible, the Quran and Science, USA: American Trust Publication.

Moore, K.L. and A.M. Azandani (1983). The Developing Human with Islamic Additions and Correlation studies with Quran and Sunnah (3rd ed.) London: W.B. Sanders Co.

Mary Rose Megeary, 1991. God's Lost Children --- The Shocking Story of America's Homeless kids. Covenant House, 346 West, 171K street, New York.

Marshal F., 1910. They Physiology or Reproduction

Masters W.H. and E. Johnson Virginia, 1966. Human Sexual Response. Bantam Books, New York.

S. Muben Akhtar 2010 Sex Education for Muslims (guidance for men and women, single or marriage. Karachi Psychiatrists Hospital Karachi.

McKay and Holowaly, 1997. Online: http://sexeducenter.cenhost.com/ physio4.htm

Michael J. Reiss and S. Abdul Mabud 1998. Sex Education and Religion. The Islamic Academy Cambridge, UK.

Muazzam. M.G., 1962. History of the dicovery of the mechnasim of reproduction and Revelations in the Holy Quran. Pakistan J. Sci. 14 (6): 281-297.

Ollivier, Debra, A. (06 December 1999). Sex Education with a Contraceptive Chaser. <http://www.salon.com/mwt/feature/1999/12/06/pill/print.html>.

Pam Bushnell, and Lee Lucas, 2001. Some facts to be known to children. Online :http://www.kidhealth.org/parents/positive/talk/sex.html.

Patrica Cayosexton 1969. The Feminized Male, White color and the Decline of Manliness: 125-132, Random House, New York.

Paster, V.R. (2000). How to Talk to Your Children about Sexuality, New York: Planned Parenthood Federation of America.

Randy Engle. 1998. Sex Education --- The Final Plague. Online:http://www.catholictreasures.com/descrip/10690.html.

Rizvi S.M., 1993. Marriage and Morals in Islam. Toronto, Canada.

Rizvi S.M., 1980. The Family Life of Islam. World Organization for Islamic Service Tehran, Iran.

Richard, Johnson 1996. Sexual Dissonance or The Impossibilities of Sexual Education. Curriculum Studies vol 4(2):163-189.

Roy Ridgway, 1990. Caring for your Unborn child. How to give your baby the best possible start in life. Thorsons Publishers

Limited, Welling Borough, Northamptonshire, England.

Sameena Siddique, 1999. Muslim school Verses public school. Sound Vision.

Sarwar G., 2004. Sex Edcuation: The Muslim Perspective 3rd ed Muslim Education Trust London.

Shahid Athar, 1995. Sex education: and Islamic perspective. A lecture at Ohio state University USA.

Shibaeva, A.N. (1979). 'Sex Education' Great Soviet Encyclopeadia, Vol. 20.

Sheikh Muhammad Nasir-ud-Din al-Albaani 1999. The etiquetters of marriage and wedding (in the pure Traditions of the Prophet). Jamiyyah Ihyaa Minhaj-us-Sunnah.

Tufail, M. (1999). Islamic Sex Education? Sex in our Society, Sex in Islam and the Hypocrisy of our Society, An article written in response to an article "Sex Everywhere" Pakistan: Chowk Forum.

Tom, Coburn, 2000. Do Algstinence only programes work? Family Practice News, July 15, 2000.

Ulanowsky, Carole (1998), 'Sex Education: Beyound Information to Values. In Michael J. Reiss and Shaikh.

Valerie Riches 1998. Short Coming of Day Practices in School Sex Education in Sex Education and Religion by Michael J. Reiss and Shaikh Abdul Mabud pp35. 1998. The Islamic Academy Cambridge UK.

Vera S. Paster, 2000. How to talk with your child about sexuality. Planned Parenthood. Ebony, February 2000.